مفہومِ قرآن

بدلنے کی وارادات

حصہ اوّل

افادات
علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
پی ایچ ڈی بغداد یونیورسٹی

اویسی بک سٹال
0333-8173630

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

شیخ المحدثین، جنید زمان، حافظ الحدیث، امام العصر

حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی قادری نور اللہ مرقدہ

کے نام جنہوں نے جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف ایسی علمی روحانی اور ملی تحریک کے ذریعے مجھ جیسے ہزاروں افراد کو خدمت دین کیلئے تیار کیا۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

لاہور

(نوٹ) حضرت پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.SirateMustaqeem.net

الاھداء

مفکرِ اسلام، فاضلِ جلیل، مفسرِ کبیر، مجاہدِ تحریک پاکستان وتحریکِ ختم نبوت، مناظرِ بے نظیر، خطیبِ لاثانی، آفتاب ولایت

شیخ القرآن علاّمہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ

کے نام جو قرآن مجید کی تفسیر اس انداز سے فرماتے، کہ سامعین کے دلوں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نقش ہو جاتی۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اے اللہ عزوجل! ان کی قبر انور پر کروڑہا رحمتیں نازل فرما (آمین)

بندہ ناچیز طالب شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
محمد نعیم اللہ خان

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

عرضِ مرتب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

مجھے عالم اسلام کے عظیم اسکالر (Scholar) حضرت علامہ ڈاکٹر حافظ محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی (فاضل بھکھی شریف فاضل بغداد شریف ایم اے عربی، پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی) کی ''مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات'' کے موضوع پر تقریر سننے کا اتفاق ہوا تو میں آپ کے وسعت مطالعہ، مؤثر انداز بیاں اور قرآنی آیات و احادیث سے مزین زبردست دلائل سے انتہائی متاثر ہوا۔ وہابیوں کے ظہور بے نور کے بعد سے لے کر قرآن وحدیث کے ظاہری استدلالات کی آڑ میں فکری آوارگی مسلسل بڑھتی جارہی ہے۔ جو خود قرآن کی معنوی تحریف کے مرتکب ہیں وہ خود کو عالم قرآن ثابت کر رہے ہیں یعنی چور بھی کہے چور چور والا معاملہ ہے۔

اس بے عملی اور دین سے بے راہ روی کے عروج کے دور میں میڈیا کی مدد سے اور دنیاوی مال و دولت کی بہتات کی وجہ سے یہ شر پسند فرقہ گمراہ کن لٹریچر چھاپ کے اور مفت تقسیم کر کے سطحی علم رکھنے والے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ لہٰذا انتہائی ضرورت ہے کہ ان کے اس طرح کے گمراہ کن لٹریچر کا ہر سطح پر بھرپور مقابلہ کیا جائے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے

ہوئے میں نے ڈاکٹر صاحب کے اس موضوع کے انتہائی فکر انگیز اور بے مثال بیانات کو صفحہء قرطاس پر منتقل کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اب یہ کتابی صورت میں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ علماء کرام اور مقررین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی سعی محمود سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے عوام کو اس خطرناک واردات سے آگاہ کریں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے **ایک ہزار** سے زائد بیانات جو کہ تقریباً ہر موضوع پر ہیں اور آپ کے کثرت مطالعہ اور تحقیق کا ثمرہ ہیں، ان کو کتابی صورت میں اکٹھا کر کے چھاپنے کا اہتمام کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ عزوجل! ہمیں اس دور کے فتنوں سے ہر طرح سے محفوظ فرما اور ہمیں اپنے انعام یافتہ لوگوں کے صراط مستقیم پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا۔ (آمین)

بندہ ناچیز پر تقصیر طالب شفاعت نبی کریم ﷺ

محمد نعیم اللہ خان قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ

ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

www.SirateMustaqeem.net

مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنَّ مِنْھُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالْکِتَابِ لِتَحْسَبُوْہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَمَا ھُوَ مِنَ الْکِتٰبِ۔

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ

فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اُلُوْذُ بِہٖ

www.SirateMustaqeem.net

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ و اتم برھانہ و اعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور پرنور شافع یوم النشور، دستگیر جہاں، غمگسار زماں، سیّد سروراں حامیء بیکساں، سیاح لامکاں، صاحب رمضان وقرآن، احمد مجتبےٰ، جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد۔

محترم سامعین! ماہ رمضان المبارک کی رحمتیں اپنے عروج پر ہیں۔ خالق کائنات جل جلالہٗ کی بخشش ومغفرت عام ہے۔ ایسے پاکیزہ، معطر اور منور لمحات میں جمعتہ المبارک کی فضیلتوں کے ہمراہ آج ہم اللہ کے گھر (مسجد) میں حاضر ہیں۔ دعا ہے خالق کائنات جل جلالہٗ ہم سب کی اس حاضری کو قبول فرمائے۔

گذشتہ جمعہ آپ نے ایک معاشرتی برائی کے خاتمے، ایک عملی خرابی اور عملی بگاڑ کو ختم کرنے کے سلسلہ میں ایک نہایت ہی اہم موضوع پر گفتگو سماعت فرمائی۔ آج کا موضوع اپنے لحاظ سے نہایت ہی منفرد اور نہایت ہی ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا سبق ہے جو کہ پڑھایا جائے تو دینی مدارس کے سینئر (Senior) طلبہ کو۔ یہ سبق بندہ ناچیز کے طویل مطالعہ کا حاصل ہے۔ یہ میں آج آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ میرے سامعین بڑے دلیر ہیں جو ہر اہم سے اہم فکری مسئلہ کو

سننے میں دلچسپی بھی رکھتے ہیں اور سمجھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

محترم سامعین! پورا دین متین ہمارا نصاب ہے۔ قرآن مجید کی چند آیات ہی ہمارا نصاب نہیں ہیں بلکہ پورا قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کے فرامین اور سنتوں کا وسیع ذخیرہ بھی ہمارا نصاب ہے۔ اس لئے ہم یہ چاہیں گے کہ ہم باری باری علوم کے ان تمام جہانوں کی سیر کریں اور اپنے آپ کو عادی بنائیں کہ دین کی بات اگرچہ مشکل بھی ہو اسے سمجھنے کی کوشش کی جائے اور پھر سمجھ کر آگے اس کا عام چرچا کیا جائے۔

محترم سامعین! قرآن فہمی کے بڑے بلند بانگ دعوے کئے جاتے ہیں اور قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے بڑے بڑے پروگرام چلتے ہیں۔ بلاشبہ، قرآن مجید کو سمجھنا اور پھر اس سے ہدایت حاصل کرنا، یہ ایک بڑا منصب ہے اور اس کے لئے بڑی شرائط ہیں۔ قرآن مجید برہان رشید کے اسلوب کو سمجھنا، انداز کو سمجھنا، مزاج کو سمجھنا اور پھر اس کی روشنی میں قرآن مجید کے مفہوم کو سمجھنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔ قرآن مجید کا محض ترجمہ آ جانا، اس کو قرآن فہمی نہیں کہا جاتا۔ قرآن فہمی بڑی دور کی بات ہے۔

میری ناقص سوچ اور رائے کے مطابق موجودہ دور میں جتنی بھی فکری الجھنیں پیدا ہوگئی ہیں، مختلف قسم کے گروہ اور طبقے بن گئے ہیں، مختلف قسم کے ٹولے اور مختلف قسم کے فرقے بن گئے ہیں ان کے بننے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے اسلوب کو نہ سمجھا گیا، قرآن مجید کے

مفہوم کو نہ سمجھا گیا بلکہ الٹا قرآن مجید کے مفہوم کو بدلنے کی کوشش کی گئی۔ ایک ہے ترجمہ بدلنا اور ایک ہے مفہوم کو بدلنا۔ قرآن مجید کے الفاظ کو تو کوئی نہیں بدل سکتا مگر ترجمہ میں لوگوں نے غلطیاں کیں۔ علمائے حق نے ان غلطیوں کی نشاندہی کی۔

ترجمہ کی غلطی کی چوری کو پکڑنا آسان ہے اور مخاطب کو اس پر مطلع کرنا بھی آسان ہے مگر اس سے آگے ایک خطرناک واردات ہے۔ وہ ہے مفہوم کو بدلنے کی واردات۔ ترجمہ تو صحیح کیا جائے مگر اس کا غلط مفہوم سامع کے لئے ظاہر کیا جائے۔ لوگوں نے قرآن مجید کی آیات کا مفہوم بدل بدل کے اس کو بگاڑ بگاڑ کے، اپنی ہوس اور باطنی خواہش کو اوروں پر مسلط کر کر کے، امت میں انتشار و افتراق پیدا کیا۔ مفہوم کو بدلنا یہ ہے کہ اس کے روئے سخن کو تبدیل کر دینا۔ قرآن مجید کا روئے سخن کچھ لوگوں کی طرف ہو اور اس کو بدل کے اوروں کی طرف کر دیا جائے۔ ترجمہ وہی ہے لفظ وہی ہیں مگر روئے سخن کو بدل دیا جائے تو اس سے سارے کا سارا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ آج کے اس فکری بگاڑ اور سازشوں کے دور میں مفہوم بدلنے یعنی قرآن مجید کے الفاظ کا ترجمہ صحیح کر کے لیکن اس کا رخ تبدیل کرنے سے بہت سی غلط فہمیاں اور انتشارات پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کی جو آیات بتوں کے بارے میں تھیں اور اسی طرح جو کفار کے بارے میں تھیں یعنی ان کا روئے سخن تو کفار کی طرف تھا، ان کا رخ تو بتوں کی طرف تھا لیکن

www.SirateMustaqeem.net

کچھ لوگوں نے ترجمہ تو وہی کیا جو قرآنی آیات کا ہے لیکن ان کا رخ بدل دیا۔ ان آیات کا رخ کفار کی بجائے ولیوں کی طرف کر دیا۔ جس کی وجہ سے عظیم فساد پیدا ہوا۔ ایک عام انسان تو پریشان ہو کر رہ گیا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ الفاظ قرآن مجید کے ہیں اور ترجمہ بھی ان الفاظ کا یہی ہے۔ مگر جو کچھ مجھے سمجھایا جا رہا ہے مجھے تو اس کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ جن لوگوں کے نام کو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کا نشان بنایا ہے، انہی لوگوں کے بارے میں ان آیات کے اندر مذمت کی جا رہی ہے۔

یہ تضاد کیوں ہے؟ یہ مطلب کس طرح پیدا ہوا؟ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ تضاد مفہوم قرآن مجید میں واردات کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا، مفہوم قرآن کو بدلنے کی وجہ سے پیدا ہوا۔ میں اس سلسلہ میں قرآن مجید فرقان حمید سے آپ کو کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں کہ ترجمہ صحیح کرتے ہوئے بھی کس طرح مفہوم قرآن مجید بدل سکتا ہے۔

قرآن مجید برہان رشید میں ایک جملہ آتا ہے

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

جس کا معنی ہے اگر تم سچے ہو

خالق کائنات نے یہ جملہ بہت سی ذوات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ سے کہا

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(پ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 23)

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے (حضرت محمد ﷺ) پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں (بتوں) کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ اگر تم سچے ہو

قرآن مجید فرقان حمید نے تو اس ساری بات کا یعنی جو کفار کے ساتھ جھگڑا تھا، مشرکین کے ساتھ جھگڑا تھا، اس کا حل ایک ہی بات میں پیش کر دیا کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن مجید کی مثل ایک سورت بنا کے لے آؤ مگر تم جھوٹے ہو، کذاب ہو، کافر ہو، تم سچے نہیں ہو، تم قرآن مجید کی مثل سورت بنا کے نہیں لا سکتے۔

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اگر تم سچے ہو

یہ جو اللہ کے باغیوں کے بارے میں بولا گیا، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے بارے میں بولا گیا، اللہ تعالیٰ کے منکرین کے بارے میں بولا گیا، یہی جملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کے بارے میں بھی بولا ہے۔ قرآن مجید کے پہلے پارے میں ہی وہ آیت ہے جو میں نے ابھی پڑھی ہے۔ اور یہ آیت جو میں اب پڑھنے لگا ہوں یہ بھی قرآن مجید کے پہلے پارے میں ہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا امتحان لیا تھا تو خالق کائنات نے ان سے فرمایا تھا۔

اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(پ 1 سورۃ بقرۃ آیت نمبر 31)

مجھے ان چیزوں (اشیاء) کے نام تو بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ (اگر تم سچے ہو)۔ یہی مشرکین کو کہا گیا، بت پرستوں کو کہا گیا، کفار کو کہا گیا اور یہی اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ فرشتوں کو بھی کہا گیا۔ فرشتے کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بل عباد مکرمون بلکہ میرے عزت والے بندے ہیں۔

عام بندے نہیں، اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار بندے ہیں۔ جن کا ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزرتا ہے، جن کی خوراک اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا ہے، یہ فرشتے اللہ کی بندگی میں عروج پر پہنچے ہوئے ہیں۔ خالق کائنات نے ان کو اپنا قرب عطا فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے زمین کے چپے چپے پر اور آسمانوں پر موجود ہیں۔ مگر خالق کائنات فرما رہا ہے۔

اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ اگر تم سچے ہو۔

اب یہی جملہ مشرکین کو کہا گیا اور یہی فرشتوں کو کہا گیا لہذا دونوں کے لئے ایک جیسا حکم ہوا؟ جو دوسرا طبقہ ہے ان کا انداز استدلال ایسا ہی ہے۔

اب اس سے کوئی شخص فرشتوں سے دشمنی کی تحریک چلالے کہ فرشتے کوئی محترم ذات نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مشرکوں کو کہا ہے وہی فرشتوں کو بھی کہا ہے۔ فرشتوں کو بھی اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ کہا ہے کہ اگر تم

سچے ہو! یعنی تم سچے نہیں ہو اور ادھر مشرکین کو بھی کہا کہ اگر تم سچے ہو تو تم یہ کام کرو۔ یعنی تم سچے نہیں ہو، تو دونوں کے بارے میں ایک ہی قسم کے الفاظ بولے گئے لہذا دونوں میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔

اگر کوئی شخص قرآن مجید کے یہ لفظ بولے اور ان کا ترجمہ بھی یہی کرے تو ترجمہ غلط نہیں ہے مگر مفہوم میں غلطی ہے، ترجمہ تو یہی ہے کہ

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اگر تم سچے ہو!

مگر قرآن مجید کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے۔ دونوں طائفے سچا نہ ہونے میں برابر ہیں۔ مشرک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے راندے ہوئے ہیں، دھتکارے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے مغضوب اور ملعون ہیں اور فرشتے اللہ کے محترم اور مکرم بندے ہیں جب لفظ دونوں کے بارے میں ایک ہی قسم کے آئے تو مطلب کیا ہے؟

اگر قرآن مجید کے اسلوب کو دیکھا جائے تو پھر صحیح مفہوم سمجھ میں آئے گا ورنہ صحیح مفہوم پر واردات ہو جائے گی اور قرآن مجید کا صحیح مطلب ہی ختم ہو جائے گا۔

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) جو فرشتوں کو کہا گیا ہے اس کا مطلب کچھ اور ہے اور ان کنتم صادقین جو مشرکین کو کہا گیا ہے اس کا مطلب اور ہے۔

مشرکین کو جو کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو! کس بات میں؟ وہ بات اور ہے اور جو ملائکہ کو کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو؟ یہ اور بات ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

مشرکین کو کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو! کس بات میں سچے ہو؟ تم جو یہ کہتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ پر اللہ کی طرف سے کچھ نازل نہیں ہوتا، یہ خود بولتے ہیں، خود آیات بناتے ہیں اور خود ہی سناتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی آیت نازل نہیں ہوتی۔ اے مشرکین! اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو پھر قرآن مجید فرقان حمید کی مثل ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ۔ وہاں سچائی کا تعلق اس خبر کے ساتھ ہے کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ ان پر کچھ نازل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کچھ نہیں اترتا، اس بات میں اگر تم سچے ہو!

نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیات کے اترنے کا انکار تو کفر ہے۔ لہٰذا ان کا جو صدق چیلنج کیا گیا وہ صدق اس خبر میں ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ بھی نازل نہیں ہوتا اور یہ خبر کفر ہے۔

اور ادھر فرشتوں کو جو کہا گیا تو وہ کوئی ایمان کفر کا مسئلہ نہیں تھا۔ وہ مسئلہ کیا تھا؟ فرشتوں سے جب اللہ تعالیٰ نے مشورہ کیا تھا تو فرشتوں نے یہ کہا تھا تو وہ یہ اپنے طور پر، اللہ کے **امتحان لینے** سے پہلے کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ علم والی مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا یعنی جس کا علم ہم سے زیادہ ہو اور خلافت الٰہی کی مستحق ہو، اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا نہیں فرمائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما دیا، ان کو پڑھا دیا، ان کی علمی برتری کو ثابت کرنے کے لئے انہیں تعلیم دے دی، اس کے

بعد فرشتوں کو کہا: اے فرشتو! اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بڑا عالم پیدا نہیں فرمائے گا تو پھر مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ؟ یہاں جو فرشتوں کا دعویٰ تھا یا خبر تھی اس میں کفر یہ بات نہیں تھی۔

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

ایک ہی قسم کا جملہ ہے، ایک ہی ترجمہ ہے، مگر فرق ہے۔

وہاں سچائی اور اعتبار سے ہے یہاں سچائی اور اعتبار سے ہے۔ مشرکین کے بارے میں یہ جملہ بولا گیا تو اس کا مفہوم اور ہے، فرشتوں کے بارے میں جو بولا گیا تو اس کا مفہوم اور ہے۔ مشرکین کو کہا گیا کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر کچھ نازل نہیں ہوتا تو پھر سورت بنا کے لے آؤ اور مشرکین کا یہ دعویٰ کفر ہے۔

ادھر فرشتوں کو کہا جا رہا ہے کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ ہم سے بڑھ کر خلافت الٰہی کا کوئی مستحق نہیں ہے اور ہم سے بڑا کوئی علم والا پیدا نہیں ہو سکتا تو پھر ان چیزوں کے نام بتاؤ اور یہ فرشتوں کا دعویٰ کوئی کفر نہیں تھا۔

یعنی اب یہ جو ان کے صدق کو چیلنج کیا گیا تو یہ کوئی کفر والی بات نہیں تھی۔ یہ تو صرف ان کے اس دعوے کو مسترد کیا گیا کہ تمہارا جو یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بڑھ کر کوئی پیدا ہی نہیں کرے گا، ہم ہی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنیں گے۔ اے فرشتو! تمہارا یہ دعویٰ اور یہ خبر سچی نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم میرے عزت والے بندے ہو، تم میری مخالفت نہیں کرتے، مجھ

سے سرکشی نہیں کرتے اور میں نے تمہیں اپنا قرب عطا فرمایا ہے مگر خلافت وہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرماؤں گا۔

اب جب اسلوب کو دیکھا گیا، ماقبل کو دیکھا گیا، پھر جا کے صحیح مفہوم واضح ہوا۔

ورنہ دونوں جگہ ہی اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ہے۔

لیکن اگر کوئی ان دونوں کو سامنے رکھ کے یہ تقابل کرتے ہوئے یہاں سے یہ مفہوم نکالے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو کہا وہی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا ہے۔ پھر فرق کیا رہ گیا؟

یہ مطلب نکل سکتا تھا لیکن یہ بہت بڑی غلطی تھی اور یہ غلطی تب درست ہو گی جب اسلوب کو دیکھا جائے گا۔ الغرض ایک انسان خالق کائنات کے کلام کے اسلوب کو دیکھنے کے بعد اس میں غور وفکر کر کے پھر اس مفہوم کی غلطی کی واردات سے بچ سکتا ہے۔ ورنہ فتنہ پیدا کرنے والے قرآن مجید کی آیات سے ہی فتنہ پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو اس سے ہدایت فرماتا ہے۔

(پ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 26)

قرآن مجید میں اتنی زیادہ وسعتیں ہیں کہ اسی سے ہدایت ملتی ہے اور گمراہوں میں اسی سے گمراہی چل نکلتی ہے۔ لہٰذا اس کا اسلوب یعنی اس

کے کلام کا رخ متعین کرنا ضروری ہے۔ اگر اس کے رخ کو بدل دیا جائے تو لفظ وہی ہوں گے، ترجمہ وہی ہوگا مگر سارے کا سارا مقصد فوت ہو جائے گا۔

مثال نمبر 2

قرآن مجید فرقان حمید میں یہ مثال بھی ملتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ارشاد فرمایا اور مشرکین نے بھی اسے ہی دہرا دیا۔ جب انہوں نے اسے دہرایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

اب عجیب صورت حال پیدا ہوئی کہ ایک بات اللہ نے خود ہی فرمائی ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمائی ہے تو وہ بات سو فیصد سے بھی زیادہ سچ پر مشتمل ہے اور سچ ہی سچ ہے لیکن وہی بات جب مشرکوں نے اپنی زبان سے کہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ خالق کائنات نے یہ کیوں فرمایا؟ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کے مفہوم کو بدلنے کی کوشش کی تھی۔ لفظ وہی ہیں، ترجمہ وہی ہے مگر مفہوم کو بدلا گیا تو خالق کائنات نے اپنا وہی کلام جسے سچ فرمایا تھا اور سچ پر ہی مشتمل تھا۔ جس وقت مشرکین مکہ اور منافقین نے اس کو بدلا۔ کس لحاظ سے بدلا؟ لفظ نہیں بدلا بلکہ مفہوم بدلا یعنی لفظ اللہ کے ہی بولنے کے ساتھ جس وقت انہوں نے اپنی طرف سے ایک غلط مفہوم بھی شامل کرنے کی کوشش کی تو خالق کائنات نے اس کو مسترد فرما دیا۔

آج جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں غلط کہہ رہا ہے تو ہمارے بعض لوگ کہتے

www.SirateMustaqeem.net

ہیں وہ تو قرآن مجید پڑھ رہا ہے، قرآن مجید کی آیت پڑھ رہا ہے اور قرآن مجید سے ہی درس دیتا ہے۔ میں یہ پوچھوں گا کہ قرآن مجید کا درس دینا کیا اس کے حق ہونے کی دلیل ہے؟ قرآن مجید کو سمجھنا اور سمجھانا، ترجمہ کر کر کے آیتیں سنانا اور کتابوں میں لکھنا۔ ہمارے عوام کو تو ترجمے کی غلطی کا بھی پتہ نہیں چلے گا، ارے یہاں تو مفہوم پر جا کے واردات ہو جاتی ہے اور اس مفہوم پر واردات کی وجہ سے سارے کا سارا اسلامی ڈھانچہ ہی تباہ ہو جاتا ہے۔

اب دیکھئے پارہ نمبر 8 میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے

(پ 8 سورۃ الانعام آیت نمبر 137)

مشرکوں کا شرک بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو یہ نہ کرتے۔

مشرک جو یہ شرک کر رہے ہیں، اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے یعنی شرک اللہ تعالیٰ کی مشیت یعنی چاہنے پر ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ مشرک جو شرک کر رہے ہیں مجھ سے بڑھ کر نہیں کر رہے ہیں کہ میں اگر ان کو قوت سے روکنا چاہوں تو روک نہ سکوں بلکہ میری عطا کی ہوئی طاقت سے ہی تو چلتے پھرتے ہیں، میری دی ہوئی قدرت سے ہی تو بولتے ہیں اور میرا کھا کے ہی تو جیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ پیدا ہی نہ ہوتے۔

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ کر، طاقتور ہو کے شرک نہیں کر رہے

www.SirateMustaqeem.net

بلکہ اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو مشرک شرک نہ کرتے یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اب دوسرے مقام پر یہی بات مشرکین نے کہی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرما دیا۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا

اب کہیں گے مشرک کہ اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے

(پ8 سورۃ الانعام آیت نمبر 148)

کیا کہا

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے

اے محبوب! مشرک یہ کہیں گے، اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ ان کا یہ کہہ لینے اور ان کے اس بات کے قائل ہو جانے کے بعد ان کا جو رد ہوگا اس کا ذکر فرماتا ہے۔

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ایسا ہی ان سے پہلوں نے جھٹلایا تھا

(سورۃ الانعام آیت نمبر 148)

پھر فرمایا

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝

تم تو صرف گمان کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو۔

(پ8 سورۃ الانعام آیت نمبر 148)

اے مشرکو! تم بکواس کرتے ہو، جھوٹ بولتے ہو، گمان کی بات کرتے

www.SirateMustaqeem.net

ہو، اٹکلیں دوڑاتے ہو اور تخمینے لگا کے بات کر رہے ہو۔ تمہاری یہ بات سچ نہیں ہے۔ اب بظاہر ان کا قصور کیا ہے؟ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ

اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے

(پ 8 سورہ الانعام آیت نمبر 137)

مشرکین نے بھی یہ ہی کہا

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے

(پ 8 سورۃ الانعام آیت نمبر 148)

لیکن اللہ تعالیٰ نے بڑی سختی کے ساتھ ان کی بات کا رد فرمایا۔ ان کو تکذیب کا مجرم قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کہ تم ظن کے پجاری ہو، وہم کے پجاری ہو، تم جھوٹ بولتے ہو، یہ ساری باتیں انہیں فرمائیں۔

انہوں نے تو وہی کلام دہرایا تھا جو اللہ تعالیٰ کا کلام تھا۔

لوگ کہتے ہیں کہ فلاں قرآن مجید سے استدلال کرتا ہے، قرآن مجید سے دلیل پیش کرتا ہے وہ دیکھیں کہ مشرک اپنے شرک پر دلیل قرآن مجید فرقان حمید سے پیش کر رہے تھے۔ یہاں پارہ نمبر 8 میں ہے کہ مشرک عنقریب کہیں گے اور پارہ نمبر 14 میں ہے، جب انہوں نے کہہ دیا۔

انہوں نے کہا

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ

مشرکوں نے کہا، اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے

(پ 14 سورۃ النحل آیت نمبر 35)

www.SirateMustaqeem.net

انہوں نے وہ بات کہہ دی جس کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ وہ کہیں گے۔ اے محبوب! یہ تجھے کہیں گے میں تجھے پہلے ہی بتا دیتا ہوں کہ وہ تم سے کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم کسی دوسرے کی عبادت نہ کرتے۔ اس نے چاہا ہے تو ہم نے کسی دوسرے کی عبادت کی ہے۔ ہم جو بتوں کے پجاری ہیں تو اللہ کی رضا سے ہیں۔

تینوں آیتوں کو سامنے رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ خود فرمایا

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے

پھر فرمایا

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا

اب کہیں گے مشرک کہ اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے

اور پھر تیسرے نمبر پر جو پارہ نمبر 14 میں ہے کہ جس چیز کی پہلے خبر دی گئی تھی وہ سامنے آ گئی۔ انہوں نے کہا

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا

اگر اللہ چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے۔

ہم نے عبادت کی ہی تب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو چاہا ہے۔

اب غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا رد کیوں کیا؟ حالانکہ وہ بات وہی کر رہے تھے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی بات کو ردّ کیوں کر دیا؟ ردّ اس واسطے کیا کہ وہ مفہوم پر واردات کر رہے

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

تھے، قرآن مجید کے صحیح مفہوم کو بدل رہے تھے۔ لفظ وہی ہیں جو اللہ کے ہیں، اگرچہ مترادف لفظ کوئی آ گیا ہے مگر اصل میں الفاظ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹا کہا، ان کو ظن کا پجاری کہا، ان کی تردید فرمائی، کس واسطے؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا مفہوم بدل رہے تھے، ترجمہ نہیں بدل رہے تھے۔ لفظ بھی نہیں بدل رہے تھے۔ مفہوم بدل رہے تھے، جیسا کہ آج کچھ لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو جو بتوں کے بارے میں ہیں، مومنوں پر لگاتے ہیں، بتوں کے متعلق آیات کو، ان کا مفہوم بدل کے، ولیوں پر لگاتے ہیں۔ لفظ وہی ہیں، ترجمہ وہی کرتے ہیں اور اسٹیکر چھپواتے ہیں تو مفہوم وہی لیتے ہیں جو ان کے دلوں میں گندہ مفہوم ہے۔

تو یہ وہ طریقہ ہے جو مشرکوں نے اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً ان کی تردید فرمادی کیا انہوں نے مفہوم بدلا تھا؟ مفہوم جو بدلا تھا اس کو ذرا تمہید سے سمجھ لیں۔ ایک ہے اللہ تعالیٰ کی مشیئت، مشیئت کا معنی ہے اللہ کا ارادہ۔ کائنات میں ایک پتا بھی اللہ کے ارادے کے بغیر ہل نہیں سکتا۔ لہذا مشیئت عام ہے اگر کوئی نیک کام کر رہا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے کر رہا ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا صرف نیک کام کے ساتھ ہے، برے کے ساتھ نہیں ہے۔ مشیئت تو نیک کی بھی ہے اور برے کی بھی ہے۔ اللہ کی مشیئت سے ہی برا برائی کر رہا ہے یعنی

www.SirateMustaqeem.net

اللہ تعالیٰ کی قدرت، اللہ تعالیٰ کے اختیار اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ہی کر رہا ہے۔ مشیئت اور رضا میں فرق یہ ہوا کہ مشیئت اللہ تعالیٰ کی نیک کے بارے میں بھی ہے اور برے کے بارے میں بھی ہے لیکن اللہ کی رضا برے کام میں شامل نہیں ہے، نیک کام میں شامل ہے۔ عمومی طور پر اردو دان بولتے ہوئے انہیں ایک ہی سمجھ لیتے ہیں مگر عربی زبان میں مشیئت اور چیز ہے اور رضا اور چیز ہے۔ مشیئت ایزدی نیک کام کی بھی ہو سکتی ہے اور برے کام کی بھی کیونکہ جو برا ہے اس کا کوئی اور خدا نہیں کہ جس سے اس نے یہ برا کام کرنے کی طاقت لی ہے، یہ برا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت ہی چل رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، طاقت سے بڑھ کر گناہ نہیں کر رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہی ہو رہا ہے۔ مگر جب نیک بندہ نیک کام کر رہا ہے تو اس مشیئت کے ساتھ ساتھ اللہ کی خوشنودی بھی شامل ہے، رضا بھی شامل ہے اور جب برا کام کر رہا ہے تو مشیئت شامل ہے لیکن رضا شامل نہیں ہے۔

اب دیکھو، کیا ہوا؟ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ اگر اللہ چاہتا تو (مشرک) شرک نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مشیئت کا اظہار فرما رہا تھا کہ یہ مشرک میری کائنات، میری سلطنت سے باہر نہیں ہیں، یہ جو کچھ کرتے پھرتے ہیں اپنے آپ کرتے پھرتے ہیں لیکن میری قدرت کے تابع ہیں، مجھ سے بڑھ کر نہیں کر

رہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے میری مشیت کے تحت ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد صرف اپنی مشیت کا اظہار کرنا تھا لیکن ہوا کیا؟ جب مشرکوں نے شرک کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم تو مارے جاؤ گے، نار جہنم کے شعلے تمہیں کھا جائیں گے، تمہیں شدید عذاب ہو گا۔ تو مشرکوں نے جواب میں کیا کہا؟ انہوں نے کہا

لَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا اَشْرَکْنَا اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے

تم ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو، کیوں ڈراتے ہو؟ ہم تو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق شرک کر رہے ہیں یعنی جو مشیت کا لفظ تھا اس سے انہوں نے رضا والا مفہوم ظاہر کر دیا حالانکہ مشیت رضا کو مستلزم نہیں ہے۔

یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہو، اللہ تعالیٰ اس پر راضی بھی ہو، ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت تو نیک کی بھی ہوتی ہے اور برے کی بھی ہوتی ہے مگر رضا الٰہی صرف نیک کام میں ہے، برے کام میں شامل نہیں ہے تو مشرکوں کا رد اللہ تعالیٰ نے اس واسطے سے فرمایا کہ انہوں نے شاء اللہ بول کے سرکار کے سامنے رضا الٰہی کا اظہار کیا کہ ہمارے کفر پر اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی پرستش کیوں کرتے؟ اللہ تعالیٰ راضی ہے اسی واسطے ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں معاذ اللہ وہی کلام الٰہی جو خالق کائنات نے خود فرمایا تھا، جب بتوں کے پجاریوں نے، مشرکوں نے، اپنے شرک کے دفاع میں اور اپنی بتوں کی

عبادت کرنے کے لئے پیش کیا تو اس مفہوم بدلنے پر اللہ تعالیٰ نے ان کا ردّ کیا۔

لفظ نہیں بدلے، اس کا ترجمہ نہیں بدلا صرف مفہوم بدلا کہ اس میں صرف مشیت تھی لیکن انہوں نے مشیت کے ساتھ رضا کو بھی ظاہر کیا۔ سرکار سے کہنے لگے کہ بھلا ہمیں کیوں عذاب ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو ہم شرک کیوں کرتے؟ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے، وہ راضی ہے، تب ہی تو ہم کر رہے ہیں۔ مشیت کے ساتھ جب انہوں نے اپنے مفہوم میں رضا کو شامل کر دیا تو خالق کائنات نے فرمایا

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ

تم تو صرف گمان کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو۔

(پ 8 سورۃ الانعام آیت نمبر 148)

مشرکو! بکواس نہ کرو، میری مشیت ہر کام میں ہے، نیک کام میں بھی ہے برے میں بھی ہے مگر میری رضا بتوں کے سجدے میں نہیں ہے۔ میری رضا اپنے لئے سجدوں میں ہے۔ خالق کائنات نے فرمایا کہ میرے کلام کا مفہوم نہ بدلو۔ اگرچہ بول تم وہی رہے ہو مگر میری مشیت کے ساتھ ضروری نہیں کہ میری رضا بھی شامل ہو۔ میری مشیت ہر کام میں ہوتی ہے۔ دنیا میں نیک کام بھی میری مشیت سے ہوتا ہے اور برا کام بھی میری مشیت سے ہوتا ہے مگر میری رضا نیک کام میں ہے برے میں نہیں ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

مثال نمبر 3

اب دیکھئے، قرآن مجید برہان رشید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے

یہ تین مرتبہ آیا۔

ایک مرتبہ پ 5 سورہ النساء آیت نمبر 139 میں

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے

دوسری مرتبہ پ 11 سورہ یونس آیت نمبر 65 میں

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے

اور تیسری مرتبہ پ 22 سورہ فاطر آیت نمبر 10 میں

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا

تو عزت سب اللہ کے لئے ہے

اب ان آیات کو سامنے رکھ کر کوئی شخص ان کا رخ بدلے تو مفہوم بدل جائے گا۔ بے شک عزت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے بارے میں اتنی تاکید سے فرمایا ہے۔ ان بھی تاکید کے لئے ہے اور پھر جمیعا بھی تاکید کے لئے ہے۔ لہٰذا مطلب کیا نکلا؟

www.SirateMustaqeem.net

باپ کی کوئی عزت نہیں
بھائی کی کوئی عزت نہیں
استاد کی کوئی عزت نہیں
کسی بڑے کی کوئی عزت نہیں
کیونکہ اگر ہم ان کی عزت کریں گے تو معاذ اللہ گنہگار ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ عزت ساری میری ہے۔

اب تین آیات ہیں۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۝ تو عزت سب اللہ کے لئے ہے

ان تین آیات کے اندر خالق کائنات یہ اعلان فرما رہا ہے کہ عزت ساری میری ہے تو اب جب رخ بدلا جائے گا تو پھر یہ ثابت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عزت نہیں کرنی چاہیے۔ تین آیات سے جو حکم ثابت ہو رہا ہے وہ پھر قطعی ہوا۔ تو پھر اوروں کی عزت کا انکار کر دینا چاہیے؟ اور وہ مخصوص طبقہ جو آیات کا مفہوم بدل رہا ہے اس سے کچھ بعید بھی نہیں کہ کچھ دنوں کے بعد یہ اسٹیکر بھی شائع کر دے۔

خدا کی قسم اگر انہیں اپنی عزت کا خطرہ نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کی عزت کے خلاف یہ اسٹیکر ضرور چھاپتے کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرما رہا ہے کہ عزت

www.SirateMustaqeem.net

ساری میری ہے اور کسی کی نہیں ہے۔ یہ اپنی بے عزتی سے ڈرتے ہیں کہ پھر بچے ہماری عزت نہیں کریں گے۔ مفہوم بدلنے کا سلسلہ چل رہا ہے۔

غور کریں

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے۔

اب ترجمہ بالکل ٹھیک ہے کہ بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے مگر مفہوم یہ نکالنا کہ باپ کی عزت نہیں، مفہوم یہ نکالنا کہ بھائی کی عزت نہیں، مفہوم یہ نکالنا کہ استاد کی عزت نہیں، مفہوم یہ نکالنا کہ ولی کی عزت نہیں، مفہوم یہ نکالنا کہ صحابی کی عزت نہیں، مفہوم یہ نکالنا کہ اہل بیت کی عزت نہیں، مفہوم یہ نکالنا کہ نبی علیہ السلام کی عزت نہیں، یہ سارے کے سارے مفہوم غلط ہیں ترجمہ صحیح ہے

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۝ تو عزت ساری اللہ کے لئے ہے۔

آپ سمجھ رہے ہیں کہ آج کل مفہوم پر کس طرح واردات ہو رہی ہے لفظ وہی ہیں ترجمہ صحیح ہے لیکن لوگوں کو غلط مفہوم بتا کر بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حسبی اللہ، میرے لئے اللہ کافی ہے۔ لیکن اس کا رخ تو نہ بدلو۔ اس کی جہت تو تبدیل نہ کرو، یہ میرے محبوب علیہ السلام نے کہا تو مشرکوں کو کہا اور مشرکوں کے لحاظ سے کہا۔ قرآن مجید سے اس کا ماقبل دیکھو

www.SirateMustaqeem.net

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ

اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے۔

(پ 11 سورۃ التوبہ آیت نمبر 129)

اے مشرکو! مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں،

اے بتوں! مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں

میرے لئے میرا اللہ ہی کافی ہے۔

دیکھیں، کلام کا رخ بدلا جا رہا ہے، مفہوم پر واردات کی جا رہی ہے لفظ وہی ہیں ترجمہ وہی ہے لیکن لوگوں کو مفہوم غلط سمجھایا جا رہا ہے۔ مشرکین نے جب غلط مفہوم لیا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً ان کا رد فرمایا۔

تین آیات جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں جن کا لفظی ترجمہ تو یہی ہے کہ عزت ساری اللہ کے لئے ہے مگر جب ان آیات کا کوئی اسٹیکر چھپوا کر بازار بازار دکان دکان لگا دے تو آپ سوچ میں پڑ جائیں گے کہ جب ساری عزت اللہ کے لئے ہے تو ہم کسی دوسرے (ماں، باپ، استاد، بھائی، پیر، شیخ) کی کیوں کرتے ہیں۔ تو محترم سامعین! یہ دیکھنا پڑے گا کہ قرآن مجید کی آیات کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ ساری عزت میری ہے تو کن کے مقابلے میں فرمایا، اللہ کے کلام کا رخ کدھر تھا؟ اللہ کن کی عزت کی نفی کر رہا ہے اور کن کی عزت کا ان کے اندر ہی ثبوت فرما رہا ہے۔ رخ بدلنے سے سارا مطلب خراب ہو رہا ہے۔ بات اصل میں یوں ہے کہ پانچویں پارے میں اس کا ماقبل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَاۙo الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

خوش خبری دو منافقین کو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔

(پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 138-139)

اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے۔

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ کیا یہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں

یعنی یہ منافقین مشرکوں کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں۔ ابوجہل کے پاس جا کر عزت کی بھیک مانگتے ہیں۔

محبوب (ﷺ) کہہ دو

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًاo عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے

یعنی عزت ابوجہل کی نہیں، عزت تو خدا تعالیٰ کی ہے۔

اب ماقبل کے ساتھ کلام الٰہی کا رخ متعین ہوا۔

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ

یہ منافقین امام المرسلین ﷺ کو چھوڑ کر، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو چھوڑ کر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر، مسلمانوں کو چھوڑ کر اتنے عزت والوں کو چھوڑ کر ابوجہل کے پاس جا کے بیٹھتے ہیں۔ محبوب (ﷺ) ان سے کہو، کیا وہاں عزت لینے جاتے ہو؟

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًاo عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے

اگر چہ اِنَّ بھی ہے، جَمِیْعًا بھی ہے مگر یہاں ابو جہل اور مشرکین کی عزت کی نفی ہوئی ہے مومنین کی عزت کی نفی نہیں ہوئی۔ کلام الٰہی کے رخ نے متعین کیا کہ عزت کی جو نفی ہوئی ہے وہ مشرکین کی عزت کی نفی ہوئی ہے نہ کہ مسلمانوں کی عزت کی بھی۔ اگر چہ بولا یہ جا رہا ہے کہ عزتیں ساری خدا کی ہیں مگر مومنین کی عزت کی نفی نہیں کی جا رہی ہے۔

دوسری آیت جو سورہ یونس کی آیت نمبر 65 ہے اس کا ماقبل دیکھئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا

وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو

میرے محبوب! تجھے ان کی بات غم میں نہ ڈالے

مثلاً یہ جو مشرک کہتے ہیں

لَسْتَ مُرْسَلًا کہ تم رسول نہیں ہو

یہ بات جو ان خبیثوں نے کی ہے اے محبوب (ﷺ) تجھے غم میں نہ ڈالے، کیوں؟

اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے۔

اس واسطے کہ آپ کو رسول انہوں نے نہیں بلکہ میں نے بنایا ہے۔ یہ عزت میں نے آپ کو دی ہے لہذا ان کی نفی سے آپ کی عزت کی نفی نہیں ہوگی۔ اس لئے یہ بات آپ کو غم میں نہ ڈالے۔

اب دیکھیں، انداز کلام کیا بتا رہا ہے؟ اگر صرف اتنا جملہ لیا جائے

اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عزت نہ قرار پائی۔ اس میں ان بھی ہے اور جمیعا بھی ہے مگر جب کلام الٰہی کے رخ کو دیکھا گیا کہ پیچھے بات کیسے آ رہی ہے تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کا رد فرمایا جو نبی کریم ﷺ کو کہتے

لَسْتَ مُرْسَلًا کہ تم رسول نہیں ہو

اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ

تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں

(پ 13 سورۃ الرعد آیت نمبر 43)

اے محبوب (ﷺ) آپ ان مشرکوں سے کہہ دو کہ مجھے تمہاری گواہیوں کی ضرورت نہیں، میری رسالت پر میرے خدا کی گواہی کافی ہے۔

لہذا اے محبوب (ﷺ)

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۔

آپ کو ان کا قول غم میں نہ ڈالے

اس واسطے

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے

عزتیں ان کے پاس نہیں، ساری میرے پاس ہیں۔ وہ بے شک نفی کرتے رہیں کچھ بھی نہیں ہوگا کیونکہ عزتیں ساری میرے پاس ہیں۔

اب تیسری آیت جو سورہ فاطر کی آیت نمبر 10 ہے اس کو ماقبل کے ساتھ دیکھئے۔

www.SirateMustaqeem.net

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا

جو عزت چاہتا ہو تو عزت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اے محبوب (ﷺ) جو عزتیں چاہتا ہو اسے بتاؤ کہ عزتیں میرے پاس ہیں۔

اب اس آیت نے واضح کر دیا کہ عزت کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بند کر کے رکھا ہو، کوئی الوہیت کی طرح کی چیز نہیں ہے کہ کسی اور کو دی ہی نہیں جا سکتی۔ فرمایا

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

اے لوگو! تم میں سے جو بھی عزت چاہتا ہو۔ تو آ جائے کہ عزتیں اللہ کے پاس ہیں۔

ادھر آ جائے، نمازیں پڑھے، روزے رکھے، اللہ تعالیٰ عزتیں دے دے گا۔ لہٰذا اب وہی لفظ ہیں جس سے سمجھا جا رہا تھا کہ عزت کسی اور کی نہیں۔ جب ہم نے ماقبل کو پڑھ کر اس کے مفہوم کو سمجھا تو ہر آیت سے یہ ثابت ہوا کہ خالق کائنات نے جو نفی فرمائی ہے تو بتوں کی عزت کی نفی فرمائی ہے، مشرکوں کی عزت کی نفی فرمائی ہے نا کہ اپنی عزت کی نفی فرمائی ہے اور نہ ہی اپنے رسولوں کی عزت کی نفی فرمائی ہے اور نہ ہی مومنین کی عزت کی نفی فرمائی ہے۔ کتنے واضح لفظ تھے اور کیسا غلط مفہوم نکل رہا تھا لیکن جب ہم نے ماقبل کو دیکھا، اسلوب کلام کو دیکھا تو متعین ہو گیا کہ

1۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے محبوب ﷺ! ان منافقوں سے

کہہ دو جو مشرکوں سے جا کے عزت مانگتے ہیں، انہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ عزتیں میرے پاس ہیں۔

2۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ جو مشرکین تمہیں کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو، گھبرانے کی بات نہیں کیونکہ عزتیں میرے پاس ہیں۔

3۔ اور اے محبوب (ﷺ) اپنے صحابہ سے کہہ دو کہ جو عزت چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ میری طرف رجوع کرے کیونکہ عزتیں ساری میرے پاس ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزتیں دینا چاہتا ہے اسی لئے تو اعلان کیا کہ عزتیں ساری میرے پاس ہیں جو عزت چاہتا ہو وہ میری طرف آ جائے کہ میں اسے عزت عطا کر دوں۔

واضح ہو کہ ماقبل کو دیکھنے سے مفہوم درست معلوم ہوا۔ ورنہ ترجمہ تو سب کا ایک ہی تھا۔ لیکن جو بات آگے ثابت کی جا رہی تھی وہ غلط تھی۔ جب ہم نے آیت کے ماقبل کو، مفہوم اور اسلوب بیاں کو دیکھا پھر جا کے سمجھ آیا کہ اصل میں اگرچہ ان بھی موجود ہے، جمیعا بھی موجود ہے لیکن اللہ کا اس کلام سے مقصد اپنے محبوبوں کی عزت کی نفی کرنا نہیں بلکہ اپنے دشمنوں اور اپنے نبی کریم ﷺ اور مومنین کے دشمنوں کی عزت کی نفی کرنا ہے۔

پھر اس پر اللہ تعالیٰ نے مہر صداقت مزید ثبت کر دی۔ کس طرح؟

www.SirateMustaqeem.net

پ28 سورہ المنافقون آیت نمبر 8 میں ہے

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول، جو منافقوں کا سردار تھا، اس نے یہ اس وقت کہا جب ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے۔ اس رئیس المنافقین نے اپنے آپ کو تو عزت والا کہا اور سرکار کو سرکار کے غلاموں کو اذل کہا (معاذ اللہ)

جب اس نے یہ بکواس کی کہ جب ہم مدینہ شریف واپس لوٹیں گے تو عزت والے ذلت والوں کو باہر نکال دیں گے تو خالق کائنات نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں

(پ28 سورۃ المنافقون آیت نمبر 8)

منافقو! بکواس نہ کرو۔ عزت ساری میری بھی ہے، میرے رسول کی بھی ہے ان کے غلاموں کی بھی ہے

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ اللہ کے لئے عزت ہے

وَلِرَسُوْلِهٖ اس کے رسول کے لئے عزت ہے

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنین کے لئے عزت ہے۔

غور فرمائیں کہ کیا یہ کوئی اور قرآن ہے؟ یہ اسی قرآن مجید کا حصہ ہے جس میں پہلے تین مرتبہ آ چکا ہے

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے۔

اب وہی قرآن کہتا ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ کی بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کی بھی ہے اور سارے مومنین کی بھی ہے۔

پتہ چلا کہ جہاں اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرما رہا تھا کہ عزت ساری اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ مشرکوں کی عزت کی نفی فرما رہا تھا اور رسول کریم ﷺ اور مومنین کی عزت کی نفی نہیں فرما رہا تھا۔

یہ ہے مفہوم قرآن کو سمجھنا، یہ ہے قرآن فہمی، یہ ہے قرآن دانی، لوگ دو لفظوں کا لفظی ترجمہ پڑھتے ہیں اور مجتہد بن کے بیٹھ جاتے ہیں۔ قرآن مجید سے اس وقت تک ہدایت نہیں مل سکتی جب تک کہ قرآن مجید کے اسلوب کو نہ سمجھا جائے۔

اب دیکھیں، ترجمہ یہی ہے۔ اسلوب قرآن کو نہ سمجھیں تو آیتیں آپس میں ٹکراتی ہیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ساری عزتیں میری ہیں۔ ادھر یہ فرماتا ہے کہ میرے رسول علیہ السلام کی بھی ہے اور صرف ان کی ہی نہیں، سارے مومنین کی عزتیں ہیں۔

تو پتہ چلا کہ وہاں کلام الٰہی کا رخ مشرکوں کی طرف تھا اور ان کی عزت کی نفی کی جا رہی تھی اور اللہ تعالیٰ اپنوں کی عزت کی نفی نہیں فرما رہا تھا۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

مثال نمبر 4

سارے قرآن مجید کا یہی اسلوب بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ

اللہ کے سوا اس کا کوئی حمایتی ہوگا نہ سفارشی

(پ 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 70)

مشرک نفس کے لئے کوئی ولی نہیں ہے اور کوئی شفیع نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا رخ مشرک نفس کی طرف ہے کیونکہ مومنین کی شفاعت باذن اللہ ہوگی۔ کتنی زیادتی ہے کہ لوگ یہ آیت مومنین کے بارے میں پڑھ دیتے ہیں کہ قیامت کے دن مومن کا کوئی ولی نہیں ہوگا، کوئی شفیع نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ مشرک کو کہا ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝

اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی والی ہے اور نہ مددگار

(پ 11 سورۃ توبہ آیت نمبر 116)

اے مشرکو! تمہارا کوئی ولی نہیں، تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

ولی اور مددگار ہونے کی نفی مشرکوں کے لئے کی گئی ہے لیکن مومن وہ ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ یہ دعا کرتے ہیں۔

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

www.SirateMustaqeem.net

اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے

(پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 75)

مومن کہتے ہیں کہ ہمیں اپنا کوئی ولی دے دے، اپنا کوئی نصیر دے دے۔

الغرض مومن کے ولی کی نفی نہیں ہے، مومن کے نصیر کی نفی نہیں ہے۔ یہ جہاں جہاں نفی ہے وہاں کلام الٰہی کا رخ مشرکوں کی طرف ہے۔ بت پرستوں، کافروں اور بتوں کی طرف ہے لیکن ان کلام الٰہی میں تحریف کے مجرموں نے، ان گستاخوں نے، ان قرآن مجید کے مفہوم میں ردوبدل کرنے والوں نے، ان قرآنی آیات کو اپنے نفس کی تسکین کے لئے تختہء مشق بنانے والوں نے کیا کیا کہ ان آیتوں کا رخ موڑ کے مقدس نبیوں، ولیوں اور مومنین کی طرف کر دیا۔

قرآن مجید کے مفہوم پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے، اللہ کے کلام کو اس کے صحیح مفہوم اور اسلوب سے ہٹ کر استعمال کیا جا رہا ہے۔ دیکھئے قرآن مجید کہتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ۔

اور ان (اہل کتاب) میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے ہیں کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں

(پ3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 78)

www.SirateMustaqeem.net

یہ ان کی عادت تھی جو ان مفہوم قرآن میں واردات کرنے والوں تک پہنچی۔

ان کی عادت تھی کہ کتاب کا کچھ حصہ خود بناتے تھے، کچھ باتوں کو خود بناتے تھے۔ حالانکہ وہ کتاب اللہ کا حصہ نہیں ہوتی تھیں۔ ایسے ہی آج ولی کی محبت پر ڈاکہ ڈالنے والے انبیاء کرام کی توہین کرنے والے اور بتوں کی آیات ولیوں پر چسپاں کرنے والے ہیں۔ کہ وہ ان ولیوں کو ان بتوں والی آیات میں شامل کر رہے ہیں۔ اللہ کا وہی فرمان یہ آواز دے رہا ہے کہ یہ آواز ٹیڑھی کر رہے ہیں، زبان بدل بدل کر چاہتے ہیں کہ وہ ولیوں کو ان میں شامل کر دیں حالانکہ وہ اس حکم میں شامل نہیں ہیں۔

محترم سامعین! بات بڑی غور طلب ہے اور ٹائم بھی ختم ہونے کو ہے۔ میں نے نفس مسئلہ آپ کو سمجھا دیا ہے۔ موضوع بہت تفصیل طلب ہے لیکن مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اس پر آپ کو جو کوئی بھی کوئی بھی آیت پیش کرے، جس جگہ سے بھی اس سے بلا جھجک کہہ دیں کہ تم مفہوم قرآن بدل رہے ہو، تم مفہوم قرآن پر ڈاکہ ڈال رہے ہو، آیت کا ماقبل پڑھ کے آؤ اور اس مفہوم کی دوسری آیات کو ساتھ ملاؤ اور پھر یہ بتاؤ کہ اس کا مطلب کیا بن رہا ہے؟ ورنہ ہمارے ساتھ بات نہ کرو۔

مثال نمبر 5

www.SirateMustaqeem.net

مفہوم قرآن پر حملہ کرنے والوں کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ مشرکوں نے بھی کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مسلمانوں کے ایک فرقہ جن کو خوارج کہتے ہیں، اس فرقہ نے جو مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا نے بھی کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں ان کو قتل کروا کر یہ ثابت کر دیا کہ مفہوم قرآن پر واردات کرنے والی یہ جماعت مرتد ہے، مسلمان نہیں ہے۔

مسلمانوں کا ایک فرقہ خوارج کے روپ میں سامنے آیا اور ان کی عراق میں، کوفہ کے قریب بستی تھی۔ وہ وہاں پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا انکار کر دیا تھا۔

ان خوارج سے پوچھا گیا کہ تم امیر المومنین کو مومن بھی نہیں سمجھتے ہو حالانکہ وہ اتنی زیادہ فضیلتوں کے حامل ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے داماد ہیں، قریبی عزیز ہیں، بڑے پکے صحابی ہیں۔

انہوں نے جواب میں کہا کہ ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔ انہوں نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ انہوں نے آیت الٰہی کا انکار کر دیا ہے۔ لہذا ہم ان کو نہیں مانتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کون سی آیت کا انکار کر دیا ہے؟ کہنے لگے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم نہیں مگر اللہ کا

(پ 12 سورۃ یوسف آیت نمبر 40)

دیکھو، توحید پرست کہنے لگے کہ حکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین تو دور کی بات ہے ہم ان کو

مومن ہی نہیں مانتے (معاذ اللہ) اس واسطے کہ انہوں نے اس آیت کا عملاً انکار کر دیا ہے اور غیر اللہ کو حکم تسلیم کر لیا ہے۔ وہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ جب ان کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف تھا تو اختلاف کو دور کرنے کے لئے حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ الاشعری کو حکم مقرر کیا گیا۔ انہوں نے ان کے فیصلہ کو مانا۔ انہوں نے ان کو اپنا حکم بنایا۔ اس طرح انہوں نے غیر اللہ کو اپنا حکم بنایا، غیر اللہ کو فیصل بنایا جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم نہیں مگر اللہ کا

اس طرح یہ غیر اللہ کو حکم ماننے والے ہیں۔ لہذا انہوں نے قرآن مجید کا انکار کر دیا ہے اس لئے ہم ان کو مومن تسلیم نہیں کرتے۔

دیکھئے، آج بھی آپ سے کوئی قرآن مجید کی آیت پڑھ کے اپنے خود ساختہ گھناؤنے مطلب پر بات کرتا ہے تو آپ گھبرا جاتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں وہ تو قرآن پیش کر رہا ہے۔ دیکھئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کی نفی کو ثابت کرنے کے لئے بھی قرآن پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے علی!

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

حکم صرف اللہ کا ہے اور تم نے غیر اللہ کو حکم مانا ہے۔

آپ نے فرمایا

www.SirateMustaqeem.net

كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَبِهَا الْبَاطِلُ

بات سچی ہے لیکن مفہوم تم غلط لے رہے ہو۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم نہیں مگر اللہ کا

یہ الفاظ سچے ہیں، ترجمہ سچا ہے لیکن اے لوگو! تم مفہوم غلط لے رہے ہو۔ میں آپ کے سامنے مفہوم پر واردات کرنے والوں کی مثال پیش کر رہا ہوں۔ آج بھی مفہوم پر واردات کرنے والے یونہی کر رہے ہیں۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

حکم صرف اللہ کا ہے۔

یہ الفاظ پڑھے، یہ آیت پڑھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیت سچی ہے۔ کون آیت کو رد کر سکتا ہے؟ مگر اُرِيْدَبِهَا الْبَاطِلُ مگر اس سے مراد غلط لی جا رہی ہے۔

آیت غلط نہیں مراد غلط ہے۔

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ

یہ آیت بھی سچی ہے لیکن یہاں سے سرور کونین ﷺ کی ذات اقدس کی نفی کرنا جھوٹ ہے۔

یہ آیت سچی ہے لیکن ولیوں کی محبت کو باہر نکالنا جھوٹ ہے۔

یہ آیت سچی ہے مگر اولیاء کرام پر بتوں کا الزام لگانا غلط ہے۔

یہ آیت اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (حکم صرف اللہ کا ہے) سچی ہے مگر اللہ والوں کے حکم کو نہ ماننا جھوٹ ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

بات یوں ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔ امام جمال الدین زیلعی کی فن حدیث میں کتاب نصب الرایہ کی تیسری جلد میں ص ۴۶۱ اور ص ۴۶۲ میں اس کا تفصیلاً تذکرہ موجود ہے۔

جب آپ کا لشکر اس بستی حرورا کے قریب پہنچا جہاں وہ چھ ہزار کی تعداد میں اکٹھے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا

اے امیر المومنین! تھوڑا سا ٹھہر جایئے۔

اَبْرِدْ بِالصَّلٰوۃِ

آپ ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھو۔

میں جا کے ان سے پوچھوں تو سہی کہ ان کا اختلاف کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ میں انہیں سمجھاؤں تو وہ سمجھ جائیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وہاں پر مذاکرات کے لئے چلے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ بڑے بڑے بظاہر نیک، پرہیزگار، داڑھیوں والے، قرآن ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس شخص سے کیوں اختلاف کرتے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیات نازل ہوئی ہیں اور قرآن جن کے گھر اترتا رہا ہے۔ جو نبوت کے سایے تلے بڑے ہوئے ہیں۔ میں ان کی طرف سے مذاکرات کے لئے آیا ہوں۔ میں سرکار ﷺ کے مہاجرین کی طرف سے آیا ہوں۔ انصار کی طرف سے آیا ہوں۔ وہ سارے لشکر میں موجود

www.SirateMustaqeem.net

ہیں۔ مجھے انہوں نے بات کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ مجھے بتاؤ تمہارا اعتراض کیا ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم تو قرآن مجید کو ماننے والے ہیں اور توحید والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم صرف اللہ کا ہے

یہ جو غیر اللہ کو حکم ماننے والے ہیں ہم ان کو مومن نہیں مانتے۔ بس یہی ہمارا ان سے اختلاف ہے اور ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ٹھیک ہے کوئی کتنا بڑا بھی ہے اللہ تعالیٰ کی آیت سے تو بڑا نہیں ہے۔ انہوں نے آیت کا انکار کیا ہے۔ اس لئے ہم ان کو نہیں مانتے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی اور اعتراض بھی ہے؟

انہوں نے دو اور اعتراض کئے۔ باقی اعتراضات بیان کرنے کا وقت نہیں، کسی اور وقت پر بتلاؤں گا۔ پہلا اعتراض ان کا یہی حکم کے متعلق تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم صرف اللہ کا ہے۔

اور انہوں نے دو حاکم مانے ہیں، دو فیصل مانے ہیں، غیر اللہ حکم مان لئے ہیں۔ انہوں نے آیت کا عملاً انکار کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بڑے ٹھنڈے انداز میں انہیں سمجھایا۔ ذرا غور کرنا، یہ ہے فنی مناظرانہ انداز اور یہ ہے بحث کا انداز۔ آپ نے انہیں فرمایا

www.SirateMustaqeem.net

''کیا تمہیں قرآن پاک کی ایک آیت ہی آتی ہے؟ کیا تم نے قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھا؟

انہوں نے پوچھا ''کیا؟'' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ساتویں پارے میں فرمان ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ۔

اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں سے جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے کہ تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم (فیصلہ) کریں۔

(پ 7 سورۃ المائدۃ آیت نمبر 95)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح کا جانور اس نے مارا ہے اسی کی مثل جزا اس پر لازم ہے۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مثل اس مرے ہوئے جانور کی قیمت کے لحاظ سے ہو۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ صورت اور خلقت کے لحاظ سے ہو۔ بہر حال مثل اس پر لازم ہے۔ اب یہ کون بتائے کہ فلاں جانور کی فلاں مثل ہے یا یہ کہ فلاں جانور کی مثلی قیمت اتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ تم میں سے دو عادل آدمی فیصلہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میں ہر ایک کے بارے

میں آیت نازل نہیں کروں گا کہ کبوتر کی یہ جزا ہے اور خرگوش کی یہ جزا ہے۔تم میں سے دو ثقہ آدمی جو حکم لگا دیں وہ میرا حکم ہوگا۔خواہ وہ مسئلہ پہلی صدی میں آجائے، دوسری میں آجائے، چوتھی میں آجائے، دسویں میں آجائے یا گیارھویں میں آجائے۔

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

تم میں سے جو دو عادل آدمی حکم کریں گے وہ ہی میری شریعت ٹھہرے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اے لوگو! تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ انہوں نے غیر اللہ کو حکم کیوں بنایا۔آپ نے فرمایا

اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَحُكْمُ الرِّجَالِ فِيْ حَقْنِ دِمَائِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ وَ اِصْلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ اَحَقٌّ اَمْ فِيْ اَرْنَبٍ ثَمَنُهَا رُبُعُ دِرْهَمٍ

میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں بتاؤ کیا مسلمانوں کے خون اور جان کے تحفظ کے لئے اور آپس میں صلح کے لئے لوگوں کا فیصلہ مان لینا زیادہ ضروری ہے یا خرگوش کے بارے میں جس کی قیمت درھم کا چوتھائی حصہ ہے۔

یعنی قرآن مجید تو چار آنے کے خرگوش پر بھی دو حاکم بنانے کا حکم دے رہا ہے۔

چار آنے کا خرگوش مرنے پر قرآن مجید نے اس کے لئے بھی دو آدمی حاکم

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

بنائے ہیں کہ جو وہ حکم دیں وہی شرعی حکم ہوگا۔

آپ نے انہیں فرمایا کہ ایک طرف تو چار آنے کا خرگوش ہے اور دوسری طرف پوری امت کا مسئلہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلح پوری امت کا مسئلہ تھا۔ تمہیں سمجھ نہیں آئی اور تم قرآن مجید کی ایک آیت لے کے بیٹھ گئے ہو۔ تمہیں پتہ نہیں کہ ان الحکم الا للہ کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی حکم اس کا ہے اور جسے وہ چاہے وہ بھی اس کی نیابت میں حکم بن سکتا ہے۔ اس پر خوارج نے جواب دیا کہ واقعی یہ بات سچی ہے کہ خرگوش کے مقابلے میں مسلم امت کے خون کے تحفظ کے لئے غیر اللہ کو حکم مان لینا زیادہ ضروری ہے۔

محترم سامعین! یہ آیت آپ نے پہلے نمبر پر پڑھی اور دوسرے نمبر پر فرمایا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔

اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے

(پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 35)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو دو حکم یعنی دو ثالث بناؤ۔ ایک مرد کے خاندان کی طرف سے اور ایک عورت کے خاندان کی طرف سے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھ کے فرمایا

اے خارجیو! تم قرآن مجید کے سمجھنے کے دعوے کرتے ہو اور اپنے دعوے میں قرآن پیش کر رہے ہو، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ میرا خدا تو ایک گھر بسانے کے لئے بھی دو حکم بنانے کا حکم فرما رہا ہے اور کہاں ایک گھر کی بات اور کہاں ایک پوری امت کی بات ہے۔

اسے کہتے ہیں مفہوم قرآن سمجھنا۔ ایک آیت پڑھ کے اس کا ترجمہ کر کے یہ پتا نہیں کیا کیا بنے بیٹھے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارا حملہ کدھر ہو رہا ہے۔ ہماری بکواسوں کی ضرب کہاں کہاں لگ رہی ہے اور ہماری توہین کا اثر کہاں کہاں پڑ رہا ہے۔ ہم کس کس کی گستاخی کر رہے ہیں۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

خارجی ایک آیت پڑھ کے توحید کے علمبردار بنے ہوئے تھے۔ حکم صرف اللہ کا ہے۔ غیر اللہ کا حکم نہیں مانیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم آیت ٹھیک پڑھ رہے، لیکن اس سے مراد غلط لے رہے ہو۔ خدا تعالیٰ کے قرآن میں تو یہ ہے کہ اگر چار آنے کا خرگوش مر جائے تو پھر بھی حکم بنانا جائز ہے۔ اگر ایک گھر کا مسئلہ الجھ جائے تو پھر بھی حکم بنانا جائز ہے۔ یہاں تک فرما دیا ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

www.SirateMustaqeem.net

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

(پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 65)

میں اپنی بات کو سمیٹے ہوئے کہوں گا کہ میری یہ تقریر اصول قرآن اور فہم قرآن کے لحاظ سے ایک معیار کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں نے طویل مطالعہ کے بعد یہ باتیں اخذ کیں اور آپ کے سامنے پہنچا دیں۔ یہ آپ کے پاس میری امانت ہیں۔ ان آیات کو یاد رکھیں اور پھر میری بات کو آگے پہنچائیں۔

آج فتنہ فساد کا دور چل نکلا ہے۔ آیات پڑھ کے صاحب قرآن پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں اور آیات پڑھ کے اولیاء اللہ پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ میں آپ سے کہوں گا کہ ان لوگوں کا منہ بند کر دو۔ ان سے پوچھو کہ تم کہاں سے قرآن پڑھ رہے ہو۔ قرآن پڑھو تو سارا پڑھو۔ اس کے اسلوب بیان کو ذہن میں رکھ کے پڑھو۔ آیات کے انداز اور مخاطب کو دیکھو اور پھر ترجمہ کرتے ہوئے ان کے مفہوم کو لکھو اور بیان کرو۔ مفہوم پہ واردات نہ کرو۔

اللہ کا فرمان جہاں اللہ تعالیٰ کی عزتوں کو بیان کر رہا ہے وہاں اللہ کا قرآن اللہ والوں کی عزتوں کو بھی بیان کر رہا ہے۔

منافقوں نے یہ کہا تھا کہ ہم ذلیلوں کو مدینہ شریف سے نکال باہر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ نہ تو میرے محبوب حضرت محمد ﷺ

www.SirateMustaqeem.net

ذلیل ہیں اور نہ ان کے خادم ذلیل ہیں بلکہ وہ تو عزت والے ہیں۔ میں نے نہ صرف اپنے محبوب علیہ السلام کو عزت دی ہے بلکہ ان کے خادموں کو بھی عزت سے نوازا ہے۔

دیکھیں کہ میرے پیارے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کا حضور نبی کریم ﷺ کے وقت کیسا انداز ہوتا تھا۔

ایک دفعہ حضور سید عالم ﷺ اپنے گدھے پر سوار رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول کے پاس سے گزرے تو اس نے ناک چڑھائی۔ یہ واقعہ بخاری شریف میں بھی ہے اور دوسری کتابوں میں مزید اضافے کے ساتھ موجود ہے۔ اس نے ناک چڑھائی اور کہا

آذَانِیْ نَتْنُ حِمَارِکَ

آپ کے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف دی ہے۔

تو حضرت عبداللہ بن رواحہ، کمانڈر صحابی، بول اٹھے

وَاللّٰہِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَطْیَبُ رِیْحًا مِنْکَ

خدا کی قسم! اے عبداللہ بن ابی ابن سلول میرے نبی کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبو والا ہے۔

(بخاری ج1 ص370)

دیکھیں، ہم نے محبتوں کا یہ درس آج نہیں بنایا۔ یہ تو ہم نے ان لوگوں سے سیکھا ہے جنہوں نے سرکار علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ ہم اعتراض کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ اے اعتراض کرنے والو! اے تنقید کرنے والو! صحابہ کی محبت دیکھو، صحابی کیا کہتے ہیں بلکہ ایک روایت میں یوں

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

ہے

وَاللّٰہِ لَبُوْلُ حمارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَطْیَبُ رِیْحًا مِنْکَ

(الجلالین مع الجمل ج4 ص179)

خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کے گدھے کا پیشاب تجھ سے خوشبو والا ہے۔

یہ عام گدھے کا بول نہیں بلکہ سرکار کے گدھے کا بول ہے۔

اے ابن ابی سلول! تو ناک چڑھا رہا ہے، تجھ سے سرکار علیہ السلام کے گدھے کا پیشاب بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ لہذا یہ عزت ان کے ذہن میں تھی کہ وہ سرکار کے گدھے کے بول کی بھی گستاخی برداشت نہ کر سکے۔ لیکن یہ آج کے بے لگام ہیں کہ میرے محبوب علیہ السلام کو منہ بھر بھر کے گالیاں دیتے ہیں۔ ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ ان کی کتابیں حضور نبی کریم ﷺ کی گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں۔ عزتیں تقسیم کرنے والا میرا خدا تو اپنے محبوب علیہ السلام کو عزتیں دے مگر اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ 14 میں لکھا ہے کہ

مخلوق کا ہر فرد بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان سے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (استغفر اللہ)

یہ تقویۃ الایمان ہے یا کہ جنازۃ الایمان ہے۔

ان لوگوں نے تو ایمان کا جنازہ ہی نکال دیا ہے۔ کہتے ہیں اللہ کی شان کے آگے جو بھی چھوٹا ہے یا بڑا، بڑے تو سرکار علیہ السلام ہوئے، چھوٹے ہم ہوئے، جو بھی چھوٹا ہے یا بڑا، وہ اللہ کی شان کے آگے

www.SirateMustaqeem.net

چمار سے بھی ذلیل ہے (استغفر اللہ)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(پ 28 سورۃ المنافقون آیت نمبر 8)

عزت میری ہے، میرے رسول کی ہے، مومنین کی ہے۔

یا اللہ! پھر اعتراض کیوں کیا جا رہا ہے؟

فرمایا

وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔

لیکن منافقین نہیں جانتے

اگر منافقین ایسی بات کریں تو اس پر غمگین نہ ہو کہ منافقین کو اس بات کا پتہ چل ہی نہیں سکتا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایسے لوگوں کے بارے میں جو نظریہ تھا اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہیں وہ ایسے لوگوں کو ساری مخلوق میں سے شریر سمجھتے تھے کیوں؟

قَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(بخاری ج 2 ص 1024)

ان لوگوں کا جرم یہ ہے کہ جو آیات کافروں کے بارے میں نازل ہوئی

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

تھیں یہ وہ بتوں کی اور ان کی مذمت کی آیتیں ولیوں کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

آپ دیکھ لیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کن لوگوں کے بارے میں یہ فتویٰ ہے اور کن کا یہ طریقہ ہے۔

میرے رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان ملاحظہ فرمائیں اور اس کی صداقت کے بارے میں سوچیں۔ انسان کی حیرت گم ہو جاتی ہے کہ کس انداز میں سرکار علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا۔

ابن کثیر میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے کہ سرکار علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا

مجھے اپنی امت پر کچھ چیزوں کا خطرہ ہے ان میں سے ایک قرآن ہے۔

سارے صحابہ پریشان ہو گئے کہ یہ قرآن تو ہدایت دینے کے لئے آیا ہے اور آپ نے اس کو اتنا سنبھال سنبھال کر رکھنے کی دعوت دی ہے اور آپ ہی یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھے تم پر قرآن کا خوف ہے۔

فرمایا۔ ہاں! ایک لحاظ سے مجھے خوف بھی ہے، کس طرح؟ فرمایا

يَتَعَلَّمُهُ الْمُنَافِقُوْنَ فَيُجَادِلُوْنَ بِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(ابن کثیر ج3 ص135)

فرمایا مجھے قرآن مجید کا خطرہ یہ ہے کہ منافقین اس کو پڑھ لیں گے اور مومنوں سے ٹکراتے رہیں گے۔ یہ سرکار ﷺ کے الفاظ ہیں۔

ہاتھوں میں قرآن لے کر پھرنے والوں کو پہچانو۔ اور دیکھو کیا فرمایا ہے منافقین میرا قرآن پڑھ جائیں گے اور قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کے

مومنوں سے ٹکرائیں گے، مومنوں سے جھگڑا کریں گے، مومنوں کو الزام دیں گے، مومنوں پر اعتراض کریں گے۔

قرآن مجید ہر ایک کے ذہن کی غذا نہیں ہے۔ یہ ہر ایک سے برداشت نہیں ہو سکے گا۔ جب منافقین بھی اسے پڑھ جائیں گے تو پھر فساد ہو جائے گا کیونکہ الفاظ تو تبدیل نہیں کر سکیں گے اس لئے ترجمہ بدل کر یا پھر مفہوم بدل کر مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگائیں گے۔ طرح طرح کے فساد کھڑے کریں گے۔ آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے صحیح مفہوم کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

www.SirateMustaqeem.net

ادارہ کی ایک نئی پیشکش

مقالات ورسائل

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

ملنے کا پتہ: ★ فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

★ اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ۔ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

www.SirateMustaqeem.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مردِ حق آگاہ حضرت علامہ سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی ترویج و اشاعت کا سہرا اولیاء کرام کے سر ہے۔ انہیں کی تبلیغی کاوشوں نے برصغیر کے بت کدے کو توحید ایزدی کا گہوارہ بنایا۔ یہ اہل اللہ کی صدائے حق ہی تھی جس نے اس خطے کے سوئے ہوئے ضمیر کو بیدار کیا۔

یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے سرزمین ہند میں سجدوں کی تخم ریزی کی۔ انہیں کی تابانیوں اور ضوفشانیوں نے شبستان ہند کو ایوان صبح بنایا۔ انہیں کی آہ صبحگاہی سے سوز و گداز کے لشکروں نے انسانی قلوب و اذہان کو مسخر کیا، اس ایمانی اور روحانی تحریک کے وہی حضرات وارث قرار پائے جن کی صحبت اکسیر سے کم نہیں ہوتی اور جن کا حرف سوز اور کلمہ تاثیر دل گہرائیوں میں اُتر جاتا ہے۔

شیخ المحدثین جنید زماں حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار ایسی ہی جلیل القدر شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۹۱۵ء کو منڈی بہاؤالدین کے ایک قصبہ بھکھی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید محمد عالم شاہ صاحب ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۰ واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جا ملتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کی عمر ابھی چار سال ہی تھی کہ چیچک کی وجہ سے بصارت سے محروم ہو گئے۔ مگر اللہ نے آپ کو بصیرت کے بے پناہ ذخائر عطا فرمائے تھے۔ بصارت سے محرومی آپ کو علمی دنیا کی جادہ پیمائی سے روک نہ سکی۔ چنانچہ آپ نے حضور پور ضلع سرگودھا سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے ۱۹۳۶ء میں تحصیل درسیات کا آغاز کیا، جامعہ نعمانیہ امرتسر اور جامعہ فتحیہ اچھرہ سمیت دیگر کئی مدارس میں دس سال تک علوم دین سے اپنی پیاس بجھاتے رہے۔ اور فنون درسیات میں مہارت تامہ حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۴۶ء میں میں دورۂ حدیث شریف

www.SirateMustaqeem.net

کے لئے برصغیر کی تاریخی اور معیاری درسگاہ جامعہ مظہر الاسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا وہاں آپ نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی اور محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ تعالی علیھما سے کتب حدیث پڑھیں۔ آپ نے درجہ حدیث کے امتحان میں جامعہ بریلی شریف میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے فرزند جلیل حضرت مفتی مصطفیٰ رضا صاحب رحمتہ تعالی علیہ نے آپ کو سند تکمیل کے ساتھ روایت حدیث کے لئے سند اتصال بھی عطا فرمائی اور آپ کو مزید چند ماہ کے لئے اپنے پاس ٹھہرا کر فتوی نویسی کے لئے خصوصی تربیت فرمائی اور سلسلہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت سے بہرہ ور فرمایا۔

آپ اعلحضرت شرقپوری رحمتہ اللہ تعالی کے خلیفہ اعظم حضرت پیر سید نور الحسن بخاری رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے شیخ کامل نے اس جوہر یگانہ کو مزید چمکایا اور آپ کو روحانی منازل طے کروائیں۔ حضرت پیر سید چراغ علی مراڑوی (والٹن) رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے بھی آپ کا گہرا تعلق خاطر تھا۔

آپ کے شخصی خاکہ میں جو نقش سب سے زیادہ اجاگر تھا وہ عشق رسول ﷺ تھا' بارگاہ نبوت کے ساتھ آپ کو نسب کے علاوہ نسبت خاص بھی حاصل تھی۔ اس کے ظہور کا مشاہدہ کرنے والوں نے کئی بار مشاہدہ کیا چنانچہ آپ کے رفیق خاص استاد العلماء حضرت علامہ مولانا محمد نواز صاحب زید مجدہ نے بیان کیا کہ ''جب ہم بریلی شریف میں پڑھتے تھے تو دوران اسباق شاہ صاحب پریشان رہنے لگے میں نے سبب پوچھا تو فرمانے لگے معلوم نہیں ہمارا دورہ حدیث پڑھنا سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں قبول بھی ہے یا نہیں۔ بھوڑ محلہ پیلی بھیت روڈ بریلی کی مسجد کے حجرہ میں ہم مقیم تھے۔ ایک صبح بیدار ہوئے تو شاہ صاحب بے حد خوش تھے میں نے سبب پوچھا تو آپ فرمایا آج رات سید عالم ﷺ نے کرم فرمایا ہے۔ تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارا دورہ حدیث پڑھنا اور تمہارے اساتذہ کا پڑھانا دونوں قبول ہیں۔

آپ ایک حقیقی صوفی اور ایک کامل ولی تھے۔ علمی دنیا میں بھی آپ آفتاب نصف النہار کی طرح رخشندہ رہے۔ آپ ایک عظیم محدث' یگانہ روزگار فقیہ، بیدار مغز مفتی' نامور شیخ القرآن زبردست اصولی' تاریخ ساز مدرس، نکتہ ور خطیب اور راست فکر مصلح تھے۔ آپ کو حافظ علوم عقلیہ ونقلیہ اور حافظ الحدیث والقرآن کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

آپ کی پوری زندگی نسبی فضلیت اور کسبی عظمت کے جلو میں گذری۔

صداقت آپ کی زبان تھی، متانت ہم نشیں تھی۔ حسن اخلاق آپ کے ماتھے کا جھومر تھا، حسن معاملہ آپ کے ہمرکاب تھا ہمت آپ کا تکیہ تھی جرأت آپ کا عصا تھی بصرت آپ کی جلیس تھی فقاہت آپ کی مشیر تھی۔ تقوی آپ کے سائبان تھا، عشق رسول ﷺ آپ کا پیش رو تھا۔ ذہانت کو آپ سے انس تھا، استقامت آپ کے ہم قدم تھی، افتا کو آپ پے ناز تھا تدریس کو آپ پے فخر تھا، منطق و فلسفہ آپ کے رود خیال کے اردگرد خیمہ زن تھے معانی و بیان ان کے لوح فکر کی تحریریں تھیں، فقہ ان کے مطلع معارف کا ہلال تھی، علم حدیث ان کی کشت افکار پر برسنے والی بارش تھی، علم تفسیر آپ کے لئے نسیم شوق تھا۔

آپ کے پاس حسن صورت بھی تھا حسن سیرت بھی، رنگ لفظ بھی معنی نور معنی بھی، نشتر تحقیق بھی تھا اور شبنم تفہیم بھی، آہ صبحگاہی بھی تھی اور ذوق خود آگاہی بھی۔

آپ کے سینہ معرفت گنجینہ میں روز اول ہی سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بھرپور کام کرنے کا جذبہ موجزن تھا۔ اس عظیم مقصد کے لئے آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی ہی سے منصوبہ بندی شروع کردی تھی۔ چنانچہ آپ نے شیخ کامل کے حکم پر ۱۹۴۱ء میں اپنے قصبہ بھکھی شریف (منڈی بہاؤالدین) میں ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی جس کا نام جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ تجویز کیا گیا۔ یہ صرف ایک جامعہ ہی کی بنیاد نہیں تھی بلکہ نصف صدی پر محیط تاریخ نے یہ ثابت کردیا کہ یہ ملک کے طول و عرض میں اور بیرون ملک پھیلے ہوئے بیسیوں مدارس اور مراکز کا سنگ بنیاد تھا۔

آپ نے انتہائی نامساعد حالات میں اپنے کارواں کو سوئے منزل رواں دواں کیا۔ خدا جانے کتنی بابرکت وہ گھڑی تھی جب گوندل بار کی بنجر زمین کے دامن میں ایک دانش کدہ آباد کرنے کا فیصلہ کیا گیا، اس عزم میں کتنا جزم تھا جس نے زمین کی ناہمواریوں کے باوجود گلشن آباد کرنے کا عہد کرلیا؟ اس ہاتھ میں کس قدر خوئے خلوص تھی جس نے خشت تاسیس رکھی اس دعا کی اثر کے ساتھ کتنی ہم آہنگی تھی جو جشن افتتاح میں مانگی گئی۔

ایک چھوٹی سے بستی ہے سادہ سا ماحول ہے پس ماندہ علاقہ ہے، سہولتوں کا فقدان ہے مگر معمار بڑا دل نواز ہے۔ وہ حرص و ہوا سے دور جہان استغنا کا باسی ہے وہ این و آن کے خوف سے بے نیاز ہوکر ایک علمی فکری اور روحانی انقلاب کا تانا بانا تیار کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ چکا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

پھر کیا تھا؟ ایک ولولہ اٹھا۔ نگاہیں اس طرف اٹھنے لگیں قدم اس سمت بڑھنے لگے، دل اس جانب جھکنے لگے۔ خیالات بدلنے لگے۔ ذھن جاگنے لگے۔ دانش بٹنے لگی، روشنی پھیلنے لگی۔ مزاج سنجیدہ ہوئے شعور پختہ ہوا۔ علم کی برکھا برسنے لگی معرفت کے جام چھلکنے لگے۔ کہیں اسرار قرآن پر بحثیں ہیں، کہیں نکات حدیث پر تبصرے ہیں کہیں اصلاح اعمال زیر بحث' کہیں اصلاح احوال موضوع سخن، کہیں مطالعہ ہے کہیں تکرار ہے۔ کوئی کسی کونے میں دیا جلائے رات کے گذر جانے سے بے خبر ہے کوئی کسی گوشے میں آنکھوں کو محو خواب کرنے کی بجائے محو کتاب کیے ہوئے ہے۔

امن و آشتی کا دور دورہ ہے۔ سکون کی خیرات بٹ رہی ہے۔ دن اور راتیں قال اللہ تعالی اور قال الرسول ﷺ کے ماحول میں گذر رہی ہیں آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے نزدیک سے بھی آ رہے ہیں اور دور سے بھی۔ قلوب و اذہان کی بیڑیاں چارج ہو رہی ہیں۔ کوئی مفتی بن کے لوٹا تو کوئی قاضی بن کر' کوئی مدرس بن کر لوٹا تو کوئی شیخ الحدیث بن کر' کوئی مبلغ بن کے لوٹا تو کوئی مصلح بن کر۔

وقت گزرنے کے ساتھ حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالی علیہ کی اس جامعہ نے انقلاب نظام مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اصلاح معاشرہ کی ایک زوردار تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ نے سینکڑوں ایسے فرزند پیدا کیے جن پر ملک پاکستان کو ناز ہے۔ قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالی نے چوالیس سال تک اس جامعہ کی مسند تدریس پر علم و عرفان کے جواہر لٹائے' آپ سے بالواسطہ اور بلاواسطہ ہزاروں لوگوں نے علم حاصل کیا۔ آج بھی یہ جامعہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

آپ ایک واقعی شیخ طریقت تھے۔

ہزاروں لوگوں کو آپ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے ہدایت نصیب ہوئی آپ تادم آخر دینی مسائل میں عوام و خواص کی رہنمائی فرماتے رہے۔ آپ نے پوری زندگی بلا معاوضہ افتا اور قضا کی ذمہ داری نبھائی۔ آپ کو فقہی جزئیات پر بڑا عبور حاصل تھا۔ قرآن و حدیث سے استدلال کے سلسلے میں اصابت فکر صلابت رائے کے مالک تھے۔ آپ فتوی لکھاتے وقت حوالہ کی کتابوں کا صفحہ اور سطر تک زبانی بیان کر دیتے تھے برصغیر کے عظیم مصلح حضرت امام احمد رضا خان

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے فکری امام تھے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ پاکستان میں چلنے والی دینی وملی تحریکوں، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ میں جاندار کردار ادا کیا۔ آپ نے الحادی قوتوں اور فتنوں کا بڑی پامردی سے مقابلہ کیا آپ سیاسی طور پر جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ منسلک رہے اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت پر بھرپور اعتماد کیا۔

آپ ساری زندگی سنت رسول ﷺ پر سختی سے کاربند رہے اور اپنے تلامذہ اور متعلقین کو بھی اس کی تلقین فرماتے رہے۔

۱۸ نومبر ۱۹۸۵ء کو صبح ساڑھے سات بجے آپ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کا مزار مبارک بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین میں ہے۔

حضرت علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو شیخ المحدثین قرار دیا جب کہ علامہ مولانا شاہ احمد نورانی زید مجدہٗ نے آپ کو "جلالۃ العلم والعلماء" سے یاد کیا۔

عنقریب شائع ہونے والی کتاب

فحش گانوں کا عذاب

افادات

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

ناشر:

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

قرآن اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

چشم فلک نے کئی اقوام و امم کی فجر و ظہر کا مشاہدہ کیا' کئی انقلابوں کے کارواں چلتے اور رکتے دیکھے۔ صفحہ ہستی پے رقم کئی ادیان و مذاہب کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ مگر جو کچھ اسے ملت اسلامیہ کے دور عروج میں نظر آیا اس سے اس کا صحن بصارت ہمیشہ سے یہی دامن تھا۔

انسانیت کو ایک ایسا دستور حیات میسر آیا جس نے اسے قعر ذلت سے نکال کے اوج ثریا تک پہنچا دیا۔ امن و آشتی کی ایسی روشنی جوش شباب میں آئی جس نے باہمی نفرت و عداوت کے دبیز اندھیروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا' باران تزکیہ و تطہیر نے ہمہ قسم کدورتوں کو دھو ڈالا عدل و انصاف' صدق و اخلاص، شرم و حیا، قربانی و ایثار اور زہد و تقوی کے مجسم مظاہر معاشرے میں نظر آنے لگے' حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر فضاؤں نے سبد سکون سے گل پاشی کی یہ وہ نظام مصطفیٰ ﷺ ہی تھا جس کی دعوت قرآن مجید نے دی ہے۔ اس انقلابی نظام نے اپنی برکات سے زمین کا گوشہ گوشہ معمور کر دیا اس انقلاب کے پاسدان کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کا سمندر موجزن تھا اور ان کی فکر و نظر کا مشرب قرآن مجید تھا یہی وجہ تھی کہ ان کی ہیبت سے قیصر و کسریٰ لرزہ براندام رہتے تھے۔

برادر عزیز اب ذرا قرون اولیٰ کے مسلمان اور آج کے مسلمان کو میزان تدبر پے رکھیے اور قوت احساس کو فیصلہ کے لئے بیدار کیجیے۔ آپ کو دونوں کے مقام و مرتبہ میں اتنا ہی بعد نظر آئے گا جتنا کہ عزت و ذلت، شرافت و رذالت، زکاوت و غباوت، علم و جہالت، اور نور و ظلمت، میں ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ جس جال میں ہم گرفتار ہیں اس کے تار و پود اغیار کی سازشیں ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ صہیونی اور طاغوتی طاقتیں ہمیں صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹانے کے درپے ہیں لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ موجودہ حالت زار کا مرکزی کردار ہم خود ہی ہیں۔ ہم نے سنبھلنے کی بجائے

www.SirateMustaqeem.net

آشیاں سے گرنے میں بہت جلد بازی کی ہے۔ جو لائحہ عمل حال و مستقبل میں ہمارے جادہ منزل کو متعین کرتا ہے۔ ہم نے اس سے راہنمائی لینا چھوڑ دی۔ ہم نے راہ زندگی کے ناصح سے اپنا تعلق منقطع کر لیا۔ ہم اس واعظ سے دور بھاگ گئے جو ہمیں طریق مقصود کے پیچ وخم میں اغیار کے ٹھکانوں اور کمیں گاہوں سے خبردار کرتا ہے ہم نے وہ درس حیات طاق نسیاں کے حوالے کر دیا جو فلاح دارین کا ضامن ہے۔ فکر قرآن کا سرمہ نہ لگانے پر چشم تدبر بے نور ہو گئی۔ فکری انحطاط نے ہمیں اس قدر مفلوج کر دیا کہ ہمارے نزدیک ترقی وتنزل کے معیار بدل گئے' اس خطرناک موڑ پر ہماری وادی غفلت میں ایک صدائے احساس آواز دے رہی ہے۔

ارے ازالہ نقصان سے پہلے احساس زیاں تو پیدا کر لو
دہلیز منزل پر بوسہ زن ہونے سے راہ منزل تو اختیار کرو
امید بہار سے پہلے اپنے آشیاں کو تو آباد کرو

اس کرب آفرین آواز پر ہمیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کمر ہمت باندھنا ہوگی۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے ہمیں اپنے شب وروز کو قرآن کے سانچے میں ڈھالنا ہوگا کوئی مزدور ہو یا صنعتکار۔ کسان ہو یا تاجر۔ معلم ہو یا متعلم ہر ایک کو اپنے مشغلے کے نشیب وفراز قرآن حکیم سے سمجھنے ہوں گے' انسان کسی شعبہ زندگی سے بھی متعلق ہو اس کی حقیقی خوشیوں کا دن فکر قرآن کے افق سے ہی طلوع ہو سکتا ہے۔

سوشلزم اور کمیونزم ایسے نظام درد میں درد کا درماں نہیں ہیں۔ قرآن تو انسانیت کا رمز شناس اور طبیب ہے۔ اور اس کے دیئے ہوئے نظام ہی میں انسان کا بھلا ہے

آیئے مزرع افکار کو بہار قرآن سے آشنا کریں۔
آیئے بھٹکے ہوئے مسافر کو راہ حرم پے لگائیں۔
آیئے دل کی گہرائیوں میں اترنے والے کلام کی وجد آفرینیوں سے محظوظ ہوں۔
آیئے اس پیغام کو پڑھیں جس میں خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کا راز مضمر ہے۔
آیئے اس نظریہ حیات کو سمجھیں جس کی آفاقیت تمام شعبہ ہائے زندگی میں صحت مند ارتقا کی ضامن ہے اور اخروی کامیابی کا سبب ہے۔

مفہومِ قرآن
بدلنے کی واردات

حصہ دوئم

افادات
علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
پی ایچ ڈی بغداد یونیورسٹی

اویسی بک سٹال
0333-8173630

www.SirateMustaqeem.net

مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات

(حصہ دوم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی شَرَّفَنَا بِصِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ وَ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْقُرْآنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ، مَحْبُوْبِ الْاِنْسِ وَ الْجَانِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّ آن اَمَّابَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھُدًی لِّلنَّاسِ، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ

www.SirateMustaqeem.net

لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ و اتم برھانہ و اعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور پرنور شافع یوم النشور، دستگیر جہاں، غمگسار زماں، سید سروراں حامی بیکساں، خدا تعالیٰ کے حبیب دو جہاں کے طبیب، احمد مجتبےٰ، جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد۔

محترم سامعین! ماہ رمضان المبارک کی بخشش کا خصوصی عشرہ اپنی سعادتوں کے ہمراہ فرزندان اسلام کو نواز رہا ہے۔ رمضان المبارک کا دوسرا جمعتہ المبارک ہے ہم سب حالت روزہ میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ ہماری اس نہایت اہم حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

محترم سامعین! گذشتہ رمضان المبارک میں ایک نہایت اہم فکری موضوع ''مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات'' پر گفتگو آپ نے سماعت فرمائی۔ اس کا ایک حصہ آپ نے سنا۔ ملک کے طول وعرض میں اس کے کیسٹ پہنچے اور بہت اطراف سے اسی موضوع پر دوسری قسط کا مطالبہ کیا جاتا رہا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ایک سال کے وقفے کے بعد

آج اس موضوع ''مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات'' کی دوسری قسط آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ دعا ہے خالق کائنات جل جلالہٗ الفاظ کو تاثیر، انداز کو حسن اور بات کو سمجھنے سمجھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

پچھلے سال جو اس موضوع پر گفتگو ہوئی۔ شاید آپ میں سے کچھ حضرات وہ کیسٹ سن کے آئے ہوں۔ موضوع کا تعارف تو آپ کے ذہن میں موجود ہے کہ قرآن مجید برہان رشید جو کتاب ہدایت ہے اور جسے ھدی للناس کہا گیا ہے وہ تمام انسانیت کے لئے ہدایت ہے، تمام طبقات کے لئے ہدایت ہے۔ کوئی انسان دنیا کے کسی بھی کونے میں بستا ہے، اس کا تعلق سوچ کے کسی بھی طبقہ کے ساتھ ہے، قرآن مجید میں اس کے لئے ہدایت موجود ہے اور قرآن مجید اسے راہ حق کی طرف بلاتا ہے۔

المختصر شمال و جنوب، مشرق و مغرب، عرب و عجم ہر طرف قرآن مجید برہان رشید کی ہدایت موجود ہے اور قرآن مجید ہر بندے کے لئے حق کی طرف راہنمائی کر رہا ہے۔

قرآن مجید برہان رشید سے کچھ لوگوں نے اپنے غلط مقاصد پورے کرنے کے لئے استدلال کئے۔ ان میں سے کچھ تو سہواً غلطی کر گئے اور کچھ جان بوجھ کے اپنی حرص اور خواہش کے لئے قرآن مجید برہان رشید کی آیات کو غلط اسلوب میں استعمال کرتے رہے اور وہ قرآن مجید برہان رشید کے اندر معنوی تحریف کے مرتکب ہوئے۔ انہوں نے ترجمہ

قرآن مجید میں غلطیاں کیں اور اس طرح بگاڑ کی ایک صورت سامنے آئی۔

ہمارا یہ موضوع ترجمہ کی غلطی سے متعلق نہیں ہے۔ ایک سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان جو قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ قرآن مجید کے ترجمہ سے بھی کچھ آگاہی اور واقفیت رکھتا ہے تو وہ تقابلی طور پر ترجمے کی ان غلطیوں سے مطلع ہو جاتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کے ترجمہ کی غلطی سے ایک اگلا مقام ہے اور وہ ہے مفہوم قرآن مجید میں غلطی کرنا یعنی قرآن مجید برہان رشید کی آیت / آیات کا ترجمہ صحیح کرنا لیکن اپنا غلط مقصد نکالنا۔ وہ اس کو ایسے تناظر میں بیان کرتا ہے کہ جس سے اس کا اپنا مقصد ثابت ہو جائے۔ جس طرح کہ کوئی شخص کسی کو کسی بات کا چکمہ دیتا ہے، لفظوں میں اس بات کا ذکر نہیں کرتا۔ اپنی ہیئت کذائی سے، اپنی حالت اور کیفیت سے، اپنے اشاروں سے اس بات کا اظہار کرتا ہے حالانکہ بات اس واقعہ میں موجود نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اسے اپنی زبان سے کہہ رہا ہوتا ہے لیکن مخاطب اس کے غلط مطلب کو سمجھتا ہے اور اس سے فریب کھا جاتا ہے اس طرح اسے غلطی لگ جاتی ہے۔

قرآن مجید برہان رشید کو بھی کچھ لوگوں نے ایسے ہی تناظر میں استعمال کیا۔ آیات کو صحیح پڑھا، ترجمہ بھی صحیح کیا لیکن قرآن مجید برہان رشید سے جو انہوں نے ثابت کرنا چاہا، قرآن مجید کی مرضی کے خلاف جو مفہوم لینا چاہا، وہ ان کا خود ساختہ مفہوم تھا۔ اس مفہوم کی غلطی کی بہت سی مثالیں

پچھلی قسط میں آئیں۔

خوارج جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں نکلے، جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر قرار دیا۔ انہوں نے یہ کفر کا فتویٰ قرآن مجید کی آیت پڑھ کر لگایا۔ انہوں نے کہا

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ

ان کا نعرہ تھا کہ حکم صرف اللہ کا ہے، فیصلہ صرف اسی کا ہے۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کرتے ہوئے غیر اللہ کو حکم مان لیا، غیر اللہ کو فیصل مان لیا، لہذا انہوں نے قرآن مجید کی مخالفت کی ہے۔

قرآن مجید میں حصر کیا گیا تھا کہ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس کی مخالفت کرنے کی وجہ سے معاذ اللہ یہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ اس طرح انہوں نے قرآن مجید کی آیت سے ایک صحابی رسول ﷺ، ایک خلیفتہ الرسول اور امیر المومنین کو کافر ثابت کرنے کی کوشش کی حالانکہ آپ کا ایمان، آپ کا عقیدہ، سارے کا سارا روز روشن کی طرح عیاں تھا اور عیاں ہے۔ خارجیوں نے قرآن مجید کی آیت پڑھ کے غلط مفہوم نکالا جس کی وجہ سے بہت سا بگاڑ پیدا ہوا اور بالآخر قتال کی صورت میں ان کی تحریک کو ختم کر دیا گیا۔ یہ ساری باتیں تفصیل کے ساتھ پچھلے بیان میں آ چکی ہیں۔ آج ہم قرآن مجید برہان رشید سے کچھ مزید مثالیں سامنے لائیں گے اور پھر موجودہ دور کے اندر جو لوگ

فکری طور پر اس جرم میں ملوث ہیں ان کی نقاب کشائی کریں گے۔ ہم ان چند مثالوں سے ثابت کریں گے کہ بہت سے ایسے مسائل جنہیں بظاہر وہ قرآن مجید کی حمایت سے پیش کرتے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ فکری واردات کر رہے ہیں۔ مفہوم قرآن کو بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان ان کے داؤ پیچ نہ جانتے ہوئے ان کے شکنجے میں آ جائیں۔

محترم سامعین! اسی طرح کی ایک مفہوم کی غلطی شام کے کچھ لوگوں نے کی۔ اس کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور تھا۔ شام کے کچھ لوگوں نے شراب کی حلت کا قول کیا۔ انہوں نے کہا کہ شراب پینا جائز ہے۔ اس کے لئے انہوں نے جواز قرآن مجید سے پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان لوگوں کو پیش کیا گیا وہ بظاہر بڑے متقی اور پرہیزگار نظر آ رہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم شراب کیوں پیتے ہو، جوے کا مال کیوں کھاتے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اس کا تو ہمارے پاس جواز موجود ہے۔ آپ نے پوچھا کیا جواز ہے؟ انہوں نے اپنے جواز کو ثابت کرنے کے لئے ساتویں پارے کی یہ آیت پڑھی۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا۔

جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے

www.SirateMustaqeem.net

چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں ۔

(پ 7 سورۃ المائدہ آیت نمبر 93)

جو مومن ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں ان پر کوئی حرج نہیں ۔

جو مومن ہیں، روزے دار ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان پر کوئی حرج نہیں

فِيْمَا طَعِمُوْٓا جو بھی وہ کھائیں

خواہ وہ جوئے کا مال ہو، خواہ وہ شراب ہو یا شراب کی کمائی ہو ان پر کسی معاملے میں کوئی حرج نہیں

اِذَا مَا اتَّقَوْا جب تک کہ وہ ڈریں

یہ آیت انہوں نے جواز کے طور پر پیش کی ۔

ایک عام آدمی کے سامنے اس آیت کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد مفہوم اخذ کر کے بتایا جائے تو ایک عام شخص تو اس بات کو تسلیم کرنے پر آ جائے گا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے تو مطلقاً اجازت دے دی ہے بندے کے لئے شرط صرف یہ ہے کہ وہ مومن ہو، پرہیز گار ہو۔

وہ نمازی پرہیز گار ہو پھر چاہے جوئے کا مال کھائے

وہ نمازی ہو پرہیز گار ہو پھر چاہے شراب پیئے ۔

اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کے مسئلہ میں اسے بالکل بری کر دیا ہے ۔

فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا

جو بھی وہ کھائے خواہ وہ جوئے کا مال ہو

جو بھی وہ پیئے خواہ وہ شراب ہو

خالق کائنات نے مومن کے لئے کسی قسم کا کوئی حرج نہیں رکھا اور نہ ہی اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

دیکھیں کتنا بڑا اندھیرا استدلال تھا۔ دن کو رات کہنے والی بات تھی۔

اس سورہ میں تو شراب کو حرام کہا جا رہا ہے اور اسی سورہ میں سے وہ جواز کا استدلال کر رہے تھے۔ اسی مقام پر چند آیات پہلے جوے کو حرام کہا جا رہا ہے اور ادھر وہ جواز کا استدلال کر رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کی بات کو سنا تو انہیں تعجب تو ہوا لیکن ان لوگوں کو اس کی سزا دے کر فوراً اس کی روک تھام کر دی۔ ایک عام سادہ لوح انسان اس جواب کے سامنے کیا کر سکے گا۔

آج مفہوم قرآن مجید پر واردات کرنے والے قرآن مجید کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور مجتہدین کی حیثیت سے درس قرآن دینا شروع کر دیتے ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی احادیث کے آداب، انداز اور ان کے اسلوب کو سمجھنا تو بعد کی بات ہے، دیکھئے، قرآن مجید برہان رشید میں کس قدر گہرائی ہے اور اس کا مفہوم غلط لینے سے کس قدر لوگوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○

اور جن کے دلوں میں ازار ہے انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی اور وہ

www.SirateMustaqeem.net

کفر ہی پر مر گئے۔

(پ 11 سورۃ التوبہ آیت نمبر 125)

جن کے دلوں میں بغض ہوتا ہے قرآن مجید سے ان کے دلوں میں نور پیدا نہیں ہوتا بلکہ ان میں غلاظت اور گندگی بڑھتی ہے اور پھر اسی گمراہی اور کفر کی حالت میں ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ قرآن مجید سے جو اس طرح کا تعلق بنائے ہوئے ہیں، اس سے ان کے مرض کو قرآن مجید سے تعلق جوڑنے کے باوجود اس مرض کی غذا تو ملتی ہے لیکن شفا نہیں ملتی۔ جوں جوں وقت گزرتا ہے ان کا مرض بھی بڑھتا رہتا ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے

(پ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 26)

جن کے دلوں میں مرض ہوتا ہے وہ قرآن مجید سے ہی ضلالت اور گمراہی پا لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ دین و دنیا کے لحاظ سے خائب و خاسر ہو جاتے ہیں۔ شام کے کچھ لوگوں کے شراب اور جوئے کے جواز کے لئے قرآنی آیت سے استدلال کرنے کا یہ واقعہ طحاوی شریف جو شرح معانی الاثار کے نام سے حدیث کی مشہور کتاب ہے اس کی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 87 (مکتبہ امدادیہ) میں موجود ہے اور اس کا حقیقی مطلب بخاری شریف ج 2 ص 664 (قدیمی کتب خانہ) میں موجود ہے۔ اور احناف کی تفاسیر اور مستند ماخذ میں اس کا اصل مقصد موجود ہے۔ ان کے

www.SirateMustaqeem.net

مطالعہ سے اس آیت کا حقیقی ترجمہ کرتے ہوئے اس کا صحیح معنی ومفہوم سمجھ میں آتا ہے۔

اصل میں ہوا یہ کہ جب شراب حرام ہونے کا حکم نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اے اہل مدینہ تم پر شراب حرام کر دی گئی ہے۔ جب آپ نے یہ حکم سنایا تو صحابی کہتے ہیں کہ لوگوں نے شراب اس طرح بہائی کہ مدینہ شریف کی گلیوں میں شراب بہتی ہوئی نظر آئی۔ ان کے دلوں میں شراب سے اتنی نفرت پیدا ہوگئی کہ انہوں نے اسے غلیظ اور حرام قرار دیتے ہوئے گھروں سے نکال باہر گرایا۔ نالیوں میں بہایا۔

اس کے ساتھ ہی بعض صحابہ کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو اب تک شہید ہو چکے ہیں، وہ جب شہید ہوئے تھے تو شراب ان کے جسموں میں تھی، ان کے پیٹوں میں موجود تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ

قُتِلَ قَوْمٌ وَ هِیَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ

کچھ صحابہ کو جب شہید کیا گیا یہ شراب ان کے پیٹ میں تھی

(بخاری ج2 ص664)

جب شراب اتنی ہی حرام چیز ہے کہ اس کو رجس قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کو اتنا گندہ بتایا گیا ہے اور اس سے اس قدر اجتناب کا حکم فرما دیا گیا ہے تو وہ ہمارے مسلمان بھائی جو حالت اسلام میں غزوات میں شہید ہو

www.SirateMustaqeem.net

گئے تھے اور جب وہ شہید ہوئے تھے

هِیَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ یہ ان کے پیٹوں میں تھی۔

تو اب ان سے کیا معاملہ ہوگا؟ جب اتنی ہی پلید اور ناپاک چیز ان لوگوں کے پیٹوں کے اندر موجود تھی تو اب ان کا کیا بنے گا؟ جب انہوں نے یہ سوال کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا۔

جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں۔

(پ 7 سورۃ المائدہ آیت نمبر 93)

میرے صحابہ تمہیں ان کے بارے میں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، ان کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جب وہ ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے اور چونکہ شراب اس وقت تک حرام نہیں کی گئی تھی لہذا جو اس وقت انہوں نے پی اس کے بارے میں ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ اس حالت ایمان میں اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے جو کچھ انہوں نے پیا اس میں کچھ حرج نہیں۔ وہ جب اس دنیا سے گئے تو اس وقت تک انہوں نے تقویٰ اختیار کئے رکھا۔ اس وقت جو نصاب مقرر تھا وہ اس پر پورے اترے۔ یہ بات ان کے نصاب میں شامل ہی نہیں تھی۔ لہٰذا تمہیں ان کے متعلق پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں ہوگا۔

www.SirateMustaqeem.net

دیکھیں، ترجمہ تو وہی ہے مگر مفہوم یہ ہے۔ اب اگر کوئی ہوس پرست، حرص اور آز کا پجاری کھڑا ہو جائے اور کہے کہ شراب پینا تو جائز ہے اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھے تو اس کا یہ استدلال غلط ہے، اس کا اس آیت سے یہ مفہوم نکالنا سراسر غلط ہے، سراسر جھوٹ ہوگا، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

جس طرح یہ صورت حال آپ نے دیکھی ہے ایسے ہی عقائد کے بہت سے مسائل میں لوگوں نے ایسی آیات کو معاذ اللہ اپنا آلۂ کار بنا رکھا ہے اور ان آیات سے جو مفہوم وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اُن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسے یہاں اس آیت میں شراب کی حلت کا بھی حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

دوسری مثال

ہم زندگی میں نیک عمل کرتے ہیں تو اس خوف سے کہ کل روز قیامت ہم سے پوچھ گچھ ہوگی۔ ہماری ہر سانس کا حساب ہوگا، ہر لفظ کا حساب ہوگا، ہر دن اور رات کا حساب ہوگا، میری ہر صبح اور شام کا حساب ہوگا، میرے ہر مہینے اور سال کا حساب ہوگا لہذا بندہ اس حساب سے ڈرتا ہوا اپنی ساری زندگی تقوے کے سایہ میں گزارنے کی کوشش کرتا ہے۔

اب اگر کوئی شخص ایک تحریک کا آغاز کرے کہ میں لوگوں کو اس خوف سے نجات دینا چاہتا ہوں جو ان کے ذہنوں پر ہر وقت طاری ہے کوئی تسبیح پڑھ رہا ہے تو کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی روزہ رکھ رہا ہے تو کوئی نفل

پڑھ رہا ہے۔اس خوف سے نجات دلانے کے لئے وہ اپنا منشور پیش کرتا ہے۔اس کے لئے وہ قرآن مجید سے دلیل پیش کرتا ہے۔کس طرح؟

قرآن مجید کے ستائیسویں پارے میں ہے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ۝

تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ گچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے۔

(پ 27 سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 39)

قیامت کے دن انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں کوئی سوال ہی نہیں ہوگا۔جب سوال ہی نہیں ہوگا تو پھر ہمیں ڈرنے، مرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بھوکا رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

سارا دن پیاس برداشت کرنا، یخ بستہ راتوں میں قیام کرنا، ساری زندگی ڈر ڈر کے تقوے کے سایہ میں گزارنا، زندگی بھر محتاط اور پابند رہنا۔جب سوال ہی نہیں ہوگا تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟

نہ دن کی حرکت کا سوال ہوگا اور نہ رات کے قیام کا سوال ہوگا۔

نہ ہاتھ کے کام کا سوال ہوگا اور نہ زبان کے کلام کا سوال ہوگا۔

کیونکہ خود خالق کائنات فرما رہا ہے کہ جن وانس سے کوئی سوال نہیں ہو گا۔لہذا خوب کھاؤ پیو، عیش کرو، ان علماء کی بات بالکل نہ سنو، مسجد کی طرف نہ جاؤ، کوئی نیکی کا کام کرنے کے لئے تگ ودو نہ کرو اس لئے کہ یہی زندگی ہے، یہی جہان ہے۔پھر کوئی سوال ہوگا نہ جواب ہوگا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝

www.SirateMustaqeem.net

تو اس دن گنہ گار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے

(پ 27 سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 39)

اب ترجمہ تو یہی ہے تو کیا مفہوم بھی یہی ہے؟ کیا قرآن مجید کا پیغام یہی ہے؟ کیا قرآن مجید کی دعوت بھی یہ ہے؟ کیا قرآن مجید کا مزاج بھی یہ ہے؟ کیا قرآنی تعلیمات کا خلاصہ بھی یہی ہے؟ نہیں بلکہ وہ تو ہر لمحہ بندے کو ڈرا رہا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝

کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

(پ 26 سورۃ قٓ آیت نمبر 18)

اے بولنے والے، ذرا ہوش سے بولنا، جب تو بولتا ہے تو جو تیرے کندھوں پر بیٹھے ہیں وہ تیرا ہر لفظ لکھتے ہیں۔ تیری ہر سانس کا حساب ہو گا، ہر لمحے کا احساس ہوگا۔ ہر منٹ کا حساب ہوگا، تیری پوری زندگی کا حساب ہوگا، تجھ سے پوچھا جائے گا، تجھ سے سوال ہوگا۔ لیکن دوسری طرف وہ شخص سورہ رحمٰن والی آیت پیش کرتا ہے۔ جو مفہوم وہ نکالتا ہے اس مفہوم کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ایک سادہ لوح انسان تو یہی کہے گا کہ میں تو سب کچھ چھوڑ کے قرآن مجید فرقان حمید کے پیچھے آیا ہوں اور میں تو قرآن مجید کی بات ہی مانتا ہوں۔

وہ سادہ لوح انسان جو اس آدمی کے کہنے پر قرآن کی بات مان لے گا تو کیا وہ کامیاب ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ وہ یقیناً ناکام ہو جائے گا، جہنمی

www.SirateMustaqeem.net

بن جائے گا کیوں؟ اس واسطے کہ قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے ساری آیات کو دیکھنا پڑتا ہے۔ پھر ترجمہ اور اس کا حقیقی مطلب سمجھ میں آتا ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں پر تو ہے کہ اس سے سوال نہیں کیا جائے گا لیکن دوسرے مقام پر سورہ حجر چودھویں پارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موجود ہے۔

فَوَ رَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سے پوچھیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔

(پ 14 سورۃ الحجر آیت نمبر 92،93)

لام بھی تاکید کے لئے، ن بھی تاکید کے لئے۔ اجمعین سارے لوگوں سے سوال ہوگا۔ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ جو کچھ یہ کرتے رہے۔

جو بھی انہوں نے کیا، چاہے رات کو یا دن ــــ کو کیا، پہلے پہر کو کیا یا پچھلے پہر کیا، ہاتھ سے کیا یا زبان سے کیا، آنکھ سے کیا یا کان سے کیا۔

اے محبوب ﷺ ہم ہر چیز کا ان سے سوال کریں گے۔

یہ بھی قرآن مجید کی آیت ہے وہ بھی قرآن مجید کی آیت ہے

پھر مزید تاکید قرآن مجید کے تیئسویں پارے میں سورہ الصافات میں ہے

وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ

اور انہیں ٹھہراؤ، ان سے پوچھنا ہے

www.SirateMustaqeem.net

(پ23 سورۃ الصّٰفّٰت آیت نمبر 24)

انہیں جلدی نہ لے جاؤ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

میں نے انہیں پیدا کیا، انہوں نے میرے کتنے حقوق پورے کئے۔

مَسْئُوْلُوْنَ یہ سوال کئے جائیں گے

ان سے سوال ضرور ہوگا، انہیں سوال کئے بغیر چھوڑا نہیں جائے گا۔

یہ آیت دیکھیں کتنی تاکید کے ساتھ سوال کئے جانے کو لازمی قرار دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کے کہہ رہا ہے کہ اے محبوب (ﷺ)! تیرے رب کی قسم، ہم سوال کریں گے ان سے جو تمہاری توہین کرتے ہیں، جو تمہاری راہوں میں کانٹے بکھیرتے ہیں، کافروں سے، منافقوں سے، فاسقوں سے، فاجروں سے، مومنوں سے۔

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ جو کچھ یہ کرتے رہے

یہ سب انسان جو کچھ بھی کرتے رہے، ہر چیز کا ان سے سوال ہوگا۔

اب دیکھیں قرآن مجید میں ہی ہے کہ

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔

تو اس دن گناہ گار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے

(سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 39)

لانفی کے لئے ہے۔ اب ترجمہ یہی ہے جو میں کر رہا ہوں لیکن اگر کوئی شخص لوگوں کو بے عمل بنانے کے لئے، دین سے دور کرنے کے لئے، فکری واردات کرنا چاہتا ہے تو اس آیت اور اس کے ترجمہ سے استدلال کر سکتا ہے۔ لیکن اس کا حقیقی مفہوم اور مراد یہ ہرگز نہیں ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

کیونکہ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود واضح فرما دیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

سارا قرآن مجید الحمد سے لے کر والناس تک ایک ہی اسلوب پر ہے۔ اس کی آیات کہیں بھی ایک دوسری سے نہیں ٹکراتیں۔ ان آیات کا آپس میں کوئی تضاد یا مخالفت نہیں۔ اب ایک سادہ انسان کو کتنا واضح فرق نظر آ رہا ہے تو یہ فرق کیسے دور ہو سکتا ہے؟ یہ فرق تب دور ہو سکتا ہے جب انسان کو ترجمہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہدایت بھی نصیب ہوئی ہو۔ وہ صرف ان لوگوں کا ہی اتباع نہ کرے جو صرف قرآن مجید برہان رشید کے ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں بلکہ ان کی بات کو بھی سنے جو ترجمہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ مفہوم قرآن مجید پر بھی پہرا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ دونوں باتیں سچ ہیں کہ قیامت کے دن سوال ہوگا اور نہیں بھی ہوگا۔ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ

لَا یُسْئَلُ سوال نہیں ہوگا

تو سوال کی دو قسمیں ہیں۔

ایک سوال ہوتا ہے جو سوال پوچھنے والا، سوال کرنے والا بطور علم سوال کرتا ہے یعنی سوال کر کے علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جیسے کوئی پوچھتا ہے ''کیا تو نے پانی پیا ہے؟'' سوال کرنے والے کو خود پتہ نہیں کہ اس نے پانی پیا ہے یا نہیں۔ وہ پوچھتا ہے پھر اس کو علم حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ خالق کائنات خود ہر ایک کے متعلق مکمل طور پر جانتا ہے کہ انہوں نے کیا

www.SirateMustaqeem.net

کچھ کیا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ مجھے تم سے پوچھ کر جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس دن جن وانسان سے یہ پوچھا نہیں جائے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا ہے، مجھے خود ہی سب کچھ معلوم ہے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝

تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے

تمہیں یہ مغالطہ ہرگز نہ رہے کہ جب ہم بتائیں گے ہی نہیں تو پتہ کیسے چلے گا، ہمارا کوئی عمل بے نقاب ہی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مغالطے میں ہرگز نہ رہنا کیونکہ مجھے تم سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ

جن وانس سے سوال نہیں کیا جائے گا

ایسا سوال کہ جس سے مقصد ان سے پوچھ کے علم حاصل کرنا ہو کہ ان کے بتانے سے معلوم ہو کہ فلاں بندے نے کتنی نافرمانی کی ہے اور دوسرے فلاں بندے نے کتنی کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے پوچھنے کے لئے مجھے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس غلطی میں ہرگز نہ رہنا کہ جب تم بتلاؤ گے تو ہمیں پتہ چلے گا بلکہ اس طرح کا سوال تم سے کیا ہی نہیں جائے گا کیونکہ مجھے سب کچھ پہلے ہی سے معلوم ہے۔ یہ جو سوال نہیں ہوگا تو وہ یہ ہے۔

اب دوسری طرف جو سوال ہوگا اس کا اسلوب اور انداز ملاحظہ

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

فرمائیں۔

فَوَ رَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ

اے محبوب! ہم ان سے سوال کریں گے۔

اے محبوب (ﷺ)! جو تم سے دشمنی کر رہے ہیں ہم ان سے پوچھیں گے۔ یہ جو ابو جہل، عتبہ، شیبہ، عبداللہ بن ابی ابن سلول اور جو دوسرے تمہارے منگر اور گستاخ ہیں ہم ضرور ان سے پوچھیں گے۔

فَوَ رَبِّکَ اے محبوب! مجھے تیرے رب کی قسم

لَنَسْئَلَنَّھُمْ ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے۔

ہم ان سے پوچھیں گے اس سوال سے توبیخ والا سوال مراد ہے، جو ڈانٹنے کے انداز میں ہوتا ہے، جو جھڑکنے کے انداز میں ہوتا ہے۔ جو جھڑک رہا ہے وہ پہلے یہ جانتا ہے کہ اس نے کیا گناہ کیا ہے؟

یہ سوال کیا جا رہا ہے تو جاننے کے لئے نہیں کیا جا رہا بلکہ ڈانٹنے کے لئے، جھڑکنے کے لئے، ان کو پانی پانی کرنے کے لئے، ان کو شرم دلانے کے لئے اور ان پر عذاب طاری کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ حشر میں سوال نہیں ہوگا کیونکہ پہلے ہی سب کچھ معلوم ہے اور سوال ہوگا تو ڈانٹنے کے لئے ہوگا۔ یہ دونوں طرح کی آیات ہیں اور آپ بظاہر ان دونوں میں کتنا فرق محسوس کر رہے تھے لیکن حقیقت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس واسطے کہ ہم نے قرآن مجید کے اسلوب کو سامنے رکھتے ہوئے ان دونوں آیات کے مفہوم کو دیکھا ہے تو ہمارے سامنے روشنی ہوگئی ہے کہ

www.SirateMustaqeem.net

جو فرمایا گیا کہ سوال نہیں ہوگا تو اس کا مقصد کیا ہے اور جو یہ فرمایا گیا کہ سوال ضرور ہوگا تو اس کا مقصد کیا ہے۔

مجھے اس بات پر بڑا تعجب ہوتا ہے جب کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ تو قرآن مجید سے ثابت کر رہے تھے۔ فلاں فرقہ کا فلاں عالم! اپنا مؤقف قرآن مجید سے ثابت کر رہا تھا۔ دیکھیں جن کے دلوں میں کجی ہے وہ قرآن مجید سے کیا کچھ نہیں ثابت کر لیتے۔

اگر کسی کی سوچ بگڑ جائے، اگر کوئی بے ضمیر ہو جائے اور اگر کسی کی قسمت میں اندھیرے لکھے جا چکے ہوں تو اس قرآن مجید سے اپنی سوچ کے مطابق اندھیرے بھی مل سکتے ہیں۔

اب دیکھیں اگر کوئی شخص اسلام دشمن، مسلمان دشمن این جی اوز (NGOs) کا ایجنٹ بن جائے اور ان کا ہدف انسانی حقوق کے نام پر لوگوں کو بالکل بے خوف کرنا ہو، اسلام کے صراط مستقیم سے ہٹانا ہو تو وہ اسی آیت سے استدلال کر کے بڑے بڑے پوسٹر چھپوا سکتا ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ

اے لوگو! جو چاہو کھاؤ پیو، انسان کا تو کوئی حساب ہی نہیں ہوگا۔

اے لوگو! بالکل ڈرو نہیں کیونکہ تم سے تو کسی معاملہ کے متعلق پوچھا ہی نہیں جائے گا۔

تیسری مثال

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید برہان رشید کے سولہویں پارے میں

www.SirateMustaqeem.net

فرمایا ہے۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا ○

یہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس سے ملنے سے انکار کیا ان کے سب اعمال ضائع ہو گئے ہم قیامت کے دن ان کے لئے وزن قائم نہیں کریں گے۔

(پ16 سورۃ الکھف آیت نمبر105)

اب یہ بھی اسی سلسلے کی ایک دلیل ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ جب اعمال تو وزن ہوں گے نہیں، اعمال کے وزن کے لئے ترازو ہی نہیں رکھا جائے گا۔ جب ترازو ہی نہیں ہو گا تو مطلب یہ بنا کہ اعمال تولے ہی نہیں جائیں گے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فیصلہ ہی نہیں ہو گا، کچھ بھی نہ ہو گا تو پھر موج ہو جائے گی۔ لیکن دوسرے مقام پر آٹھویں پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ۔ اور اس دن تول ضرور ہونی ہے

(پ8 سورہ الاعراف آیت نمبر8)

یعنی اس دن وزن ضرور ہو گا، سب کا ہو گا

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

تو جن کے پلڑے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے

(پ8 سورۃ الاعراف آیت نمبر8)

اب دیکھیں کہ ادھر ہے کہ وزن نہیں ہو گا اور ادھر ہے کہ وزن ضرور ہو

www.SirateMustaqeem.net

گا۔

اب پہلی آیت سے ایک شخص واردات کرنا چاہتا ہے، لوگوں کو اعمال کا وزن کئے جانے سے بے خوف کرنا چاہتا ہے تو ہم اس شخص کی واردات کو پکڑنے کے لئے احادیث، صحابہ کرام کے آثار اور بزرگان دین کے اقوال کے علاوہ قرآن مجید سے ہی متعدد ایسے شواہد پیش کر سکتے ہیں کہ اس آیت کا جو ترجمہ تم مراد لے کر واردات کر رہے ہو وہ ترجمہ تو ٹھیک ہے لیکن اس آیت سے مراد یہ نہیں، اس آیت کی حقیقت یہ نہیں۔ ترجمہ تو یہ ہی ہے مگر یہ قرآن مجید کی آیت کا مفہوم اور مرضی نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں۔ قرآن مجید تو کچھ اور سمجھانا چاہتا ہے کیونکہ دوسرے مقام پر فرما دیا گیا ہے کہ وزن ہونا اس دن حق ہے۔ نہ صرف کافروں کے بلکہ مومنوں کے اعمال کا وزن بھی ہوگا۔ تو پھر تم کیسے اس آیت سے یہ مطلب نکالتے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن ہم ان کے لئے میزان نہیں رکھیں گے،

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا

ہم ان کے اعمال کا کوئی وزن نہیں بنائیں گے۔

محترم سامعین! اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟ جو صحیح مفہوم ہے وہ یہ ہے کہ خالق کائنات نے فرمایا: اے محبوب (ﷺ)! جن لوگوں نے کفر کیا اگرچہ وہ صدقہ کریں، خیرات کریں، اگرچہ وہ کعبے کی خدمت کریں، حاجیوں کو پانی پلائیں۔ اے محبوب (ﷺ)! ان کے ان سارے

www.SirateMustaqeem.net

اعمال کی ہمارے نزدیک کوئی ویلیو ہی نہیں، کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔ یہ نہیں کہ یہ سارے اعمال تولے نہیں جائیں گے، تولے جائیں گے مگر ان کا وزن ہی نہیں نکلے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ آئیں گے۔ ان کے اعمال اتنے زیادہ ہوں گے کہ وہ ان کا وزن مکہ شریف کے پہاڑوں کے وزن سے بھی زیادہ خیال کریں گے لیکن جب پلڑے میں رکھے جائیں گے تو ایک تنکے جتنا وزن بھی نہیں نکلے گا۔

لہذا ثابت ہوا کہ وزن کرنے کی نفی نہیں ہے، حساب کی نفی نہیں ہے، وزن بھی ہوگا، حساب بھی ہوگا۔

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا

کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب! ان کے اعمال کی میرے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

ان کے اعمال کا میرے نزدیک کوئی وزن نہیں، کوئی حیثیت نہیں، کوئی مقام نہیں، کوئی مرتبہ نہیں۔ وزن ضرور ہوگا لیکن یہ جو کہا گیا ہے کہ وزن نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمال کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ وہ کافر ہو گئے لہذا ان کے سارے کے سارے اعمال رائیگاں ہو گئے۔

مثالیں تو بہت سی پیش کی جا سکتی ہیں لیکن میں اپنے موضوع کو سمیٹتے

ہوئے Windup کرتے ہوئے اس کی تلخیص آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ کس نے قرآنی آیات کے ساتھ کیسا کیسا ظلم کیا ہے۔ میں افسانوی طرز میں اپنے موضوع پر دلائل پیش نہیں کر رہا کہ ان کو رد کر دیا جائے گا۔ میں واردات کرنے والوں کا انداز اور قرآن مجید کا انداز آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اسلامی تاریخ کے تناظر میں ان ٹھوکریں کھانے والوں کی کئی مثالیں آپ کو پیش کی جا سکتی ہیں۔ میں آپ کو تاریخ سے مثالیں کرنے کی ضرورت اب محسوس نہیں کرتا کیونکہ میں نے آپ کو کافی مثالیں بیان کر دی ہیں۔ اب بھی اس معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں جو ایسے ہی قرآن مجید پڑھتے ہیں، اکثر ترجمہ بھی صحیح کرتے ہیں مگر ٹھوکر کھا گئے ہیں اور مفہوم غلط سمجھ بیٹھے ہیں۔

ربیع الاوّل شریف کی آمد ہوتی ہے۔ امت مسلمہ میلاد شریف کی خوشیاں منا رہی ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمالات سننے سے ایک وجد و سرور کا سماں ہوتا ہے۔ اہل ایمان پر ہر طرف بہار آئی ہوتی ہے۔ ایسے میں کچھ لوگ چیں بچیں ہوتے ہیں کہ خوشی نہ کرو۔ کیوں نہ کرو؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَافَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ

تا کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا

(پ 27 سورۃ الحدید آیت نمبر 23)

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

لَا تَفْرَحْ خوشی نہ کرو

(پ20 سورۃ القصص آیت نمبر 76)

لَا تَفْرَحُوْا اس ذات باری تعالیٰ کا حکم ہے، خوشی نہ کرو، خوشی کا اظہار نہ کرو۔ لہذا جب یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو تم خوشی کا اظہار کیوں کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے لاتفرحو فرما کر نہی فرما دی ہے۔ اگر تمہیں کچھ نعمت ملتی ہے، خوشی ملتی ہے تو اس پر خوشی کا اظہار نہ کرو۔ لیکن تم اتنا خوشی کا اظہار کرتے ہو، گھروں کو سجاتے ہو، بازار بھی سجاتے ہو، محفلوں کا اہتمام بھی کرتے ہو۔ اتنی خوشی اور وجد و سرور کا اظہار کرتے ہو جب کہ قرآن مجید میں ہے۔

لَا تَفْرَحُوْا۔ خوشی کا اظہار نہ کرو

ستائیسویں پارہ میں ہے لَا تَفْرَحُوْا خوشی کا اظہار نہ کرو۔ بیسویں پارہ میں ہے لاتفرح اب ان الفاظ کا لفظی ترجمہ یہی ہے مگر ان سے مطلب یہ لینا کہ سرکار کی ولادت کی خوشی نہ کی جائے، یہ مطلب لینا جرم ہے۔ یہ ہے مفہوم قرآن کو بدلنے کی واردات۔

لاتفرحوا اللہ تعالیٰ نے کسی اور بارے میں فرمایا تھا اس کو پکڑ کے میلاد شریف کی خوشی نہ منانے پر فٹ کر دینا یہ مفہوم قرآن مجید کی واردات ہے۔ اس آیت کا رخ اور طرف تھا لیکن اس کا رخ پھیر کے، رخ کو بدل کے سرکار علیہ السلام کی ذات اقدس کے میلاد شریف کی خوشی نہ منانے کی طرف کر دینا یہ واردات ہے۔ اب دیکھو کس طرح اس

www.SirateMustaqeem.net

واردات کی چوری پکڑی جائے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بتانا چاہا ہے کہ اے لوگو! تم کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس پر اتنا افسوس نہ کیا کرو اور جو خوشی تمہیں ملتی ہے اس پر بھی خوشی کا اظہار نہ کرو۔ یہ خوشی اور غم سب اللہ کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خبر میں نے کیوں دی

لِكَيْلَا تَأْسَوْا

تاکہ تم افسوس نہ کرو

عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

اس چیز پر جو تمہیں نہیں مل سکی۔

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ

اور اس پر تم خوشی کا اظہار نہ کرو جو تمہیں مل چکی ہے۔

کون سی خوشی؟ وہ خوشی جس پر خوشی کرنے والا اتراتا ہے، وہ خوشی جو تکبر کے طور پر منائی جاتی ہے۔

اگر کسی کو بیٹا عطا ہو تو وہ خوشی میں شراب کی دعوتیں کرنا شروع کر دے، کسی کو نفع ہو، مال و دولت ملے تو شراب کے جام پینے اور پلانے شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تکبر نہ کرو۔ خوشی اگر کرنی ہے تو شکر کے انداز میں کرو۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

(پ 11 سورۃ یونس آیت نمبر 58)

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

ادھر تھا لَا تَفْرَحُوا، خوشی نہ کرو۔ ادھر ہے فَلْيَفْرَحُوا
خوشی کرنے کا امر ہے۔ خوشی کرو اور خوشی نہ کرو دونوں چیزیں آ گئیں۔
اگر صحیح مفہوم نہ بیان کیا جائے تو انسان پزل (پریشان) ہو جائے گا کہ
قرآن مجید میں خوشی کرنے کا حکم ہے اور نہ کرنے کا بھی حکم موجود ہے۔
اب اگر کوئی خوشی نہ کرنے کی آیت سنا کر میلاد شریف کی خوشی سے روکتا
ہے تو اس نے قرآن مجید کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی اس واسطے کہ
قرآن مجید کا اسلوب یہ ہے۔
فَلْيَفْرَحُوا میں جو خوشی منانے کا حکم ہے تو وہ اس خوشی کا ہے جو شکر کے
انداز میں کی جاتی ہے، عاجزی سے کی جاتی ہے۔ اے اللہ! تیرا لاکھ
لاکھ شکر ہے کہ تو نے اپنا محبوب ہمیں عطا فرمایا۔
لہذا میلاد شریف کی خوشی لاتفرحوا کا حصہ نہیں ہے بلکہ فلیفرحوا کا حصہ ہے
کیونکہ قرآن مجید اس کا تقاضا کرتا ہے جس طرح کہ آپ نے پچھلی
مثال میں دیکھا کہ ایک طرف ہے کہ حساب ہوگا، سب کچھ ہوگا۔ اگرچہ
مقابلے میں دوسری آیات بھی پیش کی جا رہی تھیں لیکن ان کا مطلب اور
تھا۔ ایسے ہی میلاد شریف کی خوشی قرآن مجید کی رو سے اللہ کو مطلوب
ہے اور جو مقابلے میں آیت پڑھی جا رہی ہے اس کا اس خوشی منانے
سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تکبر والی خوشی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ خوشی کرو
تو شکر کے انداز میں کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خوشی تو صحابہ نے بھی
کی۔ مسلم شریف میں ہے کہ صحابہ کرام مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے

www.SirateMustaqeem.net

سرکار کی آمد کا تذکرہ کر رہے تھے۔ سرکار جب باہر نکلے تو صحابہ سے پوچھا، اے میرے صحابہ کیا کر رہے ہو؟ تو صحابہ نے کہا۔

قَالُوْا جَلَسْنَا نَدْعُو اللّٰهَ وَ نَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لَدينه وَ من عَلَيْنَا بِكَ (شرح مسلم ج ۷ ص ۴۷۲)

اے محبوب ہم یہ کہہ رہے تھے کہ

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیے
مل گئے مصطفےٰ اور کیا چاہیے

انہوں نے کہا کہ ہم بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی ہے اور آپ کو بھیج کر اس نے جو ہم پر احسان کیا ہے اس پر ہم حمد کر رہے ہیں۔

آپ نے پھر صحابہ علیہم الرضوان سے کہا کہ حلف دو، انہوں نے حلف اٹھایا کہ ہم صرف اسی لئے اجتماع کر رہے ہیں تا کہ آپ کی آمد کے ضمن میں جو ہم پر احسان ہوا ہے اس کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً

میں نے تہمت کی وجہ سے تم سے حلف نہیں لیا۔

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ

ابھی جبرائیل مجھے بتا کے گئے ہیں۔ اے زمین پر بیٹھ کر میری خوشی منانے والو! عرش عظیم پہ خدا تم پر فخر کر رہا ہے۔ مسلم (2801)، ترمذی

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

(2439)

اب کوئی لَا تَفْرَحُوْا یا لَا تَفْرَحْ میں سے کوئی آیت پڑھے اور مقصد یہ حاصل کرنا چاہے کہ میلاد شریف کی خوشی کرنا جائز نہیں تو اس کی کتنی بڑی بدنصیبی اور بدقسمتی ہے۔ اگر اس کو دوسری آیت کا پتہ نہیں تو میلاد کی خوشی کرنے کو حرام تو نہ کہے۔ لوگوں کو غلط مطلب سمجھانا اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتنی بڑی دشمنی ہے اور اس سے بڑھ کر اور دشمنی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ قرآن مجید جو ان کی خوشی کا ہر لفظ میں اظہار کرتا ہے اس سے ہی ان کی آمد کی خوشی کے رد کے لئے دلیل دی جائے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشی کو اسی قرآن مجید کی آیت پڑھ کے روکا جائے تو یہ مفہوم قرآن مجید پر واردات ہو جائے گی۔ اس سے نہ قرآن راضی ہوگا اور نہ صاحب قرآن راضی ہوں گے۔

پھر دیکھئے، ابھی کل کی بات ہے کہ ایک مولوی صاحب ڈیلٹا روڈ سے آئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ میں تو بڑا پریشان ہوں۔ لوگوں نے مجھے آ کے ایک آیت دکھائی، میں نے پڑھی اور ترجمہ واضح تھا، کوئی جواب نہ دے سکا اور میرا دل نہیں مانتا کہ جو کچھ یہ لوگ اس آیت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ صحیح ہو۔ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھے یہ آیت دکھائی ہے۔

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں اللہ

www.SirateMustaqeem.net

ہدایت فرماتا ہے جسے چاہتا ہے۔

(پ20 سورۃ القصص آیت نمبر 56)

لہٰذا وہ مجھے بار بار کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو کوئی اختیار نہیں تھا وہ تو کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے تھے، وہ تو کسی کو سیدھا راستہ نہیں بتا سکتے تھے۔ لیکن میں نے مثالوں کے ذریعے آپ پر واضح کیا ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات کو سامنے رکھیں گے تو پھر صحیح مفہوم کا پتہ چلے گا۔ اب ترجمہ یہی ہے لیکن قرآن مجید کا مفہوم یہ نہیں جو وہ لوگ ثابت کرنا چاہتے تھے۔ یہاں بھی وہی انداز اپنایا جائے گا۔ پھر پتہ چلے گا کہ حقیقت میں قرآن مجید کہنا کیا چاہتا ہے۔

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دیتے اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اس آیت کے ایک حرف کا بھی انکار نہیں ہو سکتا، اس کے ترجمے کا بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر اس سے یہ مراد لینا کہ نبی کریم ﷺ کو تو کوئی اختیار ہی نہیں تھا وہ تو کچھ کر ہی نہیں سکتے تھے، وہ تو کسی کو ہدایت دے ہی نہیں سکتے تھے۔ معاذ اللہ قرآن مجید کی اس آیت سے یہ اسلوب نکال کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ کیوں؟ اس واسطے کہ اگر نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ہدایت ہی نہیں دینی تھی تو انہیں نبی بنا کے بھیجنے کا مقصد کیا تھا؟ ان کو بھیجنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ لوگوں کو بتوں، جنات سے ہٹا کر اللہ کی طرف لے جانا اور اسی کو تو ہدایت کہتے ہیں جو کفر میں

ڈوبے ہوئے تھے، ان کے کفر کو توڑ کر، ان کے کفر کے تالے توڑ کر ان کے دلوں میں اللہ کی توحید کے عقیدہ کے بیج بونا یہ ہی تو ہدایت دینا ہے۔ سرکار تو ہدایت دینے ہی آئے تھے لیکن اگر یہ کہہ دیا جائے کہ وہ تو ہدایت دے ہی نہیں سکتے تھے تو پھر تو سارے کا سارا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

محترم سامعین! کیونکہ موضوع مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ اب دیکھئے یہ آیت پڑھی جا رہی ہے۔ آیت صحیح ہے لیکن اس کا مفہوم غلط لیا جا رہا ہے۔ اس کا مفہوم کیوں غلط ہے؟ اس واسطے کہ اس شخص نے جو آیت پڑھی ہے اس کو پچیسویں پارے کی یہ آیت نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اور بے شک تم (اے میرے محبوب ﷺ) ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

(پ 25 سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 52)

اِنَّ بھی ہے لام تاکید کا بھی ہے۔

اِنَّکَ لَتَھْدِیْ یقیناً آپ ہدایت کرتے ہیں۔

اور پارہ نمبر 13 میں فرمایا

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ

آپ تو ڈر سنانے والے ہیں اور ہر قوم کے ھادی

(پ 13 سورۃ الرعد آیت نمبر 7)

ہم نے آپ کو منذر بنایا ہے اور ہر قوم کا ھادی بنایا ہے۔

دیکھیں! بچہ بچہ سرکار کو ھادی سمجھتا ہے لیکن آج یہ قرآن مجید کی آڑ میں

www.SirateMustaqeem.net

کتنا بڑا جرم کیا جا رہا ہے کہ سرکار تو کسی کو ہدایت نہ دے سکتے تھے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ ھادی نہ تھے کیونکہ ہدایت نہ دے سکنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ھادی نہیں تھے حالانکہ آپ کو ھادی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید کہتا ہے

اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اے میرے محبوب (ﷺ) آپ لوگوں کو سیدھے رستے کی طرف لے جانے والے ہیں

ان دونوں قسم کی آیات آپ کے سامنے ہیں تو مفہوم کیا بنے گا؟ مفہوم یہ بنے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہدایت کے خالق نہیں ہیں کہ اپنے پاس سے ہدایت کو پیدا کر کے عطا فرما دیں۔ ہدایت کا خالق میں ہوں اور قاسم ہدایت تم ہو۔

اب دونوں آیات کا مفہوم صحیح ہے کہ اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ کا مطلب یہ ہے کہ آپ خود سے پیدا کر کے کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے اور انک لتھدی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ضرور ہدایت دیتے ہیں، ہدایت تقسیم فرماتے ہیں جو کہ میں نے پیدا کی ہے۔

محدث بریلوی امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ نے ترجمہ ہی اس انداز میں کیا کہ صحیح مفہوم بھی متعین ہو گیا۔

اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ الخ کا ترجمہ کیا'' بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔

ہم نے جو دونوں آیات سے مفہوم بیان کیا ہے، دیکھیں اس طرح مطلب کتنا واضح ہے۔ ساری آیات کا اس سے اتفاق ہے۔ اگر صرف یہ کہا جائے۔ انک لاتھدی، آپ ہدایت دیتے ہی نہیں، آپ کسی کی راہنمائی کر ہی نہیں سکتے تو پھر آپ دنیا میں تشریف ہی کیوں لائے تھے؟ آپ تو اتنی ہدایت والے تھے کہ جب حضرت عبداللہ بن سلام نے آپ کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھا تو اسلام ان کے دل میں داخل ہوگیا۔ (مشکوٰۃ۔ ترمذی) حضرت ابورافع کہتے ہیں۔ مجھے قریش نے بھیجا تھا، میں پیغام دینے آیا تھا۔ میں نے جب آپ کو دیکھا، آپ کی زیارت سے مشرف ہوا تو کیا ہوا

القی فی قلبی الاسلام (ابوداؤد، مشکوٰۃ 347)

آپ کی تقریر سننا تو درکنار، میں نے آپ کو دیکھا تو اسلام میرے دل میں داخل ہوگیا۔ یہ سرکار کی کتنی بڑی ہدایت ہے۔

لہٰذا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ آپ ہدایت کے خالق نہیں ہیں، ہدایت میری مخلوق ہے۔ میں ہدایت پیدا کرتا ہوں۔ آپ قاسم ہیں، آپ اس کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ اللہ کے اذن سے، اس کی رضا کے مطابق ہدایت عطا فرماتے ہیں۔

www.SirateMustaqeem.net

اب دیکھئے، ایک صاحب نے اگلے دن قرآن مجید برہان رشید سے ایک اور آیت پیش کی اور وہ روزانہ اسے پیش کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کا حصہ ہے کہ وہ ایسی آیات کی تلاش میں رہتے ہیں کہ جن سے ان کی بے راہ روی کو تقویت مل سکے اور یہ ہماری خدمت ہے کہ ہم ان کی اس گنجائش کو ختم کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

پورے کا پورا قرآن مجید تو سرکار کی تعریف کرتا ہے۔ سرکار کی طرف کسی عیب کی نسبت نہیں، ان کے مولویوں نے ان کو اس طرح کی آیات یاد کروادی ہیں اور یہ بغیر سوچے سمجھے پیش کر دیتے ہیں۔

قُلْ لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ

تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی۔

(پ9 سورۃ الاعراف آیت نمبر 188)

وہ یہ آیت پڑھ کر تبلیغ کرتے ہیں کہ آپ کو تو کوئی اختیار ہی نہیں، آپ تو کسی چیز کے مالک ہی نہیں، آپ کچھ نہیں کر سکتے، آپ کو کسی طرح کا کوئی غیب نہیں۔ یہ آیت پیش کر کے وہ اپنی طرف سے نقطۂ عروج پر پہنچ گئے ہیں اور اپنے لئے انہوں نے گمراہی کا پھندا بالکل تیار کر لیا ہے۔

انہیں پتہ نہیں کہ قرآن مجید کی آیات کو شرابیوں نے شراب پینے کے جواز میں پیش کیا اس قرآن مجید کی آیات کو جہنمیوں نے جہنم سے بچنے کے لئے پیش کیا کہ جہنم میں تو تب جائیں گے اگر حساب کتاب ہوگا۔ مگر

www.SirateMustaqeem.net

انہیں معلوم نہیں کہ قرآن مجید کی آیات ہدایت اسے دیتی ہیں جس کے دل میں قرآن والے کی محبت موجود ہو۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ (الخ)

اے محبوب ان کو فرمادو میں مالک نہیں ہوں اپنے نفس کے لئے کسی نفع کا اور کسی نقصان کا، آگے توجہ سے نہیں دیکھتے

اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ مگر وہ جو اللہ چاہے

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دیں۔ تمام عالموں میں تصرف کی احادیث موجود ہیں لیکن چونکہ یہ تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہوا اس لئے بجائے فخر و بڑھائی کے آپ نے ہمیشہ عاجزی کو پسند فرمایا اور اپنے صحابہ کو فرمایا اے صحابہ! میں اپنے نفس کے لئے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ یعنی جو اختیار و قدرت مجھے حاصل ہے اس کا میں خود سے مالک نہیں۔ میں اس کا مالک ہوں جو میرا خدا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں اسی نقطہ کو بیان فرمایا ہے اور گستاخوں کی طرح مطلقاً اختیار و تصرف اور ملک کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اسی آیت میں بھی الا ماشاء اللہ میں آپ کو عطا کردہ اختیار و قدرت اور تصرف کا بیان ہے۔

میں اس کا مالک ہوں جو میرا خدا چاہے۔ میں اس کا مختار ہوں جو میرا خدا چاہے۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں بک بک کرنے والے اسی آیت کو پڑھ کر آپ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو بتوں کے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ پورے قرآن مجید میں جہاں بتوں کے نفع ونقصان پہنچانے کی نفی کی گئی ہے وہاں اِلَّا مَاشَاءَ اللہ کے الفاظ دکھائیں۔ بتوں کے لئے مطلقاً نفی ہے اور سرکار علیہ الصلوۃ والسلام وہ ہیں جنہوں نے ذاتی کی نفی مار کر اِلَّا مَاشَاءَ اللہ سے عطائی کا ثبوت فرما دیا۔ دیکھیں کتنا واضح فرق ہے۔

اگر اِلَّا کے بعد والے الفاظ نہیں پڑھیں گے تو لا الہ میں بھی تو صرف الہ کی نفی ہے اثبات تو اِلَّا سے ہوگا۔ اِلَّا کے اندر اتنا بڑا اثبات ہے کہ جس اثبات کے نزدیک پھر کوئی نفی نہیں جا سکتی۔ ایسے ہی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے لا املک میں ہر ملک کی نفی فرما دی مگر اِلَّا مَاشَاءَ اللہ میں جس ملک کا ثبوت فرمایا وہ ایسا ملک ہے

؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

جو شخص یہ آیت پڑھتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں تو میں یہی کہوں گا کہ اگر اس میں تھوڑی سی بھی غیرت ایمانی ہو تو کاش اپنے ضمیر سے پوچھے کہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں کہ نہیں۔ وہ کہے گا کہ پڑھ سکتا ہوں تو اس کے خیال کے مطابق اس کی نماز اسے فائدہ دے گی یا نہیں دے گی؟ ہمارے خیال کے مطابق تو سرکار کی عزت و

www.SirateMustaqeem.net

شان گھٹانے والے کو کوئی فائدہ نہیں دے گی لیکن اس کے خیال کے مطابق فائدہ دے تو کیا اس نے معاذ اللہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے سے بھی ادنیٰ سمجھ لیا ہے کہ تو تو اپنے آپ کو فائدہ پہنچا سکے اور اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں۔ یہی مطلب تم اس آیت سے نکال رہے ہو کہ

لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا میں اپنے نفس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا

اپنے مؤقف میں اس آیت کو پیش کرنے کا مطلب یہی ہے کہ معاذ اللہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام بت اور طاغوت کی طرح ہیں کہ اپنے آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اے بدتمیز گستاخ انسان! تو تو اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے لیکن وہ رسولوں کے امام کیوں فائدہ نہیں پہنچا سکتے؟

ان لوگوں نے تو کبھی یہ سوچا ہی نہیں کہ یہ کتنی بڑی جسارت کر رہے ہیں۔ اس آیت میں تو واضح فرما دیا گیا ہے کہ میں ذاتی طور پر تو تنکے کا بھی مالک نہیں ہوں لیکن جو خدا چاہے اس کا مالک ضرور ہوں۔ اس میں عاجزی بھی ہے اور حقیقت بھی ہے۔

فرمایا: میں اگر کسی کو جنتی ہونے کا پروانہ عطا کرتا ہوں تو اللہ کی عطا سے عطا کرتا ہوں۔

نفع دینے کی وضاحت کے لئے بخاری شریف ج 1 ص 179 پر جو نبی کریم ﷺ کی حدیث شریف ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عقبیٰ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

www.SirateMustaqeem.net

خَرَجَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اُحُدٍ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ

آپ احد کے شہیدوں کے مزارات پر تشریف لے گئے آپ نے وہاں ایسی نماز ان پر پڑھی جیسی کہ میت پر پڑھی جاتی ہے

ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ پھر آپ منبر پر بیٹھے

اور ممبر شریف پر بیٹھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے تقریر فرمائی۔ آپ کا یہ خطاب بخاری شریف میں موجود ہے اور اس کا ہر ہر لفظ سنی مسلمانوں کے عقیدے کو ثابت کرنے والا ہے۔ سرکار نے ممبر پر بیٹھ کر یہ ارشاد فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی نے اس کی وضاحت اس لئے کر دی کہ کوئی بد بخت یہ نہ کہے کہ یہ خواب کی بات تھی۔ ممبر پر بیٹھ کے آپ نے کیا ارشاد فرمایا؟ فرمایا

اِنِّیْ فَرَطُکُمْ

میرے صحابہ، میری امت، میں تمہارے لئے فرط ہوں

فرط کون ہوتا ہے؟ فرط اسے کہتے ہیں کہ ابھی سارا قافلہ پیچھے ہو اور ایک پہلے چلا جائے اور جا کے ان کے رہنے کا بندوبست کر دے۔ فرمایا میں تمہارا فرط ہوں تم قیامت تک پہنچو گے، بعد میں آؤ گے۔

میری امت گھبرانا نہیں، حوض کوثر کے جام میرے ہاتھ میں ہوں گے۔

ان کا اختیار اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔

میری امت! صراط مستقیم اور ترازو پر میں کھڑا ہوں گا۔

www.SirateMustaqeem.net

میری امت! شفاعت کا، مقام محمود کا عہدیدار میں ہوں گا۔

میری امت! میں تمہارے لئے فرط ہوں

نفع دیا یا کہ نہیں۔ نفع ان کو ہوگا جو آپ سے نفع ملنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

پہلے فرمایا، میں تمہارا فرط ہوں

پھر فرمایا

اَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ میں تمہارا گواہ بھی ہوں

میری امت میں تمہیں دیکھ رہا ہوں گا، بعد میں عمل کرتے رہنا، نمازوں کو چھوڑنا نہیں میں تمہارا فرط بھی ہوں اور گواہ بھی ہوں۔

میں تمہارے آگے بھی ہوں اور تمہارے ساتھ بھی ہوں۔

وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ خدا کی قسم، خدا کی قسم

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں

وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ

خدا کی قسم، اس مسجد نبوی شریف کے ممبر پر بیٹھ کر میں اب بھی حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں

یہ وہ نگاہ ہے کہ جس کے بارے میں میرا عقیدہ ہے کہ وہ گنبد خضریٰ سے ہمیں دیکھ رہی ہے۔ یہ اس نگاہ کی شان ہی بیان کی گئی ہے کہ زمین پر بیٹھ کر جنت کے حوض کوثر کو دیکھ رہے تھے۔

انظر مضارع کا صیغہ ہے۔ اصطلاح کے مطابق جملہ اسمیہ جس کی خبر جملہ فعلیہ ہو دوام تجدد پر دلالت کرتا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

یہ کہنے کے بعد آپ نے کیا فرمایا؟

اِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ

اللہ نے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا فرمائی ہیں۔

یہ کسی دیوان کی مبالغہ آمیز بات نہیں ہے۔ میں شعر پڑھ کے تمہیں دلیل پیش نہیں کر رہا ہوں یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اور کتاب اللہ کے بعد بخاری شریف کا درجہ ہے۔

یہ الفاظ سرکار کے اپنے ہیں۔ یہ صحیح سند کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں۔

یہ خواب کی بات نہیں، یہ بیداری کی بات ہے۔ سرکار قسم اٹھا کے فرما رہے ہیں۔

خدا کی قسم

اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

خزائن، خزانہ کی جمع ہے۔ فرمایا کہ ایک دو خزانوں کی بات نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا فرما دی ہیں۔ ظاہر ہے خزانوں کی چابیاں جس کے پاس ہوں اور خزانے عطا فرما دیئے گئے ہوں پھر وہ کتنا نفع دے سکتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا

اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ۔

یہ فرما کر بھی سرکار نے ہماری حمایت فرما دی

فرمایا: خدا کی قسم، مجھے اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔

وَلٰكِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا

فرمایا: ہاں دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہے۔

پیسے کی محبت آ سکتی ہے، مال و دولت کی محبت آ سکتی ہے لیکن میری امت کبھی بھی شرک تم میں نہیں آ سکتا۔ جن دلوں میں میری محبت اور میرے خدا کی محبت آ گئی ہے ان دلوں میں کبھی بھی بت کی محبت نہیں آ سکتی۔

یہ سرکار کا فرمان ہے اور کتنا عالیشان فرمان ہے۔۔

دیکھیں، سرکار نے کتنا فائدہ دیا کہ وہ لوگ جو جہنم کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے، سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں جنتوں کے وارث بنا دیا۔

سرکار سے انہیں کتنا بڑا فائدہ ملا کہ جس نے انہیں بھی حالت ایمان میں دیکھا وہ بھی جہنم میں نہیں جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے۔

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ

اس شخص کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے حالت اسلام میں مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(کنز العمال: 32480، جامع ترمذی 3858)

(ترمذی ابواب المناقب باب مَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ مَنْ رَاٰی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَحِبَہٗ)

اب آیت کے دوسرے حصے کی طرف آیئے

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ

اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں بہت خیر اکٹھی کر لیتا

یہاں سے جو غیب کی نفی مطلقاً ثابت کرے۔ وقت کے اختصار کے پیش

www.SirateMustaqeem.net

نظر میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس آیت میں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرمارہے ہیں

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ اگر میں غیب جانتا ہوتا

دیکھنا تو یہ چاہیے کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے کس سن میں، کس تاریخ میں، کس موقع پر یہ اظہار فرمایا تھا تاکہ صحیح مفہوم واضح ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(پ 4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 179)

اب دیکھیں، ایک آیت کو سامنے رکھ کے شرابی شراب کی طرف جارہا تھا اور دلیل قرآن مجید سے دے رہا تھا۔ ایک آیت کو سامنے رکھ کر بے عمل بے عملی کی طرف جارہا تھا اور دلیل قرآن مجید سے دے رہا تھا اور خوارج ایک آیت کو سامنے رکھ کے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگا رہے تھے اور قرآن مجید کی ایک آیت کو سامنے رکھ کر لوگ میلاد النبی ﷺ کی خوشی سے روک رہے تھے، حرام قرار دے رہے تھے۔ اب یہاں ایسے ہی ایک آیت کو سامنے رکھ کے اللہ کے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے علم کا انکار کیا جارہا ہے۔ ان آیات کا صحیح مفہوم وہی ہے جو دوسری قرآنی آیات کو سامنے رکھ کے کیا گیا۔ کاش کہ یہ لوگ غور وفکر

کریں تو ان پر واضح ہوگا کہ یہ حکم اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلع نہیں فرمایا تھا۔ جب مطلع فرما دیا تو پھر تو غیب کا علم عطا ہو گیا۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ بھائیو! اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ اگر میں غیب جانتا ہوتا

نویں پارے میں سورہ اعراف میں ہے، سورہ اعراف مکی سورت ہے اور دوسری آیت جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیب کا اثبات فرما رہا ہے وہ سورہ آل عمران میں ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے

سورہ آل عمران مدنی سورت ہے یعنی ہجرت کے بعد کی ہے خواہ یہ کسی مقام پر نازل ہوئی۔ اس آیت نے آ کے سرکار کے علم کے جھنڈے لہرا دیئے۔ ان کو اس آیت کے پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔

قرآن مجید کا اسلوب اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ پہلا ارشاد اس وقت کا تھا جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب کے خزانے عطا نہیں فرمائے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ

www.SirateMustaqeem.net

رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے

تو ہر صحابی اور تابعی کا عقیدہ تھا اور آج تک کے مسلمانوں کا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

میں نے بطور مثال آپ کے سامنے یہ چند آیات رکھی ہیں۔ پچھلے سال کی تقریر میں بھی اس طرح کا مواد تھا اور آخر میں خلاصہ موجود ہے۔

میری یہ تقریریں دنیا کا کوئی چاہے کتنا بڑا نقاد کیوں نہ ہو، جارح کیوں نہ ہو، کسی فرقے کا کتنا بڑا جھوٹا مبلغ کیوں نہ ہو، ان کو یہ پیش کریں اور ان سے جواب مانگیں، قرآن مجید کی دونوں قسم کی آیات آپ کے سامنے ہیں۔ ان دونوں پر غور وفکر کریں۔ ان کا سروے کریں۔ آخر میں یہی کہوں گا

؎ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آج ان کا نفع نہ ماننے والو! حشر کے دن تمہیں کوئی نفع نہیں پہنچے گا۔ آج وقت ہے اپنی ان بری حرکتوں سے باز آ جاؤ، قرآن مجید برہان رشید کے مفہوم کو مت تبدیل کرو تا کہ قرآن مجید جو کہ کتاب ہدایت ہے اس سے صحیح ہدایت سب کو مل سکے۔

www.SirateMustaqeem.net

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مفہومِ قرآن

بدلنے کی واردات

حصہ سوئم

افادات

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

پی ایچ ڈی بغداد یونیورسٹی

اویسی بکسٹال

جامع مسجد غوثیہ مدنی کالونی گوجرانوالہ

0333-8173630

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ق/B 50

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(حصہ سوم)

افادات

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

0333-8173630

ناشر: اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

﴿ جملہ حقوق محفوظ ہیں ﴾

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

نام کتاب ..... مفہوم قرآن بدلنے کی واردات (حصہ سوم)

افادات ..... علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

تاریخ اشاعت اول ..... جون ۲۰۰۵ء

..... محمد نعیم اللہ خاں قادری

کمپوزنگ ..... رضوی کمپوزنگ سنٹر مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

صفحات ۴۸

تعداد ..... گیارہ سو

ہدیہ ..... 20 روپے

ناشر ..... اویسی بک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ

باہتمام ..... شیخ محمد سرور اویسی 0333-8173630

ملنے کا پتے

- ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
- شبیر برادرز لاہور
- مکتبہ جمال کرم لاہور
- رضا ورائٹی لاہور
- فرید بک سٹال لاہور
- مسلم کتابوی لاہور
- پروگریسو بکس لاہور
- مکتبہ نبویہ لاہور
- سنی کتب خانہ لاہور
- مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ
- مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

مومن پورہ داروغہ والا لاہور

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

شیخ المحدثین، جنید زمان، حافظ الحدیث، امام العصر

حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی قادری نور اللہ مرقدہ

کے نام جنہوں نے جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف ایسی علمی روحانی اور ملی تحریک کے ذریعے مجھ جیسے ہزاروں افراد کو خدمت دین کیلئے تیار کیا۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

لاہور

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاھداء

قائد اہل سنت، عالمی مبلغ اسلام، فاتح قادیانیت، مقرر شریں بیان قاریٔ خوش الحان

حضرت علامہ **شاہ احمد نورانی** رحمۃ اللہ علیہ

کے نام جن سے تمام باطل قوتیں اور باطل نظام کانپتے رہے۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

لاہور

(نوٹ) قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کا مختصر تذکرہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(قسط نمبر۳)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُدًی لِّلنَّاسِ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ

فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ واتم برھانہ واعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور سرور کائنات، مفخر موجودات، زینت بزم کائنات، محسن کائنات، اُسوۂ آدمیت جلوۂ حق نما، محبوب کبریا، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد خالق کائنات جل جلالہٗ کا کروڑہا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ماہِ رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور عشرہ رحمت کا دوسرا جمعہ ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ میری اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ رحمت بھرے عشرے کا صدقہ سب کی جھولیوں کو رحمتوں سے معمور فرمادے۔

محتشم سامعین حضرات! ہماری آج گفتگو قرآن مجید برہان رشید سے متعلق ہے اور موضوع ہے۔

''مفہوم قرآن بدلنے کی واردات''

اس سے قبل اس موضوع پر دو قسطوں میں گفتگو ہو چکی ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ملک گیر مقبولیت عطا فرمائی اور وہ دونوں قسطیں کتابی شکل میں چھپ کر باہر اسٹال پر موجود ہے۔ ملک کے طول وعرض میں اصحاب فکر و دانش نے اس کی دو اقساط کو سنا اور پڑھا اور اس سلسلے میں مزید مواد مہیا کرنے پر اصرار کیا۔ لہٰذا اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آج اس موضوع کی تیسری قسط آپ حضرات کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ ہم سب کو قرآن وسُنّت کو سمجھنے سمجھانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جن لوگوں نے پہلے دونوں خطابات کو سنا ہے ان کے ذہنوں میں ایک خاکہ موجود ہوگا کہ ایک ہے قرآن مجید برہان رشید کے ترجمہ کی غلطی اور ایک ہے مفہوم کی غلطی۔ قرآن مجید برہان رشید کا جان بوجھ کر غلط ترجمہ کرنا بہت بڑا جرم ہے اور قرآن مجید کی آیات کے صحیح مفہوم کے منافی اپنی مرضی کا مفہوم لینا' یہ بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمارے دور کی فرقہ واریت اور بہت سی فکری الجھنوں کا سبب یہی بات ہے کہ قرآن مجید برہان رشید کی آیات کو اپنی مرضی کے مفہوم کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے یعنی قرآنی آیات کا ترجمہ تو ان کے لغوی معنی کے مطابق کیا جاتا ہے لیکن ان آیات کو ایسے پس منظر میں پیش کیا جاتا ہے کہ سننے والا مخاطب' قاری اس سے وہ بات اخذ کرے جو وہ مبلغ اپنی طرف سے سامعین' قارئین کے ذہن میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یعنی وہ قرآن مجید کی آیات کا صحیح رُخ بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مفہوم پر واردات کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سا بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی متعدد مثالیں میں نے پہلی دو اقساط میں پیش کی تھیں۔ آج مزید چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مثال نمبر ۱: خالق کائنات جل جلالہٗ نے قرآن مجید برہان رشید کو لوگوں کیلئے ہدایت بنایا ہے اور اسے ھُدًی لِّلنَّاس فرمایا ہے یعنی یہ سارے جہان کے لوگوں کیلئے ہدایت ہے لیکن اس سے ہدایت وصول کرنے کی صلاحیت مختلف لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کی تعریف میں ''ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ'' فرمایا کہ یہ متقی لوگوں کیلئے ہدایت ہے یعنی اس کی ہدایت تو سب کیلئے عام ہے مگر کچھ لوگوں نے اس سے ہدایت کے حصول کی بجائے اس کو غلط مقصد کیلئے پڑھا، صحیح مفہوم کو چھوڑ کر غلط مفہوم نکالنے کیلئے پڑھا، وہ لوگ اس کی ہدایت سے محروم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا کا منظر آپ لوگوں کے سامنے ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک غذا جو بالکل صحیح ہے اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں کی گئی ہے، توانائی سے بھرپور ہے لیکن اگر یہی غذا وہ شخص استعمال کرتا ہے جس کا معدہ خراب ہے یا کمزور ہے اس میں غذا کو تحلیل کرنے کی صلاحیت نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ طاقتور غذا اس کی موت کا سبب بن جائے اور اگر یہی طاقتور غذا اچھے معدے اور جگر والا انسان استعمال کرتا ہے تو اس غذا سے اس کے بدن کی نشوونما ہوتی ہے۔ ایسے ہی وہ ادویات جو اپنے متعلقہ امراض کی جڑیں اکھاڑ دیتی ہیں اور جن کی وجہ سے وہ امراض اپنی موت خود مر جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے تندرستی وتوانائی حاصل ہوتی ہے، وہی ادویات اگر غلط طور پر استعمال کی جائیں تو بجائے صحت وتندرستی کے مرض مزید بڑھ جاتا ہے۔

قرآنِ مجید برہان رشید کے ہدایت ہونے میں کوئی کمی، کمزوری، قصور اور نقص نہیں ہے۔ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے میں اس شخص کی صلاحیت، نیت، ارادے اور اس کے دل کی زمین کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر یہ اچھی ہیں، قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت نہیں تو اس کی ہدایت حاصل ہوتی ہے یا اضافہ ہوتا ہے۔ اگر قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت رکھ کے اس سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرے تو یہ قرآن مجید اس کو ہدایت نہیں بخشتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی عموم والی ہدایت کو هُدًی لِّلنَّاس سے بیان فرمایا اور جنہوں نے فائدہ پالیا اس کو هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ سے بیان فرمایا۔ یہ ہدایت سب کیلئے ہے مگر فائدہ انہیں ہوتا ہے جن کے دلوں میں تقویٰ کا بیج موجود ہے وہ کافر جو تھے تو کافر مگر ضدی اور ہٹ دھرم نہیں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تعصب کی پٹی اُتار کر اسے پڑھا تو دلوں میں بھی یہ قرآن سرایت کر گیا۔ وہاں کفر کا جو اندھیرا تھا وہ مٹ گیا اور قرآن مجید کی تعلیمات سے منبع نور اور مرکز ہدایت بن گیا

قرآن مجید برہان رشید سے ہدایت حاصل کرنے کیلئے منصب نبوت کو سمجھنا اور وہ مقدس دل جس پر قرآن مجید نازل ہوا' اس سے محبت وعقیدت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ویسے ہم اس قرآن مجید سے اس کی تمام تر برکتوں کے باوجود استفادہ نہیں کر سکتے۔ وہ مقدس دل جس نے اس کو قبول کیا' اس کے جلال کو برداشت کر کے بصورت جمال پیش کیا' اس دل کا ہمیں ضرور ممنون ہونا پڑے گا کیونکہ قرآن مجید میں اتنا جلال تھا کہ اگر یہ کسی پہاڑ پر بھی نازل ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

محتشم سامعین حضرات! آپ دیکھئے قرآن مجید برہانِ رشید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لِلْکٰفِرِیْنَ اَمْثَالُهَا۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَهُمْ۔ (پ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۰،۱۱)

تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا۔ اللہ نے ان پر تباہی ڈالی اور ان کافروں کیلئے بھی ویسی کتنی ہی ہیں۔ یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومنوں کا تو مولیٰ ہے لیکن کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ اب کوئی شخص اس آیت کو پڑھ کر یا لکھ کر اس سے یہ مطلب اخذ کرتا ہے کہ باقی ہر چیز تو اللہ کے ملک میں شامل ہے مگر کافر

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ایسی مخلوق ہے جس پر کسی کی حکومت نہیں۔ وہ خالق کائنات کے مُلک سے خارج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ میں ان کا مولیٰ ہی نہیں۔ باقی ہر چیز کا مولیٰ اللہ ہے یعنی زمین و آسمان کا مولیٰ اللہ ہے، شام و سحر کا مولیٰ بھی اللہ ہے، شجر و حجر اور ہر چیز کا مولیٰ بھی وہی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے مگر کافر کا مولیٰ اللہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔ لہذا کافر اللہ تبارک و تعالیٰ کے مُلک سے باہر ہوئے۔

جب کافر اللہ تعالیٰ کے ملک سے باہر سمجھے جائیں اور ان کیلئے خالق کائنات کو مولیٰ نہ سمجھا جائے تو اس سے درجنوں خرابیاں لازم آئیں گی۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کافروں کا مولیٰ نہیں تو پھر ان کا مولیٰ کون ہے؟ دوسرے لفظوں اللہ کے شرکاء اور دیگر بتوں کا تصور پیدا ہو جائے گا۔ یعنی اللہ اگر ان کا مولیٰ نہیں تو کوئی دوسرا خدا بھی ہے جو ان کا مولیٰ ہے۔ گویا یہ لازم آئے گا کہ کافروں کو خود بخود دھکیل کر بتوں کے ملک میں داخل کیا جا رہا ہے اور بتوں کو ان کا مولیٰ بنایا جا رہا ہے۔

قرآنِ مجید کی یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے، اس کا ترجمہ دیکھئے

وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۱)

کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

یہ الفاظ بولنا آسان ہیں مگر بظاہر ان سے جو مفہوم و مطلب نکل رہا ہے اس کو سنبھالنا مشکل ہے اگر ان کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں تو کون ہے جس نے ان کو پیدا کیا؟ کون ہے جو ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے؟ کون ہے جو ان کو کھانے کو دیتا ہے؟ کیونکہ خالق کائنات خود فرما رہا ہے کہ میں ان کا مولیٰ نہیں۔

محتشم سامعین حضرات! یہ جو مفہوم کی غلطی پیدا کی جا رہی ہے۔ اس غلطی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

سے ہم اسی صورت میں محفوظ رہ سکتے ہیں اگر ہم قرآن مجید کے اسلوب کو مدنظر رکھیں گے جس وقت ہم قرآن مجید کی دیگر آیات کو سامنے رکھ کر اس آیت کو پڑھیں گے تو پھر ہمیں صحیح مفہوم اور مطلب کا پتہ چلے گا۔

آیئے اس آیت کا ماقبل دیکھئے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ (پ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۱۰)

یہ کفار مکہ (کافر) زمین میں سیر نہیں کرتے کہ دیکھیں کس طرح پہلے لوگوں کو جو اللہ کے ماننے سے انکاری تھے ان کو ہلاک کیا گیا' کس طرح ان کو تباہ و برباد کیا گیا' کس طرح خالق کائنات نے ان کا کوئی نشان باقی نہ رہنے دیا' کس طرح ان کو تہ و بالا کر دیا گیا اور اس کے ساتھ جو اللہ کو ماننے والے تھے وہ امن کے ساتھ موجود رہے۔ خالق کائنات ان دونوں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتا ہے:

ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پارہ ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۱۱)

یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے۔

کیا کافر اس واسطے مارے گئے کہ اللہ کافروں کا مولیٰ نہیں ہے اور مومن اس لئے بچ گئے کہ اللہ ایمان والوں کا مولیٰ ہے

خالق کائنات دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

وَرُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ (پ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۳۰)

اور کافروں کو اپنے حق مولیٰ (سچے مولیٰ) کی طرف لوٹایا جائے گا

اب اس آیت سے تو یہ ثابت ہوا کہ کافروں کا بھی مولیٰ ہے اور وہ حق ہے۔

وَرُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (پ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۳۰)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں ان سے گم ہو جائیں گی۔

یہ دونوں آیات قرآن مجید کی ہیں۔ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں اور دوسری آیت سے واضح ہے کہ کافروں کا بھی مولیٰ ہے۔دونوں صحیح ہیں۔اب اگر صرف ترجمہ کی طرف دیکھا جائے تو قرآن مجید کی آیات میں بظاہر تعارض ظاہر ہے لیکن جس وقت ہم قرآن مجید کے منشا اور مرضی کو دیکھتے ہیں' اسلوب بیان کو دیکھتے ہیں تو قرآن مجید کی آیات میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں۔قرآن مجید کی تمام آیات حق اور سچ ہیں۔یہ بھی ٹھیک ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ کافروں کا مولیٰ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے

مولیٰ کے دو معنی ہیں۔ایک مولیٰ بمعنی مالک' دوسرا مولیٰ بمعنی ناصر۔

خالق کائنات نے کافروں کے جو مولیٰ ہونے کی نفی کی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے مولیٰ سے مراد مالک نہیں لیا بلکہ مولیٰ سے مراد ناصر لیا ہے۔

سیاق وسباق سے واضح ہے کہ فلاں فلاں کافر قوم مر گئی' فلاں فلاں تباہ و برباد ہو گئی کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ مالک ہونے کے باوجود میرا ان سے پیار نہیں تھا' میں ان کا ناصر نہیں تھا' میں ان کا محب نہ تھا باوجودیکہ میں نے ان کو پیدا کیا' ان کو کھانے پینے کو دیتا تھا' وہ میرے ہی مملوک تھے مگر اس لحاظ سے میں ان کا مولیٰ نہیں تھا کہ میں ان کی مدد کو تیار ہو جاتا۔یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولیٰ ہونے کی نفی کی تو ان معنوں میں کہ میں ان کا مددگار نہیں ہوں' ان کا حامی و ناصر نہیں ہوں لیکن مالک ہونے کے لحاظ سے میں ان کا مولیٰ ضرور ہوں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اور دوسری طرف میں مومنوں کا دونوں اعتبار سے مولیٰ ہوں ان کا مالک بھی میں ہوں اور مجھے ان سے پیار' محبت بھی ہے' میں ان کی مدد کرتا ہوں' میں ان کو تنہا نہیں چھوڑتا۔ میری رحمتیں ان کو ڈھانپ لیتی ہیں۔

اب قرآن مجید کی دونوں آیات کا مفہوم واضح ہے کہ جب یہ کہا گیا:

وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ (پ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳۰)

کافروں کو ان کے حق مولیٰ کی طرف لوٹایا جائے گا۔

یہاں مولیٰ سے مراد مالک ہے اور دوسری آیت میں فرمایا:

لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۱)

کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

یہاں مولیٰ سے مراد ناصر ہے۔

خالق کائنات نے ایک ہی لفظ مولیٰ فرمایا جو ہمارے ملک میں عام بولا جاتا ہے۔ لفظ مولیٰ کے مفہوم کی گہرائی کی طرف غور کیا جائے تو ہدایت ملتی ہے ورنہ انہیں آیات کو پیش کر کے دھریئے اور پرویزی قسم کے لوگ قرآن مجید میں بظاہر تعارض پیدا کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

اب ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۴)

''تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے''

یعنی جو میرے ہیں ان کا مولیٰ میں بھی ہوں' جبریل بھی ان کے مولیٰ ہیں اور میرے ولی بھی ان کے مولیٰ ہیں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یہاں مولیٰ بمعنی مالک نہ بھی لیا جائے تب بھی مولیٰ بمعنی ناصر تو ہوگا۔

خالق کائنات فرمارہا ہے کہ کافروں کا کوئی ناصر نہیں لیکن مومنوں کا ناصر میں بھی ہوں۔ جبریل بھی ہیں اور میرے ولی بھی ہیں۔ جو میرے ماننے والے ہیں' میں نے ان کیلئے اپنی طرف سے بھی کئی مولیٰ بنادیئے ہیں۔

مثال نمبر۲: محتشم سامعین حضرات! اب ایک اور مغالطہ ملاحظہ فرمائیں جو عام طور پر پیدا کیا جاتا ہے۔

خالق کائنات قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (پ۲۷، سورۃ قمر، آیت ۱۷)

''اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا''۔

اب کچھ لوگ اس کو اس اسلوب میں بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کو جب خالق کائنات نے پڑھنے کیلئے آسان کردیا ہے تو یہ گرائمر، صرف ونحو، اصول وضوابط اور سارے متعلقہ علوم وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ باقی چیزیں اور علوم تو مشکل ہیں' ان کو سمجھنے کیلئے مزید استعداد کی ضرورت ہے۔ جیسے انگلش پڑھنی ہو تو Tense آنے چاہئیں' دوسرے قواعد وضوابط ازبر ہونا چاہئیں لیکن اس کے برعکس قرآن مجید کو اتنی سطحی سی چیز بتایا جارہا ہے جو بھی اسے پڑھے گا اسے آجائے گی۔ اس سے قرآن مجید کا جو اصل مقام ومرتبہ اور حیثیت ہے اس میں فرق آجائے گا۔

آیئے دیکھیں کہ اس آیہ مبارکہ ''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ'' کا صحیح ترجمہ کیا ہے اور ذکر سے مراد کیا ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

صحیح بخاری شریف میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ:

حصن اللّٰہ قرأۃ ھوّنا قرأتہ (بخاری شریف ج۲،ص۷۲۲)

''ہم نے اس کو پڑھنا آسان کر دیا ہے'' ہے کوئی اس کو یاد کرنے والا

یہ ترجمہ ہے اس کا کہ ہم نے اس قرآن مجید کو یاد کرنا آسان کر دیا ہے' ہے کوئی اس کو یاد کرنے والا۔

یعنی ساری کتابوں میں قرآن مجید کا یہ اعزاز ہے کہ جتنے حافظ اس کتاب کے ہیں اتنے کسی اور کتاب کے نہیں ہیں۔ باقی آسمانی کتابوں کو حفظ کرنے والے وہ انبیاء و رسل علیہم السلام تھے جن پر یہ کتابیں نازل ہوئیں لیکن قرآن مجید کا یہ منفرد اعزاز ہے کہ اس کے حفاظ کی کثیر تعداد ہر شہر میں موجود ہے۔

غور فرمائیں کہ بخاری شریف کتاب التفسیر میں ''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ '' یہ عنوان دے کر یہ تفسیر کی کہ ہم نے اس کو قرأت کیلئے آسان کر دیا۔ انسان اگر اس کو یاد کرنا چاہے تو یہ ایسا نہیں ہے کہ یاد ہی نہ ہو۔ امام محلّی اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سَهَّلناہ للحفظ (جلالین ص۴۴۱)

ہم نے اس کو حفظ کیلئے آسان کر دیا ہے۔

قرآن مجید کے اس ترجمے کی صداقت پر یہ گواہی موجود ہے کہ دنیا میں قرآن مجید کے تو ہزاروں لاکھوں حفاظ موجود ہیں مگر دیگر کتابوں کا کوئی بھی حافظ نہیں ملتا کیونکہ خالق کائنات نے اس کے متعلق فرما دیا ہے کہ ہم نے اس کو حفظ کرنے اور

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔

یہ اس کا اصل مطلب ہے اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے کسی بڑی عقل یا تعلیمی استعداد اور صلاحیت کی ضرورت نہیں اور جو جس سطح کی استعداد وصلاحیت کا ہو مجتہد بن کر ترجمے کرتا پھرے تو ایسی بات نہیں اگر ایسی بات ہوتی تو خالق کائنات دوسرے مقام پر یہ کیوں فرماتا:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔

(پ۲۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۴۳)

یہ مثالیں ہیں ہم ان کو لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں' ان کو نہیں سمجھتے مگر وہ جنہوں نے علم حاصل کیا۔

یہ اولو الباب کو تدبر سے آئے گی۔

اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پ۲۳، سورۃ ص، آیت ۲۹)

''یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے برکت والی تاکہ اس کی آیات کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں''۔

یہ سب کیلئے فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک کوشش کرے اور اس کیلئے اس میں صلاحیت پیدا کرنی پڑے گی۔

یہ فرمایا کہ ہم نے اس قرآن مجید کو حفظ کرنے کیلئے، یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔

وَمَا يَعْقِلُوْهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ (پ۲۰، سورہ العنکبوت، آیت ۴۳)

''اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے''

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس کی باریکیاں عالم کو ہی سمجھ میں آئیں گی جو علم حاصل کر چکا ہے۔ جس نے اس کیلئے کوشش کی ہے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے اس کو اس کی باریکیاں اور لطافتوں سے آشنا فرما دیا ہے۔

اگر قرآن مجید سطحی سے کتاب ہوتی تو خالق کائنات کیوں بار بار دعوتِ فکر دیتا کہ:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ ۔ (پارہ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۲۴)

تو کیا وہ قرآن مجید میں تدبر نہیں کرتے۔

لِیَدَّبَّرُوْا (پ ۲۳، سورہ ص، آیت ۲۹)

وہ غور کریں۔

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ (قرطبی ۴/۳۱۴ طبع دار الکتب المصریہ)

جو ایک لمحہ کیلئے سوچے گا، غور و فکر کرے گا، ایک سال کی بندگی کا اس کو ثواب مل جائے گا

اگر یہ محض سطحی چیز ہوتی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ صرف سورہ بقرہ پڑھنے میں بارہ سال نہ گزارتے۔

تَعَلَّمَ عُمَرُ الْبَقَرَۃَ فِی اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃٍ (قرطبی ۱/۴۵ دار الفکر بیروت)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ سال میں سورہ بقرہ پڑھی''۔

بڑی آسان ہے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ ویسے ہی آسان ہے۔ اگر یہ اتنا ہی آسان تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سورہ بقرہ پڑھنے میں بارہ سال لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جو اس کی طرف بڑھے یہ اس کو محروم نہیں کرتی، حصہ ضرور عطا کرتی ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

یہ آیات کا مقابل میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب اس کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ ایک طرف ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (پ۲۷، سورۃ قمر، آیت ۱۷)

دوسری طرف ہے:

وَمَا يَعْقِلُوْهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (پ۲۰، سورۃ العنکبوت آیت ۴۳)

دونوں کا مطلب یہ بنا کہ ہم نے اس کو حفظ کیلئے آسان کر دیا ہے جو اس کے معنی سمجھنا چاہے، اس میں عبور حاصل کرنا چاہے تو اسے مشکل کہہ کر ہٹایا نہ جائے بلکہ اس کو یہ ترغیب دلائی جائے کہ یہ ایسا سمندر ہے جس کو عبور کرنے کیلئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔

اگر اس کا دوسرا معنی نصیحت لیا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ کوئی ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے کیونکہ ہم نے اس کو تیار ہی نصیحت کیلئے کیا ہے جو اس کی طرف اس کو حاصل کرنے کیلئے رجوع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کتاب ہدایت سے اس کے دل کو معمور کر دے گا۔

تیسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس کے معنی کو آسان کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہ جو پڑھنے سے آئے ہی نہیں۔ خالق کائنات فرماتا ہے کہ ہم نے اس کے معنی میں ایسی لطافت رکھی ہے ایسی باریکی رکھی ہے کہ جو پڑھنے کی کوشش کرتا ہے وہ معنی اس کو آ ہی جاتا ہے۔

یہ ایک عام مغالطہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا مغالطہ پیدا کرے گا تو اسے یہ کہا جائے کہ تم یہ بات فلاں فن، قانون، اصول کے خلاف کر رہے ہو۔ اگر وہ کہے کہ قرآن مجید تو آسان ہے اس کو پڑھنے کیلئے کسی قانون' اصول کی ضرورت نہیں تو

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

وہ اس کو غلط اسلوب میں بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ خالق کائنات نے اسے اور لحاظ سے آسان فرمایا ہے۔

مثال نمبر۳: آج کل لوگ قرآن فہمی کورس، دورہ تفسیر قرآن اور اسی طرح کے اور کورسز کرواتے ہیں اور مسلمانوں کو کلمہ گو مشرک ثابت کرنے کیلئے کتابیں لکھی جاتی ہیں ان تمام کا وطیرہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو بتوں کے متعلق نازل ہوئی تھیں ان کو انبیاء اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں۔ اپنے مؤقف کو وہ ان آیات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر سورہ فرقان میں کافروں کی بات ہے کہ:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔

(پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں

کافروں نے ایسے بُت اپنے معبود بنا لئے جنہوں نے کسی کو پیدا نہیں کیا بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اسی طرح کی آیات پیش کر کے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھایا جاتا ہے کہ جیسے یہ بت ہیں (معاذ اللہ) ایسے ہی انبیاء کرام اور اولیاء کرام ہیں۔ ان بتوں اور انبیاء، اولیاء میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا ان کے ماننے والوں اور محبت کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں۔

بتوں کے متعلق آیات اور بتوں کی علامات بیان کرتے ہوئے ان کو اللہ کے انبیاء، اولیاء میں بتا کر دونوں کے ماننے والوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا جاتا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہے۔اس طرح ان آیات کے مفہوم میں واردات کی جاتی ہے۔کیسے؟

خالق کائنات یہ فرمارہا ہے:

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئاً ۔ بت کوئی شے پیدا نہیں کر سکتے۔

جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ (پ۳،سورۃ آل عمران،آیت ۴۹)

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ ۔ میں پیدا کرتا ہوں

فَیَکُوْنَ طَیْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔

اللہ کے اذن سے وہ پرندہ بن جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بت کی یہ علامت بتائی کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کا منصب یہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ خود کہتے ہیں باذنِ الٰہی:

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ

اَخْلُقُ واحد متکلم کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے میں پیدا کرتا ہوں۔

لَکُمْ تمہارے لیے

مِنَ الطِّیْنِ مٹی سے

میں پیدا کرتا ہوں اور جو بت ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔

اللہ کے پیغمبر اللہ کے اذن سے پیدا کر لیتے ہیں۔یعنی مجازی خالق و فاعل ہیں۔اگر اللہ کے پیغمبر اور بت دونوں ایک ہی حیثیت کے ہوتے تو پھر خالق کائنات ہرگز اپنے پیغمبروں کے اختیارات قرآن مجید میں بیان نہ فرماتا۔کافروں کے بارے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں کہا ہے:

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئاً۔ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔

یہ بُت خود جھوٹے ہیں ان کے ماننے والے جھوٹے ہیں۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ یہ بت تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن میں اتنا بڑا مولیٰ ہوں کہ میں چاہوں تو اپنے بندوں سے بھی پیدا کروالیتا ہوں۔ یعنی مجازاً پیدا کرنے کا عمل ان کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ۔

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ سب ہے میرے اللہ کا فضل۔

فَیَکُوْنَ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

واضح ہوا کہ خالق کائنات نے اگرچہ انبیاء کرام کو معبود نہیں بنایا' ان پیغمبروں اور اولیاء کو کسی معنی میں الوہیت عطا نہیں فرمائی لیکن خالق کائنات نے ان کو بتوں کے ساتھ بھی نہیں ملایا، بت اور ہیں یہ انبیاء کرام، اولیاء کرام اور ہیں۔

محتشم سامعین حضرات! اب دیکھئے!

لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعاً۔ (پ ۱۸، سورہ فرقان، آیت ۳)

''وہ اپنے لئے نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے''

جھوٹے خداؤں کے بارے میں اس سے پہلے حصے میں ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً۔

''کافروں نے اللہ کے سوا خدا بنا لئے ہیں''۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس کے بعد ان جھوٹے خداؤں کی صفات کا ذکر ہے۔

واضح ہوا کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں ہے کہ وہ نہ اپنے نفع کے مالک ہیں' نہ نقصان کے۔ اب مفہوم پر واردات کرنے والے اسی آیت کو اللہ تعالیٰ کے مقربین۔ انبیاء' اولیاء کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ وہ کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں

قرآن مجید برہان رشید کی آیات کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے اب دیکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرما رہے ہیں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا (پ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۸)

میں اپنے نفس کیلئے نہ نفع کا مالک ہوں نہ نقصان کا۔

اسی کے ساتھ ملا کے مذکورۂ بالا آیت بھی پڑھ دی جاتی ہے اور اس سے وہ معاذ اللہ بتوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملانا چاہتے ہیں جو کچھ وہ بتوں کیلئے ثابت کر رہے ہیں وہی کچھ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے بارے میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ابھی میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید برہانِ رشید کی آیات جو ابھی میں نے پڑھی ہیں۔ وہ آیات ٹھیک ہیں مگر ان میں زمین وآسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ بظاہر ایک ہی بات معلوم ہوتی ہے۔

سورہ فرقان میں ہے:

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (سورۃ فرقان، آیت ۳)

''یہ بتوں کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے لئے نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے''

پھر سورہ الاعراف میں سرکار کی بات ہے:

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا

''میں اپنے نفس کیلئے نفع، نقصان کا مالک نہیں''۔

اب یہ دونوں آیات سچی ہیں مگر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کتنا فرق رکھا ہے۔

خالق کائنات نے جہاں سرکار کی بات کی وہاں الا ماشاء اللہ فرمایا ہے اور جہاں بتوں کی بات کی وہاں الا ماشاء اللہ نہیں فرمایا۔ کتنا فرق ہے؟ اتنا فرق ہے جتنا لا الہ کے بعد الا کہنے میں فرق ہے۔ جب آپ نے کہا کہ کوئی خدا نہیں تو ہر ایک خدا کی نفی ہوگئی۔ اگر الا نہ پڑھا جائے تو اللہ کا ثبوت کیسے ہو سکے گا۔ لا الہ کے بعد جب الا آتا ہے تو پھر خالق کائنات کی الوہیت کا ثبوت ہوتا ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کے بارے میں فرمایا تو قرآن مجید میں دونوں جگہ الا ماشاء اللہ کے الفاظ موجود ہیں۔

سورہ یونس میں دیکھیں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (پ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۴۹)

''تم فرماؤ میں اپنی جان کے بُرے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے''۔

اے میرے محبوب! آپ اپنے صحابہ اور دنیا والوں کو فرما دو کہ میں اپنی جان کیلئے خود کسی نفع کا مالک نہیں مگر جس نفع کا مالک میرا خدا مجھے بنا رہا ہے اس کا مالک ہوں۔

آپ دیکھیں کتنا فرق تھا جسے چھپا دیا گیا۔

بُت کے بارے میں الا ماشاء اللہ نہیں فرمایا کیونکہ اسے کچھ نہیں مل سکتا، وہ اپنے لئے بھی کسی چیز کا مالک نہیں ہے، اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ مگر محبوب علیہ السلام کو فرمایا کہ اے میرے محبوب! انہیں یہ فرما دو کہ میرے پاس جو سب کچھ ہے، یہ خالی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہاتھوں میں جو دو جہانوں کی نعمتیں ہیں' یہ ہاتھ اُٹھتے ہیں تو دامن بھر جاتے ہیں' یہ انگلی اُٹھتی ہے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے' یہ جو مریض شفایاب ہو جاتے ہیں' یہ جو کنکریاں کلمہ پڑھتی ہیں' یہ جو درخت بلانے پر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں' یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ میں جو کچھ کسی کو دیتا ہوں' اپنی طرف سے نہیں دیتا بلکہ میرا خدا مجھے عطا فرماتا ہے۔ اب کوئی ان آیات کو پڑھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ میں قرآن مجید فرقان حمید کی آیات پیش کر رہا ہوں تو وہ آیات پیش کرنے اور ان کا ترجمہ کرنے میں حق بجانب ہے لیکن آیات کو اپنے حقیقی مفہوم اور پس منظر سے ہٹا کر مذموم مقصد کیلئے ارادتاً پیش کرنے سے کتنی بڑی مفہوم پر واردات ہو جائے گی۔

الا اللہ میں جو اللہ کی توحید ہے اس میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی' سب کچھ آ جاتا ہے ایسے ہی جب سرکار فرماتے ہیں الا ماشاء اللہ تو آپ کے عطائی اختیارات' علم و قدرت' ملکیت میں کچھ کمی نہیں رہ جاتی مگر جو کچھ بھی دیا ہوا ہے وہ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔

میں آپ کسی بھی چیز کا ذاتی طور پر مالک نہیں مگر جو خدا چاہے' عطا فرمائے' اس کا مالک ہوں نہ میں خود کا یا کسی اور کے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جس کا مجھے میرے خدا نے مالک بنایا اس کا مالک ہوں۔ لہذا اگر کسی کو فائدہ پہنچانا چاہیں تو پہنچا سکتے ہیں اور مالک کا اطلاق ہونے کی وجہ سے مالک ہیں۔

قرآن مجید برہان رشید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا مقام یہ بیان فرما رہے ہیں:

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

(پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اَکْمَہ، مادرزاد اندھا، جس کی آنکھوں کی جگہ ہی نہ ہو۔

اَبْرَصَ، کوڑھ کا مرض

میں صحت دیتا ہوں، یہ صحت دنیا فائدہ پہنچانا ہے۔

قرآن مجید کے اسلوب سے فرق واضح ہے کہ بت نہ نفع کے مالک ہیں' نہ نقصان کے مالک ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر بت نہیں ہیں' وہ نفع دیتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو نقصان بھی دے سکتے ہیں۔

وہ اندھا جس کی آنکھوں کی جگہ ہی نہ ہو' اس کی جگہ بنا کے آنکھیں لگا دی جائیں تو کیا یہ نفع پہنچانا ہے یا نہیں؟

واضح ہوا کہ یہ بُت ہیں جو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان لیکن اللہ والے اللہ کی عطا سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی نفع پہنچا سکتے ہیں۔

سورہ فرقان میں ہے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً (پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

سورہ فرقان مکی ہے اس سے بھی واضح ہے کہ بتوں کے بارے میں ہے۔

محتشم سامعین حضرات! میں اپنے موضوع کو آگے بڑھاتا ہوں۔ قرآن مجید میں بتوں کے متعلق ہے۔

لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً (پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

کہ وہ موت وحیات کے مالک نہیں۔

اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں:

اُحْيِ الْمَوْتٰى۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

وہ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً بتوں کے متعلق تھا اور یہ اُحْیِ الْمَوْتٰی اللہ کے رسول کی بات ہے۔

خالق کائنات نے واضح فرمایا کہ بُت تو کچھ نہیں کر سکتے وہ موت وحیات کے مالک نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ (پ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

میں مردے زندہ کرتا ہوں لیکن اللہ کے اذن سے کرتا ہوں۔

بت کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ انہیں اذن ہی نہیں دیتا۔ ان کا باب علیحدہ ہے۔ میرے بندوں کو بتوں کے ساتھ نہ ملانا۔ جن چیزوں کی میں نے بتوں سے نفی کی ہے وہی باتیں میں نے ان سے کروائی ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ اپنے اور ہیں اور پرائے اور ہیں۔

مثال نمبر ۴: محتشم سامعین حضرات! قرآن مجید برہان رشید میں ایک بات یوں بیان ہوئی ہے کہ کافر کہتے ہیں:

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا۔ (پ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۰۴)

"کافی ہے وہ جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا"۔

ایسے ہی سورۃ البقرہ میں ہے:

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا۔ (پ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۷۰)

"جس پر ہم نے اپنے آباؤ کو پایا اس کی اتباع کریں گے"۔

اب ایسی آیات پڑھ کر پکے مومنوں پر حملہ کیا جا رہا ہے اور مقدس عقیدے کو

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لوٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اب یہ بیان کرنا کہ باپ دادا کے دین پر رہنا' اس کی بات کرنا' اس پر ڈٹ جانا' اڑ جانا' یہ پرانے ضدیوں اور کافروں کا مقولہ ہے' ان کی بات ہے اس لئے تمہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جیسے پرانے بزرگوں کا طریقہ چھوڑ کر ہماری بات تسلیم کر لینی چاہیئے۔ قرآن مجید کی آیات پیش کر کے یہ واردات کی جارہی ہے جبکہ قرآن مجید برہانِ رشید کی آیات کا یہ مقصد نہیں۔ اگر کسی شخص کے آباء اچھے راستے پر تھے تو کیا وہ اپنے آباء کا حوالہ کسی کو نہ دے۔ اس کو کہا جائے کہ اپنے باپ دادا والا مسلک چھوڑ کر ہمارے اس نئے خودساختہ مسلک کو قبول کرلو' قرآن مجید کی ہرگز یہ مرضی نہیں کیونکہ قرآنِ مجید خود اپنے اچھے آباء کے راستے پر چلنے کا حکم فرماتا ہے:

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ ۔ (پ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۳۳)

بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء کا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ۔

خالق کائنات فرماتا ہے کیا تم اس وقت گواہ تھے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب تھا۔

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ۔ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ..... میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟

قَالُوْا نَعْبُدُ ..... بولے ہم عبادت کریں گے۔

اِلٰهَكَ ..... تمہارے خدا کی

وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ ..... اور تمہارے باپ دادا کے خدا کی

یعنی ہم اپنے آباؤ اجداد والا راستہ نہیں چھوڑیں گے' اسی پر چلتے رہیں گے۔

جب آباؤ اجداد والا طریقہ سچا طریقہ ہے تو اس پر طعنہ دیا جائے تو یہ قرآن مجید کی آیات کی خلاف ورزی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآنِ مجید میں ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآئِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ (پ۱۲، سورہ یوسف، آیت ۳۸)

''اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم' اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا''۔

میں نے اس کی اتباع کی جو میرے آباء کا دین' طریقہ' مسلک ہے۔

لہٰذا قرآنِ مجید برہانِ رشید واضح کر رہا ہے کہ یہ آیات مشرکوں' بتوں کے بارے میں ہیں اور مومنوں کے بارے میں نہیں۔ ان آیات میں مشرکین مکہ کی مذمت کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے کافر آباؤ اجداد کے بارے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ یہ آیات مسلمانوں کے بارے میں نہیں' انہیں تو اس پر فخر کرنا چاہیئے کہ ہماری کئی پشتیں اسلام میں گزری ہیں اور ہم اسی صراطِ مستقیم پر چلے جا رہے ہیں۔

اس بندے کو کیسی لذت محسوس ہوتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اسی صراط مستقیم پر ہوں۔ جس پر سب سے پہلے میرے محبوب علیہ السلام چلے تھے۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان غنی رضی

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اللہ عنہ' حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت سعد و سعید رضی اللہ عنہما' حضرت ابوذر و سلیمان فارسی رضی اللہ عنہما' حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما' حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ چلے اور اب ہم اسی صراطِ مستقیم پر چلے جا رہے ہیں۔

مثال نمبر ۵: محتشم سامعین حضرات! ایک مسئلہ شفاعت ہے اس کو بھی مفہوم بگاڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کی آڑ میں' ان کا مفہوم بگاڑ کر' صحیح العقیدہ مسلمانوں پر زیادتی کی جا رہی ہے۔ قرآنِ مجید کی وہ آیات جو بتوں اور بت پرستوں کے بارے میں ہیں وہ کھینچ کر مسلمانوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں۔ جیسے درج ذیل آیات:

(۱) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ (پ ۱۹، سورہ الشعراء، آیت ۱۰۰)

ہمارا تو کوئی شافع (سفارشی) ہی نہیں ہے۔

(۲) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (پ ۲۹، سورہ المدثر، آیت ۴۸)

تو انہیں شفاعت کرنے والوں (سفارشوں) کی شفاعت (سفارش) فائدہ نہ دے گی۔

(۳) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ (پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۴۳)

کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں۔

(۴) قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا (پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۴۴)

تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے۔

اے محبوب فرما دو شفاعت تو ساری اللہ کی ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اب یہ چار آیات مسلمانوں کے مجمع میں پڑھی جاتی ہیں اور مسلمانوں کو ہی کوسا جاتا ہے۔ خدا کی قسم! ان آیات میں ایک بھی ایسی نہیں کہ جس میں ایک فیصد بھی احتمال ہو کہ یہ مسلمانوں کے بارے میں ہیں۔ ہر آیت سے پہلے واضح طور پر کافروں کا ذکر موجود ہے اور ان کے بارے میں میں ہی کہا گیا ہے۔

(۱) فَمَالَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ۔ ہمارا تو کوئی سفارشی ہی نہیں

(۲) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ۔

کسی کافر کو کسی سفارشی کی سفارش فائدہ نہ دے سکے گی۔

(۳) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ۔

خالق کائنات فرماتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے مقابل اپنے سفارشی بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی یہ عبادت کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعاً

کسی بت کی کوئی شفاعت نہیں۔ شفاعت ساری اللہ کی ہے۔

محتشم سامعین حضرات! بڑی باریک بات ہے، ایک تو یہ کہ کس کی سفارش کی نفی ہے کہ وہ شفیع نہیں بن سکے گا۔ دوسری یہ کہ کس کے بارے میں شفاعت قبول نہیں ہوگی اور تیسری یہ کہ جو شفاعت کے قبول کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کون ہے؟

ان آیات کی روشنی میں یہ تین باتیں سمجھنا ضروری ہیں:

۱۔ کسی کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں مانی بھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ کسی کے بارے میں مانی جا سکتی ہے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۳۔ جو یہ عقیدہ رکھتا ہے اسکے بارے میں کیا حکم ہے۔

یہ تینوں باتیں سامنے لائیں گے تو ان آیات کے صحیح مفہوم کا پتہ چلے گا۔ اگر یہ باتیں سامنے نہ ہوں اور پھر ان کو مطلقاً پڑھا جائے تو مفہوم پر واردات ہو جائے گی پہلے یہ سمجھیں کہ:

۱۔ کسی بت کو شفاعت کا حق حاصل نہیں ہے۔

۲۔ کسی کافر کی سفارش نہیں ہو سکتی۔

۳۔ ان کے بارے میں سفارش کا عقیدہ رکھنا بھی گناہ ہے۔

اس کے برعکس

۱۔ اللہ والوں کی اللہ کی بارگاہ میں سفارش قبول ہے۔ انبیاء، اولیاء، صالحین، شہداء اور دوسرے کئی مقبول سفارشی اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے۔

۲۔ مومن کی سفارش ہو سکتی ہے۔

۳۔ یہ عقیدہ قرآنِ مجید کا عین حق عقیدہ ہے۔ کیسے؟ درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

آیت نمبر ۱: خالق کائنات فرماتا ہے:

مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۔ (پ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

کوئی اللہ کی بارگاہ میں سفارش نہیں کر سکتا وہ کون ہے جو کر سکتا ہے؟ فرمایا:

اِلَّا بِاِذْنِہٖ جو اذن والے ہیں۔

کسی بت کی، کسی طاغوت کی مجال نہیں کہ وہ اللہ کے پاس کسی کی سفارش کرے مگر

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

الا باذنہ 'ہاں وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے اذن کا تاج پہن رکھا ہے۔

آیت نمبر۲: پ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳ میں ہے:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔

اللہ کے پاس کسی کی کیا مجال ہے کہ کسی مجرم کی سفارش کرے' ہاں اللہ کی اجازت کے بعد کرلیں گے۔

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ اس کے اذن کے بعد کرلیں گے۔

معلوم ہوا کہ پہلی مذکورہ آیات کفار کے بارے میں ہیں۔ کافر شفیع اور اس عقیدہ کے بارے میں ہیں۔ لہذا کافر کی نہ کوئی سفارش کرے گا نہ اس کی مانی جائے گی اور نہ وہ عقیدہ رکھنا درست ہے۔ جبکہ مومن وہ ہیں کہ خالق کائنات نے ان کیلئے شفیع بھی بنا رکھے ہیں' ان کی شفاعت بھی قبول ہوگی اور اس عقیدے کو قرآن مجید نے اپنا عقیدہ قرار دیا ہے۔

غور کیجئے کہ اب وہ آیات پڑھی جائیں اور مسلمانوں کو سامنے رکھ کے' مسلمان کے سامنے بار بار یہ رَٹ لگائی جائے کہ کوئی نبی' ولی اس دن چھڑا نہیں سکے گا' کوئی نبی ولی کچھ نہیں کر سکے گا۔ کوئی دستگیر نہیں' کوئی حاجت روا نہیں' کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ قرآنِ مجید نے فرمایا کہ کوئی بت' طاغوت کچھ نہیں کر سکے گا لیکن جن کو اللہ نے اذن دیا ان کے جھنڈے لہرا رہے ہوں گے۔

بخاری شریف (رقم الحدیث ۷۴۴۰) و مسلم شریف میں ہے۔ نبی اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اختصاراً)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قیامت کے دن لوگوں کو روک دیا جائے گا۔ جس وقت وہ رکیں گے' وہ دوڑیں گے کہ کوئی ہماری سفارش کرے۔ سب کے پاس سے ہوتے ہوئے میرے پاس پہنچے گے۔

مسند امام احمد ۱/۲۸۲ میں ہے۔ آپ فرمائیں گے:

اَنَا لَهَا آج شفاعت کیلئے میں ہوں۔

سرکار فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ لَهٗ سَاجِدًا

(بخاری شریف کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی)

جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔

وہ شفاعت جس کی قرآن مجید میں بار بار نفی کی گئی ہے وہ اوروں کی بات ہے۔ یہ اذن والے ہیں۔

سرکار فرماتے ہیں:

فَیَدَعُنِیْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ۔

مجھے سجدے میں رکھا جائے گا۔ جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

پھر فرمائے گا:

اَرْفَعْ مُحَمَّدُ .....اے محمد! سر اُٹھاؤ

قُلْ تُسْمَعْ ..... بولو! جو بولو گے وہ سنا جائے گا۔

وَسَلْ تُعْطَهْ.....مانگو' جو مانگو گے دیا جائے گا۔

سوال کرو' جو سوال کرو گے عطا فرما دیا جائے گا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.....شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔

سفارش تو کرو، تمہاری سفارش مانی جائے گی۔

بخاری و مسلم دونوں میں حدیث شریف موجود ہے۔

سرکار فرماتے ہیں: حشر کے میدان میں ساری آنکھیں میری طرف اُٹھی ہوں گی، ہر ایک میرا منتظر ہوگا۔ حشر کے میدان میں جب سارے میری طرف بڑھیں گے۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہو گا
دلہن شفاعت بنے گی دلہا نبی علیہ السلام ہو گا
اِدھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے اُدھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان حوضِ کوثر یہیں وہ عالی مقام ہو گا
انا لہا کہہ کے عاصیوں کو لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو، نبی کو اپنا غلام ہو گا

سرکار ارشاد فرماتے ہیں میں سر اُٹھاؤں گا، اپنے رب کی وہ حمدیں (تسبیح) کروں گا جو خالق کائنات اسی وقت مجھے الہام فرمائے گا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اجازت عطا فرمائے گا اور میں کچھ لوگوں کو جہنم سے نکال لوں گا۔ میں انہیں جنت میں داخل کر کے لوٹوں گا۔ اپنے رب کو دیکھوں گا تو پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ مجھے سجدہ میں رکھا جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ یُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔

(بخاری شریف کتاب التوحید)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

سرکار فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کی ایسی تعریفیں بیان کروں گا جو مجھے میرے رب نے سکھائی ہوں گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی۔ اس طرح ایک بہت بڑی جماعت جنت میں داخل کر کے لوٹوں گا۔

تیسری مرتبہ پھر سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر خالق کائنات یہی فرمائے گا:

اے محمد! سر اُٹھاؤ' کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی' مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ قبول کی جائے گی۔

سرکار فرماتے ہیں ''کہ میں پھر اپنے رب کی ایسی تعریفیں بیان کروں گا جو مجھے سکھائی جائیں گی۔ پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی۔ جب میں انہیں جنت میں داخل کر کے واپس لوٹوں گا تو عرض کروں گا کہ اے میرے رب! جہنم میں تو کوئی باقی نہیں رہا''۔ سرکار فرماتے ہیں ''میں ان سب کو لے جاؤں گا جن کے دل میں میرا کلمہ موجود ہے''۔

حتی مَا یبقی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ۔

''وہی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا''۔

اور جس پر اس کے اندر ہمیشہ رہنا واجب ہے۔

خالق کائنات کے فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعاً۔

''ساری شفاعت اللہ کیلئے ہے''۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قابل غور بات یہ ہے کہ شفاعت کا مطلب' سفارش کرنا ہے۔ ساری سفارش اللہ کی ہے۔ اللہ نے کسی سے سفارش کرنا ہے کہ اس کو چھوڑ دو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتی۔ اللہ کے بندے سفارش کریں گے لیکن اللہ کی عطا سے۔ اللہ کی عطا بت پہ ہو نہیں سکتی۔ لہذا خالق کائنات کے فرمان کا صحیح مفہوم یہ ہوا کہ:

اے مشرکو! تم نے ان بتوں کو شفیع کیوں بنا رکھا ہے۔ کیونکہ شفاعت میری ہے اور جنہیں میں دوں گا وہی سفارش کر سکیں گے۔ لہٰذا شفاعت چاہو تو در رسول پہ آ جاؤ۔

سرکار کا وہ مقام بڑا اونچا ہے' جس نے ان کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالا ہے وہ بھی شفیع بنا ہوا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ ۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا حدیث نمبر ۱۰۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جس کے دو نابالغ بچے مر گئے وہ ان کے سبب جنت میں جائے گا۔"

جس کے دو بچے فوت ہو گئے تو خالق کائنات اس بندے کو ان دو بچوں کے کہنے پر جنت عطا فرما دے گا۔

فرط کیا ہے؟ فرط کسی کا وہ بیٹا یا بیٹی ہے جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائے جو آگے جا کے دستگیری کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میرا وہ امتی نہ گھبرائے جس کے دو بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئے۔ وہ جس دروازے سے بھی پہنچے گا وہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

وہیں کھڑے ہوں گے" (یا تو ان کو اتنا علم دے دیا جائے گا کہ جس دروازے سے وہ پہنچے گا وہ سامنے کھڑے ہوں گے یا پھر ایک لحاظ سے ان کو حاضر ناظر بنا دیا جائے گا)

بڑا بچہ تو بڑا ہے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا "کہ کچا بچہ بھی اللہ سے جھگڑ پڑے گا"

اَلسِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ (مصنف ابن شیبہ ۳/۳۵۴ دار الفکر)

یا اللہ! میری ماں دوزخ میں کیوں جائے۔ یہاں تک کہ وہ بچہ اپنی ماں کو جنت میں لے جائے گا اور اپنے باپ کو جنت میں لے جائے گا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس کے دو فرط ہوں گے وہ اس کو جنت میں لے جائیں گے۔ اللہ ان کی سفارش مان لے گا۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

مَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطَانِ

جس کے دو فرط نہ ہوں، ایک ہو یعنی ایک بیٹا یا بیٹی بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئے اس کا کیا بنے گا؟ تو سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ مُوَفَّقَةٌ (ترمذی حدیث نمبر ۱۰۶۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ وصف بیان کرتے ہوئے کہ اے نیکی کی توفیق دی گئی اور سوال کرنے کی توفیق بخشی گئی خاتون! جس کا ایک فرط ہے وہ ایک ہی اس کو جنت میں لے جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مزید پوچھا:

فَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِكَ۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت میں سے جس کا کوئی فرط نہ ہو؟

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ (ترمذی حدیث نمبر ۱۰۶۲)

جس کا کوئی نہیں اس کیلئے میں ہوں۔

اب فرط کا کیا معنی ہے؟

فرط وہ ہوتا ہے جو پہلے جا کے بندوبست کروا رکھے کہ مہمان پہنچنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پوری اُمت کا فرط ہوں۔

پہلے جا کر حشر میں سامانِ راحت تیار کراؤں گا۔ مشکلیں آسان کروں گا۔

ابن اثیر جذری کہتے ہیں:

انا فرطکم علی الحوض ای متقدمکم الیه (نہایہ ۳/۴۳۴ دار الفکر)

میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچوں گا۔

میں پہلے پہنچوں گا اور میرے اُمتی بعد میں پہنچیں گے۔

محتشم سامعین حضرات! میں نے ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ ان الفاظ کو تاثیر عطا فرمائے۔ آمین۔

==========

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

فیملی پلاننگ

فیملی پلاننگ کے حوالہ سے معیشت اور رزق کے معاملات کو بطور اہم عنصر پیش کیا جاتا ہے ہمیں بطور مسلمان رزق کے بارے میں اسلامی تصور اور دیگر چیزوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے ۔قرآن مجید میں فرمان ہے کہ خرچ اور نان ونفقہ کے بوجھ کی وجہ سے تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو خالق کائنات نے رزق کی نسبت اپنی طرف کی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اس سلسلہ میں کئی فرمان ملتے ہیں' اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی اپنے ساتھ نہیں رکھتے اللہ تعالی ان کو رزق دیتا ہے ۔حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے ''جبرائیل امین نے مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ کوئی جاندار چیز اس وقت تک نہیں مرے گی جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ کر لے لہٰذا اللہ تعالی نے جس کے لئے جتنا رزق رکھا ہے وہ مرنے سے پہلے ضرور لے گا اور وہ اپنا رزق مکمل کرنے کے بعد ہی فوت ہو سکتا ہے ۔ہمیں نہیں معلوم کہ جو رزق ہمیں مل رہا ہے وہ کس کے طفیل مل رہا ہے ۔اسلام مسلسل جدو جہد اور کوشش کا نام ہے لیکن رزق خالق کائنات دیتا ہے ہمیں معیشت کے خوف اور نان ونفقہ کے ڈر سے فیملی پلاننگ نہیں کرنی چاہیے ۔فیملی پلاننگ میں کچھ مراحل ایسے ہیں جن کی شرعی طور پر حمایت کی جا سکتی ہے ۔اور کچھ ایسے ہیں جو شرعاً جمہور کے نزدیک بالکل ممنوع ہیں ہم اس سوچ سے فیملی پلاننگ کو غلط سمجھتے ہیں کو لوگوں کے زیادہ ہو جانے سے اخراجات زیادہ ہو جائیں گے البتہ بعض اوقات بچے کی والدہ کی صحت پر غلط اثر پڑتا ہو اور اس کی صحت مسلسل کمزور ہوتی جا رہی ہو تو بچوں کی ولادت کے دوران وقفہ شرعی طریقہ سے کیا جا سکتا ہے ۔ خاندانی منصوبہ بندی کے ایک طریقے کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں یہ ایک طریقہ ہے جس سے بچوں کی ولادت میں وقفہ پیدا ہو سکتا ہے ۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی حسین وضاحت موجود ہے کہ تم ایسا طریقہ اپنا سکتے ہو کہ جو اللہ تعالی کا پیدا کردہ تولیدی نظام ہے وہ بھی متاثر نہ ہو اور تمہاری طرف سے بھی کوشش ہو جائے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہتا ہے ۔فیملی پلاننگ میں کوئی ایسا طریقہ کہ جس سے اللہ تعالی کا نظام معطل ہو جائے وہ اللہ تعالی کے نظام سے جنگ کی حیثیت رکھتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے اگر خالق کائنات نے کسی کی ولادت کو مقرر کر رکھا ہے تو

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہمیں اس میں دخل نہیں دینا چاہئے، فیملی پلاننگ میں ایسا بانجھ پن کہ جس کے بعد بچہ پیدا ہونے کا تصور ہی ختم ہو جائے۔ اس کے بارے میں جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے۔

عنقریب شائع ہونے والی کتاب

فحش کانوں کا عذاب

افادات

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

ناشر:

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قائد اہلسنّت، لوح تاریخ کا نقش افتخار

از: علامہ محمد اشرف آصف جلالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چمن اپنے دامن میں پھول لئے اتراتا ہے۔ صدف کا سرمایہ حیات گوہر ہوا کرتے ہیں۔ تاریخ کی متاع گراں مایہ اور ثروت بما پایہ عہد آفرین شخصیات ہوتی ہیں۔ ادوار و عہود کا آنگن انہیں سے نشاط آگیں ہوتا ہے اور معمورہ ہستی کی رونق افزائیوں میں انہیں کی جلوہ سامانیاں کارگر ہوتی ہیں۔ ایسے ہی سعادت افزا نفوس قدسیہ کی فہرست میں قائد اہلسنّت کا اسم گرامی منصۂ حقائق پے نظر آتا ہے۔ قائد اہلسنّت

ایک صداقت جو ہمیشہ جھوٹ سے پنجہ آزما رہی
ایک شجاعت جس سے باطل لرزہ براندام رہا
ایک روشنی جس سے اندھیرے مرعوب رہے
ایک فقر غیور جس کی دہلیز پر سلاطین اپنے زانو تہہ کرتے رہے
ایک خلوص جو مفادات کے چنگل سے آزاد رہا

ہاں وہی

ایک وفا شعار جس نے جفاؤں پے پیہم صبر کیا
ایک مرد قلندر جس نے بئس الفقیر علی باب الامیر کا پیغام زندہ کیا
ایک روشن خیال جس نے قوم پر خطرناک لمحات کی قبل از وقت نشاندھی کی
ایک عظیم قائد جس نے دورِ ابتلا میں سرمایہ ملت کی نگہبانی کی
ایک بلند ہمت جس کا حوصلہ کبھی پست نہیں ہوا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

آپ نے ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ کی بابرکات ساعات میں آنکھ کھولی ۔ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ امجد مبلغ اسلام حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی گھرانے میں روحانیت کے زیر سایہ آپ نے علمی مراحل طے کئے۔ قدرت نے آپ کو مقتدر صلاحیتوں کے عطیے بکثرت عطا فرمائے۔ سید عالم روح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے آپ کو خصوصی نیاز حاصل ہے۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ نیشنل عربک کالج میرٹھ اور الہ آباد یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ جب آپ نے درس نظامی کی تکمیل کی تو مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی' صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور سفیر اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم میرٹھی نے اپنے دستہائے مبارک سے آپ کے سر پر دستار فضیلت سجائی۔ آپ عربی، فارسی، انگریزی، سواحلی فرانسیسی وغیرہ بولنے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔

پاکستان کے ایوان سیاست میں آپ کا نام اس وقت گونجا جب ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں آپ قومی اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے۔ آپ کی سیاسی جدوجہد پاکیزہ مسلسل اور بہت طویل ہے۔ آپ نے جبر وستم کے کئی سمندر عبور کئے اور آمریت کے کئی طوفانوں سے بغاوت کی۔

آپ نے ارباب جبہ ودستار کو تازہ ولولہ بخشا اور اصحاب منبر ومحراب کے سامنے منزل کا تعین کیا۔ سیاست سے جاگیردارانہ تسلط ختم کرنے کیلئے باطل قوتوں کو للکارا۔ مسجد و مدرسہ اور خانقاہ کو قومی دھارے سے کاٹ کر دین کے صرف ایک پہلو میں محدود کرنے کی سامراجی سازش کو بے نقاب کیا اور نظام خلافت علی منہاج النبوۃ کی اہمیت پر زور دیا اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقیت اور افادیت سے قوم کو روشناس کروایا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

آپ نے یزیدی قوتوں کے مقابلے میں حسینی کردار ادا کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے خارزار سیاست میں قدم رکھا۔ آپ نے یہ فیصلہ ایک عظیم فریضہ کی ادائیگی کیلئے کیا ورنہ آپ سمجھتے تھے جس راہ پے میں چلنے والا ہوں۔ اس میں پھولوں کی کوئی سیج میرے زیر قدم نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسی گھاٹیاں مجھے عبور کرنا پڑیں گی جن میں خطرات ہی خطرات ہیں اور ایسی وادیوں سے میرا سامنا ہوگا۔ جن سے یہ آواز آرہی ہے۔

؎ کانٹوں کی زبان خشک ہے پیاس سے یارب
کوئی آبلہ پا وادی پرخار میں آئے

آپ کو راہ انقلاب میں واقعی طور پر بڑی پرخطر اور پر پیچ راہوں سے گزرنا پڑا مگر آپ جن سرمدی اصولوں کے ہمراہ میدان سیاست میں اترے تھے۔ انہیں کسی قدم پر داغ مفارقت نہیں دیا۔ حکومتی ترغیب و ترہیب' وزارتوں اور عہدوں کی پیشکش بھی آپ اور آپ کے راہنما اصولوں کے درمیان دوری نہ پیدا کر سکی۔ اگر انہیں اصولوں کی قربت بعض لوگوں کی آپ سے دوری کا سبب بنی۔

جلد ہی آپ کے نعرہ مستانہ کی صدائے بازگشت دور دور تک سنائی دینے لگی۔ آپ نے قوم میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ پیدا کی۔ اسی نظام کی جنگ آپ ایک طویل عرصہ سے لڑتے آرہے ہیں۔ آپ کا یہ نعرہ مستانہ سخت سے سخت حالات میں بھی آپ کے عزم صمیم کی تعبیر بنتا رہا۔ آپ نے متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی۔ مخالفین نے آپ پر حملے کئے، گولیاں برسائیں مگر آپ نے نظریے سے دست بردار ہونا تو درکنار ایک انچ پسپائی بھی منظور نہ کی اور مسلسل منزل کی طرف گامزن ہیں۔ آپ کی جرأت و استقامت نے گڑھی خیرو کے لاک اپ اور کراچی آر۔ سی۔ ڈی گراؤنڈ کی آتش و آہن کی تمازت کو یہی جواب دیا تھا۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آپ نے اپنے کارواں کو شہر شفاعت نگر کی طرف گامزن رکھتے ہوئے اپنی سیاست کا قبلہ گنبد خضریٰ کی طرف راست رکھا۔

دنیاوی مفادات کسے عزیز نہیں ہوتے مگر قائد اہلسنّت کی سیاست کی، سفید چادر پر ذاتی مفادات کا کوئی دھبہ نظر نہیں آتا۔ موجودہ دور جس کے بارے میں کہا گیا ہے:

دور جدید میں جسے چاہو خرید لو
انسان نے اپنے آپ کو اتنا گرا دیا

ایسے پُرفتن دور میں بھی بڑے بڑے سیاسی سوداگر آپ کے ضمیر کو خریدنے میں ناکام رہے۔ آپ کی طویل سیاسی زندگی کی حقانیت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آج کے ناہموار سیاسی میدان میں وہ حضرات بھی موجود ہیں جو اسوہ حسینی کو مشعل راہ بنائے ہوئے ہیں۔

قائد اہلسنّت آج بھی شبستان سیاست میں امید کی آخری کرن ہیں جیسا کہ آمریت اور کور جمہوریت کے تمام ادوار میں روشنیوں کے نقیب گردانے گئے ہیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ آپ ایک ملک گیر سیاسی و مذہبی جماعت کے صدر ہونے اور لاکھوں سنیوں کے دلوں کی دھڑکن ہونے کے باوجود کراچی صدر کے ایک سادہ فلیٹ میں زندگی بسر کر رہے ہیں مگر اس سادہ فلیٹ کے اس مکین سے محلوں کے تاجور کانپتے ہیں اور حق وصداقت کے اس شیر کی گرج سے کل بھی قصر شاہی لرزتا تھا اور آج بھی

آپ مذاکرات کی میز کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ حالات کا تجزیہ کرنے میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ عالمی بساط سیاست کی گتھیاں بڑے اچھے انداز میں سلجھاتے ہیں۔ قومی مسائل پر آپ کا نقطہ نظر ہمیشہ داد تحسین کا محور رہا ہے۔ آپ کی خاطر جوابی، برجستہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

گوئی اور شستہ انداز بیان نے غیروں سے بھی اپنا لوہا منوا رکھا ہے۔

گفتگو سے زور استدلال کے مظاہر چھلکتے نظر آتے ہیں۔ انداز بیان اتنا شستہ اور شیریں ہوتا ہے کہ عمومی گفتگو سے بھی سماعت کا جی نہیں بھرتا۔ پریس کانفرنسوں کو خطاب کرنے کا ان کا ایک منفرد انداز ہے۔ لاکھوں کے اجتماعات میں سامعین ان کی آواز ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں۔ آپ کی باریک اور دلکش آواز حاضرین پے پھولوں کی برکھا برساتی ہے۔ حق گوئی سینوں میں تمازت پیدا کرتی ہے۔ جب عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سوغات بانٹتے ہیں تو جذب و کیف کی دھنک میں رنگ بھر جاتا ہے۔ جب بے خودی کے عالم میں آیات قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو سامعین آنکھیں جھپکنا بھول جاتے ہیں۔ جب سنی نوجوانوں کو ماضی جھروکوں سے اسلاف کا نمونہ دکھاتے ہیں تو روشن مستقبل کی شاخ امید ہری ہو جاتی ہے۔

جب محراب گفتگو نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہیں تو انقلاب کی بجلیاں چمکنے لگتی ہیں۔ آپ کے انداز سخن کیلئے حالات کی سازگاری یا نامساعدگی ہوا کی موافقت یا مخالفت یکساں ہوتی ہے۔ آپ اپنا مؤقف غیروں کے جھرمٹ میں بھی بڑے اطمینان اور بھاری بھرکم انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کیلئے آپ نے فتنہ قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا، آپ نے مسلسل جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ پاکستان میں سوشل ازم کا راستہ روکنے کیلئے دستور میں پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دلوایا۔

آپ ایک بین الاقوامی مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے انداز تبلیغ میں قدرت نے کچھ ایسی تاثیر رکھی ہے کہ سینکڑوں غیر مسلم آپ کی دعوت و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ آپ کی تبلیغی کاوشیں پوری دنیا پر اپنے مظاہر پیش کر رہی ہیں۔ آپ کی تنظیم

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ورلڈ اسلامک مشن دنیا کے چوالیس ممالک میں دین اسلام کی ترویج کا ہدف لئے سرگرداں ہے۔آپ کے زیرنگرانی مختلف ممالک میں درجنوں مساجد، مدارس، کالج، لائبریریاں اور رفاہی ادارے کام کررہے ہیں۔اکابرین اہلسنّت حافظ الحدیث حضرت علامہ سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی' ملتان کے بے تاج بادشاہ مولانا حامد علی خاں 'غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمی، فقیہ اعظم حضرت مولانا نوراللہ نعیمی، استاذ الکل حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، اور حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی ایسے حضرات، آپ کی قیادت پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔یقیناً آپ لوح تاریخ کا نقش افتخار ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو عمر طویل عطا فرمائے۔آمین

ادارہ کی ایک اہم علمی و تحقیقی پیشکش

صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں؟

مؤلف:

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔فاضل بغداد یونیورسٹی)

ناشر:

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

فیضان مدینہ پبلیکیشنز کی مطبوعات

- فیصلہ کن مناظرے (جلداول)
- مختصر شرح سلام رضا
- قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ (جلداول، دوم)
- تبرکات عالمی مبلغ اسلام
- غیر مقلدین کو دعوت انصاف (چار جلد)
- سرور کونین ﷺ کی نورانیت و بشریت
- سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ
- علماء دیوبند کیلئے لمحہ فکریہ
- ۸ تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ

مرتبہ

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی۔ ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ملنے کا پتہ: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں نکے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ادارہ کی ایک نئی پیشکش

سرکارغوث اعظم اور آپ کا آستانہ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

ملنے کا پتہ : ☆ فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

☆ اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ۔ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

آئندہ منظر عام پر آنیوالی اہم پیشکش

مقالات ورسائل

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

ملنے کا پتہ : ☆ فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

☆ اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ۔ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
پی ایچ ڈی
بغداد یونیورسٹی

کی دیگر مطبوعات

- مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے؟
- صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں؟
- سرکار غوث اعظم اور آپ کا آستانہ
- فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات
- ایک نو مسلم کے سوالات کے جوابات
- امام اعظم ابو حنیفہ بحیثیت بانی فقہ
- مناظرِ کائنات حسنِ رسول اللہ ﷺ اور حدائق بخشش
- جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق
- توحید باری تعالیٰ
- میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
- فحش گانوں کا عذاب
- مقالات و رسائل
- مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

مکتبہ جمال کرم
9۔ مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور
Ph: 042-7324948
Mob: 0300-4205906

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

www.SirateMustaqeem.net

مفہومِ قرآن

بدلنے کی واردات

حصہ چہارم

افادات

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

پی ایچ ڈی بغداد یونیورسٹی

اویسی بک سٹال

0333-8173630

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاھداء

واقف رموز طریقت، چراغ بزم نقشبندیت، مظہر فیوض شیر ربانی

حضرت علامہ **میاں غلام اللہ** صاحب ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام جنہوں نے ہزاروں فسق و فجور میں مبتلا لوگوں کو راہ حق دکھایا۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

لاہور

www.SirateMustaqeem.net

(نوٹ) حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(قسط نمبر ۴)

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

(پ ۱۶، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۱۱۰)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ

لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ واتم برھانہ واعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور پرنور شافع یوم النشور، محسن انسانیت، اسوۂ آدمیت، قائد الانبیاء، محبوب کبریا احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیۂ درود وسلام عرض کرنے کے بعد۔

محتشم حضرات! آج ہماری گفتگو کا موضوع ''مفہوم قرآن بدلنے کی واردات'' ہے یہ موضوع ہم نے اس سے قبل تین قسطوں میں بیان کیا اور پہلی دو قسطیں کتابی شکل میں بھی شائع کی گئیں۔ آج یہ چوتھی قسط ہے۔

قرآنِ مجید برہان رشید کا فہم اس پر عمل کرنے کیلئے ضروری ہے جس کے حصول کیلئے کوشش بھی ہونی چاہیئے۔ قرآن مجید برہان رشید کی تبلیغ، اس کی تعلیمات کو عام کرنا، یہ اس وقت ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

بندۂ ناچیز خالق کائنات جل جلالہٗ کا بے حد مشکور ہے کہ ہم نے قرآن و سنت کے پروگراموں کے تسلسل کو بڑھاتے ہوئے یکم اپریل ۲۰۰۳ء سے دس اپریل ۲۰۰۳ء تک پتوکی میں تعلیم قرآن وسنت کے کورس کا اہتمام کیا۔ روزانہ نماز عشاء کے بعد 9 بجے سے 10:15 بجے تک ہماری کلاس ہوتی رہی اور اللہ کے فضل وکرم سے ہزاروں لوگوں نے قرآن مجید برہانِ رشید کی ہماری اس دعوت کو سنا۔ گذشتہ رات ہمارا آخری سبق تھا۔ پتوکی کمیٹی گراؤنڈ میں بہت بڑا اجتماع تھا جس میں ہم نے دسواں سبق مکمل کیا۔

قرآن وسنت کی دعوت ایک تحفہ ہے جس کو ہم پوری دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ میری دعا ہے خالق کائنات جل جلالہٗ اس اچھی تمنا کو بارآور فرمائے۔ نہ صرف

www.SirateMustaqeem.net

قرآن مجید کا سوز بلکہ صحیح مفہوم گھر گھر بانٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

''مفہوم قرآن بدلنے کی واردات'' اس موضوع کا تعارف تو یقیناً ان حضرات کو ہوگا جو اس سے قبل کی تین قسطیں سن چکے ہیں۔ قرآن مجید برہانِ رشید کا لفظی ترجمہ کرتے ہوئے قرآن مجید سے اپنا غلط مطلب نکالنے کی کوشش کرنا۔ یہ مفہوم قرآن پر واردات ہے۔

اس سے پہلے متعدد مثالیں ہم پچھلی اقساط میں بیان کر چکے ہیں۔ آج صرف ۲ آیات کے بارے میں گفتگو ہوگی جو کہ بڑے اہتمام سے پڑھی جاتی ہیں۔ بیان کی جاتی ہیں اور ان سے اپنا مطلب ثابت کیا جاتا ہے۔ ہم قرآنِ مجید کے اسلوب کو دیکھتے ہوئے یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ خالق کائنات کی حکمت کا اس میں تقاضا کیا ہے؟ وہ کیا ظاہر فرمانا چاہتا ہے اور کس اسلوب میں اس آیت کو سمجھنا اور بیان کرنا چاہیئے۔

سورہ کہف پ ۱۶، آیت نمبر ۱۱۰ میں ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ

اے محبوب تم فرمادو ظاہر صورت بشری میں میں تم جیسا ہوں، مجھے وحی آتی ہے۔

اور سورہ حٰمٓ سجدہ پ ۲۴، آیت نمبر ۶ میں ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ

تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے۔

اس سے قبل رمضان المبارک کے ''فہم دین کورس'' میں میں لفظ بشر کی تحقیق اور مسئلہ نورانیت پر اچھی خاصی گفتگو کر چکا ہوں۔ آج کی گفتگو صرف اور صرف اس

www.SirateMustaqeem.net

آیت کے اسلوب کے لحاظ سے ہے جو یہ معین کرے گی کہ بشر کا معنی کیا ہے؟ اور بشر سے یہاں مراد کیا ہے؟

کچھ لوگوں کے یہ آیت پڑھنے کا معمول ہے تا کہ اس سے یہ ثابت کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک سطحی انسان تھے، ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں، وہ کسی طرح کی نورانیت سے متصف نہیں، ان کی حقیقت نور نہیں۔ المختصر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرنے کیلئے اس آیت کو پڑھا جاتا ہے اور ترجمہ کیا جاتا ہے۔

آیت بھی صحیح ہے، ترجمہ بھی صحیح ہے مگر اس سے یہ مطلب نکالنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں، وہ نور نہیں۔ یہ قرآنِ مجید کے مفہوم پر ایک واردات ہے۔ خالق کائنات کی ان آیات کا ہرگز یہ تقاضا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں ہیں۔ ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ترجمہ ٹھیک ہے لیکن جو مطلب وہ لوگ ان آیات سے نکالنا چاہتے ہیں، اس سے نہ قرآن راضی ہے نہ صاحب قرآن راضی ہے اور نہ ہی خالق کائنات جل جلالہٗ راضی ہے۔

اسلوب کو دیکھ کر ہم سمجھیں گے کہ اصل مطلب ہے کیا؟

جہاں تک لغت کی کتب کا تعلق ہے۔ لغت کے امام ابن منظور کی لسان العرب کے مطابق:

اَلْبَشَرُ اَلْاِنْسَانُ (جلد۴، ص۶۰)

بشر کا معنی انسان ہے۔

یہ لفظ مذکر پر بھی بولا جاتا ہے اور مونث پر بھی

www.SirateMustaqeem.net

اَلْبَشَرَةُ ظَاهِرُ الْجِلْدِ (لسان العرب ۴/۶۰)

بشرا سے کہا جاتا ہے جو ظاہر الجلد ہو۔

یعنی جس کے بدن پر طبعی طور پر نہ اون ہو نہ پر ہوں۔

بشر کی تعریف لغت کی کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ بشر وہ ہوتا ہے جو مٹی کا بنا ہوا ہو، جس کی حقیقت خاک ہو یا بشر وہ ہوتا ہے جس کی حقیقت نور نہ ہو۔

لغت کے امام اسماعیل بن حماد جوہری نے لکھا ہے:

اَلْبَشَرَةُ وَالْبَشَرُ ظَاهِرُ جِلْدِ الْاِنْسَانِ (صحاح ۲/۵۹۰)

بَشَرَةٌ اور بَشَر انسان کی ظاہر جلد کو کہا جاتا ہے۔

تعریف کا تقاضا ظاہر الجلد ہونا ہے۔ خواہ اس کی حقیقت نور ہو یا خاک ہو۔ ہم جیسے خاکی پتلے ظاہر الجلد ہیں اور ہماری حقیقت مٹی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظاہر الجلد ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت اللہ کا نور مخلوق ہے۔

خالق نور اور ہے اور مخلوق نور اور ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تبارک وتعالیٰ سے یوں مختلف ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کوئی جزو نہیں، اس کا کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نور مخلوق نہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نور کہا جاتا ہے تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نور ہے۔ لہذا ان دونوں نوروں کے درمیان کوسوں میل اور زمین و آسمان سے زیادہ ہے۔ آپ کے نور ہونے کے باوجود اللہ کی ذات کے ساتھ کسی قسم کی کوئی شراکت ہے نہ مماثلت۔

محتشم سامعین حضرات! پہلی آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ جو سورہ کہف میں ہے اس سے پہلے کی آیت دیکھیں تو وہ صحیح مطلب سمجھ میں آئے گا جو آج سے صدیوں

قبل محدثین ومفسرین نے لکھا۔ برصغیر میں جب کچھ لوگوں نے اس سے اختلاف کیا' نور اور بشر کے مسئلے کو چھیڑا' اعتراض کیا' ہم اس وقت کی بات نہیں کرتے' ہم پیچھے تیسری' چوتھی' پانچویں صدی میں چلے جاتے ہیں' صحابہ کے عقائد دیکھ لیتے ہیں اور پچھلی صدیوں کے مفسرین کی تفسیریں پڑھ لیتے ہیں' ان میں سے ہر ایک کی سوچ وہی سوچ ہے جو آج سنی عقیدہ میں موجود ہے۔ پچھلی دس گیارہ صدیوں میں کوئی ایسی جڑ نہیں ملتی جس کا تعلق اس فکر کے ساتھ ہو جو آج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نورانیت کی نفی کرتی ہو۔

محتشم سامعین حضرات! اس آیت سے پہلے خالق کائنات کا یہ فرمان ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ۔

اے میرے محبوب! تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کیلئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوگی۔

یہ اس آیت کا ماقبل ہے کہ اے میرے محبوب آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ میرے رب کے کلمات اتنے زیادہ ہیں کہ سارے سمندر سیاہی بن جائیں' پھر بھی میرے رب کے کلمات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

قرطبی میں ہے کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی انہوں نے کہا:

كَيْفَ وَقَدْ اُوْتِيْنَا التَّوْرَاةَ (قرطبی ۵/۲/۴۳۹)

ہمارا علم تھوڑا کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ ہمیں ''تورات'' دی گئی ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

اس پر وہ سیخ پا ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں ''تورات'' آتی ہے' ہمیں بہت سے علوم آتے ہیں اور آپ ہمارے علم کو تھوڑا سا قرار دے رہے ہیں۔ اگر ہمارا علم تھوڑا ہے تو وہ کیا چیز ہے جس کو آپ علم کہہ رہے ہیں۔ اس کے جواب میں خالق کائنات نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے میرے محبوب انہیں سمجھاؤ تم تورات کی کچھ سطریں پڑھ کے سمجھتے ہو کہ سارا علم یہی ہے۔ ہم نے علم کے سمندر پی لئے ہیں۔ ان سے فرما دو کہ سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور میرے رب کے کلمات اس سیاہی سے لکھے جائیں تو وہ سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔

جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے علوم کا اظہار فرمایا تو ایک تصور اُجاگر ہو رہا تھا کہ وہ اتنے سارے علوم جن کے مقابلے میں تورات والوں کا علم قلیل ہے' وہ سارے علوم جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ خالق کائنات جل جلالہ نے نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے ہونگے' آپ ان کا تذکرہ فرما رہے ہیں تو پھر ان کے بارے میں پتہ بھی ہوگا' جانتے بھی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عاجزی کیلئے آپ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو:

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

میں ظاہری صورت بشری میں تم جیسا ہوں۔

معنی کیا ہوگا؟ فرمایا:

ای لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا يُعَلِّمُنِيَ اللّٰهُ (قرطبی ۵/۲/۴۳۹)

میں صرف وہ جانتا ہوں جو میرا رب مجھے عطا فرماتا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

ماقبل اور اسلوب کو پیش نظر رکھیں اور دیکھیں کہ یہاں سے پہلے کوئی ایسا دعویٰ ہی نہیں ہے کہ جس میں لوگوں نے کہا ہو کہ تم تو خدا کے نور ہو اور اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہو کہ نہیں، نہیں، میں تو نور نہیں ہوں، میں تو بشر ہوں۔ منکرین کے بقول خاکی ہوں۔

ماقبل میں کوئی ایسی بحث ہی نہیں چل رہی، کوئی ایسا دعویٰ ہی نہیں۔

ماقبل میں کوئی ایسا شان نزول ہی نہیں۔ بات ان کے علم کی ہو رہی تھی اور اللہ نے اپنے کلمات کی کثرت کا اظہار فرما دیا۔

چونکہ جس زبان سے اظہار ہوا، اس ذات سے اس علم کے ماننے اور جاننے کا نشان اُبھر رہا تھا۔ اس لئے خالق کائنات نے فرمایا کہ اے میرے محبوب اب اظہار عاجزی کرتے ہوئے فرما دو۔ میں خالق نہیں، مخلوق ہوں، بشر ہوں اس لئے میں صرف وہی جانتا ہوں جو میرے رب نے مجھے عطا فرمایا ہے۔

یہ تفسیر جو میں عرض کر رہا ہوں، امام طبری نے کی ہے جن کی وفات تین سو دس ہجری میں ہوئی۔

سرکار جو اعلان کر رہے ہیں کہ میں بشر ہوں، متقدمین مفسرین کے مطابق اس کا معنی کیا ہے؟ تفسیر طبری میں ہے۔

قُلْ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ مِنْ بَنِيْ آدَمَ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ (طبری ۹/۲/۵۰)

اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکوں سے کہہ دو، میں بنی آدم میں سے تمہاری مثل بشر ہوں۔ صرف وہی جانتا ہوں جو میرا رب مجھے سکھاتا ہے۔

میرا ذاتی کوئی علم نہیں، مجھے صرف وہی آتا ہے جو میرا خدا مجھے دیتا ہے اور وہ کتنا ہے؟ کتنا دیتا ہے؟ کس انداز میں ہے؟ اس کا کوئی دائرہ ہے؟ اس کا کوئی اندازہ ہے؟ اس کا کوئی پیمانہ ہے؟

فرمایا: فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی (پ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۰)

اس نے وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

اللہ نے اتنا دے دیا ہے، اتنا دے دیا ہے کہ اس کا کوئی پیمانہ ہی نہیں ہے۔ اس کا کوئی عدد ہی نہیں ہے کہ جس سے بیان کیا جا سکے۔

فرمایا: لوگو! خالق کائنات کی عطا کے بغیر میں کچھ نہیں جانتا، میں بشر ہوں خود نہیں جان سکتا مگر میرا خدا مجھے علم کے خزانے عطا فرمانے والا ہے۔

بشر کا یہ معنی کہ میں مٹی سے پیدا کیا گیا ہوں، صحابہ سے لے کر موجودہ صدی تک کسی محدث مفسر نے نہیں کیا۔ چیلنج کے طور پر یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی مفسر ایسا نہیں، کوئی محدث ایسا نہیں جس نے اس مقام پر کہا ہو کہ:

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی تفسیر یہ ہے کہ خُلِقْتُ مِنْ تُرَابٍ

لوگو! میں مٹی سے پیدا کیا گیا ہوں۔

میری حقیقت نور نہیں ہے۔ مجھے نور سے پیدا نہیں کیا گیا۔

پوری اُمت کی تاریخ چھان ڈالو۔ ایک مفسر کا بھی یہ قول نہیں ملے گا کیونکہ آیت انکار کر رہی ہے، ماقبل کا اسلوب انکار کر رہا ہے۔

خالق کائنات کا قرآن جس بحث کو آگے بڑھا رہا ہے وہ بحث علم کے لحاظ سے ہے۔ اللہ کے کلمات کی کثرت کے لحاظ سے ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

لہٰذا سرکار اپنی بشریت کا حوالہ دے کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ لوگو! اس زبان سے جو نکلتا ہے، خود نہیں اللہ کے دینے سے نکلتا ہے کیونکہ جو خود بولے، خود سارے کلمات کا علم رکھے، وہ الہ ہوتا ہے، وہ خالق ہوتا ہے۔ میں مخلوق ہوں، میں بشر ہوں، میں خود نہیں جانتا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے دینے سے جانتا ہوں۔ اس کی عطا سے جانتا ہوں، اس کی تعلیم سے جانتا ہوں۔

گویا کہ آپ فرما رہے تھے لوگو! میں جو بیان کرتا ہوں تم حیران ہوتے ہو کہ کہیں عرش کی بات ہے، کہیں کرسی کی بات ہے، کبھی جنت کا تذکرہ ہے، کہیں دوزخ کی خبر ہے۔ یہ ساری غیب کی باتیں جو میں بتاتا ہوں، میں خود نہیں جانتا، مجھے خالق نہ سمجھ لینا، مجھے الہ نہ مان لینا، میں الہ کا بندہ ہوں اور وہ مجھے عطا فرماتا ہے۔

اس میں کتنی عظمت ہے، کتنی فضیلت ہے۔

اسلوب بیان اس بات کو معین کر رہا ہے۔ آج جو شخص یہ مفہوم نکالنا چاہتا ہے کہ یہاں نورانیت کی نفی ہے۔ خدا کا قرآن، اس کا اسلوب بیان ایک فیصد بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن مجید کا اسلوب معین کر رہا ہے کہ جو بحث ماقبل میں چھڑی ہوئی ہے۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ میں بشر ہوں مطلب یہ بنا کہ میں خالق نہیں ہوں، الہ نہیں ہوں کہ خود یہ علم رکھوں، میں تو اس کا بندہ ہوں۔ وہ علم دیتا ہے تو میں بولتا ہوں۔

زمخشری متوفی ۵۳۸ھ نے اپنی تفسیر کشاف میں اس آیت کے بارے میں جس کو کچھ لوگوں نے آج اپنا وظیفہ بنایا ہے کہ سرکار کی نورانیت کا انکار کیا جائے، لکھا ہے کہ اس آیت کے بارے میں تو پاک محبوب علیہ السلام کا یہ فرمان ہے:

www.SirateMustaqeem.net

مَنْ قَرَأَ عِنْدَ مَضْجَعِهٖ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ كَانَ لَهٗ مِنْ مَضْجَعِهٖ نُوْرٌ يَتَلَاْلَاُ مِنْ مَضْجَعِهٖ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْر

جو شخص روزانہ سوتے وقت اس آیت کی تلاوت کرے' اسے اللہ نور عطا فرمائے گا جو اس کے بستر سے لے کر بیت المعمور تک چمکے گا۔

جس آیت کو آج کا کوئی گمراہ انسان سرکار کی نورانیت کی نفی کیلئے بول رہا ہے اس آیت کا تو اتنا بڑا فیض ہے کہ سرکار ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو اس کو روزانہ پڑھے گا اللہ اسے بھی نور عطا فرمادے گا''۔ اب پڑھنے والے کی نیت پر ہے کہ وہ اسے سرکار کی نعت سمجھ کر پڑھتا ہے یا بغض وعداوت سے پڑھتا ہے۔ یہ اللہ کا قرآن ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور فضیلت بھی۔

کتنی بڑی فضیلت ہے؟ فرمایا! میرا جو اُمتی رات کو یہ آیت پڑھ کر سوئے گا

كَانَ لَهٗ مِنْ مَضْجَعِهٖ نُوْرٌ

اس کیلئے نور ہوگا۔ کیسا؟

يَتَلَاْلَاُ

اس سے بیت المعمور تک فضا جگمگا اُٹھے گی۔

اس پڑھنے والے سے لے کر بیت المعمور تک جتنی فضا ہے' ساری نور سے روشن ہو جائے گی۔

یہ آیتِ بشریت تو خاکیوں کو بھی نور دے رہی ہے۔

فرمایا: جو اس آیت کو سونے سے پہلے پڑھے گا' اس کو اتنا نور ملے گا کہ بیت المعمور تک ساری فضا روشن ہو جائے گی۔ یہ کیسی روشنی ہے؟

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

فرمایا: حَشُوْذُ لِكَ النُّوْرِ مَلَائِكَةٌ يُّصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَسْتَيْقَظَ

(کشاف ۲/۵۰۱)

یہ فرشتوں کے چہرے کی روشنی ہے۔ان کے چہرے چمکتے ہیں۔ان کی روشنی ہے۔وہ کیوں آئے ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟

فرمایا: جو یہ آیت پڑھ کے سو جاتا ہے جب تک بیدار نہیں ہوتا' وہ فرشتے اس کی مغفرت کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

کیسا قصیدہ ہے اور کیسی اس میں عظمت ہے کہ سونے والے کو نور ملتا ہے' فرشتوں سے بیت المعمور تک فضا منور ہو جاتی ہے۔

یہ سو رہا ہے' اپنی نیند پوری کر رہا ہے مگر خالق کائنات جل جلالہٗ نے اس نور والی آیت کے صدقے میں اس کو ایسی نورانیت دی ہے کہ اللہ کے فرشتے اس کیلئے دعائیں کر رہے ہیں۔

میں نے مفہوم قرآن پر واردات کرنے والوں کے مقابلے میں اختصار سے یہ بات سامنے رکھی ہے اور پورے شرح صدر سے کہتا ہوں کہ قیامت تک کوئی اس اسلوب کا جواب نہیں دے سکے گا۔ کیونکہ اس سے قبل والی آیت کو اُٹھا کر کوئی دوسری جگہ نہیں رکھ سکتا۔ جب وہ آیت پڑھی جائے گی' پھر یہ آیت پڑھی جائے گی۔ جو اس کا اسلوب ہے اس کو مان کے ہی اس آیت کا مطلب بیان کیا جا سکتا ہے اور جو بھی اس اسلوب کو مان کے اس کا مطلب بیان کرے گا تو یہاں سے سرکار کی نورانیت کی نفی نہیں بلکہ عظمتوں کا ثبوت ہو جائے گا اور یہ علم کی بات ہے۔

امام بیضاوی متوفی ۷۹۱ھ اس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

www.SirateMustaqeem.net

لَا اَدَّعِی الْاِحَاطَۃَ عَلٰی کَلِمَاتِہٖ (بیضاوی ۳/ ۵۲۷)

''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات پر احاطہ کا دعویٰ نہیں کرتا''۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں:

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا معنی ہے آدَمِیٌّ مِثْلُکُمْ فِی الصُّوْرَۃِ

صورت میں میں تمہاری مثل ہوں۔ یعنی شکل انسانی میں ہوں۔

(روح البیان ۵/ ۳۰۹)

آیت نمبر۲: دوسری آیت حٰمٓ السجدہ آیت نمبر۶ میں ہے:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

اے محبوب! تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے

اب اس آیت کا ماقبل پڑھیں۔

''وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ وَ فِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ۔ (پ۲۴، سورہ حم السجدۃ، آیت ۵)

اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں''۔

ان لوگوں یعنی مشرکین سے جب سرکار نے کہا کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔ خدا کو ایک مان لو اور مجھے اس کا رسول مان لو۔ مجھ پر قرآن نازل ہوتا ہے۔ یہ الفاظ جو کہ فصاحت سے بھرے ہوئے ہیں، بلاغت سے لبریز ہیں اور بالکل عام فہم اور انہیں کی عربی زبان میں ہیں۔ جب انہوں نے یہ الفاظ سنے تو انہوں نے کیا کہا؟

www.SirateMustaqeem.net

قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔

ہمارے دلوں پر پردے ہیں اس لئے پتہ ہی نہیں چلتا کہ تم کیا بولتے ہو؟

قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ۔

ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو

آپ ہمیں جو دعوت دے رہے ہیں ہمیں تو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ آپ جو کچھ بولتے ہیں ہمیں تو اس کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ ہمارے دل تو یوں پردے میں ہیں جیسے کانوں کے اندر ڈاٹ دیئے گئے ہوں اور ان تک آواز ہی نہیں پہنچ رہی۔

وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ

ہمارے کانوں کے اندر ڈاٹ دیئے ہوئے ہیں۔

لہٰذا کوئی آواز اندر داخل نہیں ہوتی۔ آپ ویسے ہی تبلیغ کرتے رہتے ہیں آپ کی تبلیغ تو ہمارے دلوں تک پہنچتی ہی نہیں۔ یعنی وہ یوں اظہار کر رہے تھے جیسے کوئی انسان بھینس کے سامنے کھڑے ہو کر اسے تبلیغ کرنا شروع کر دے تو وہ آپ کی زبان سمجھے ہی نہ۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کی زبان اور ہے اور آپ کی زبان اور ہے۔

مشرکین اس طرح کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ کی حوصلہ شکنی ہو جب انہوں نے یہ کہا تو خالق کائنات نے فرمایا' انہیں کہو:

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

بیوقوفو! میں بھی تو انسان ہی بول رہا ہوں۔

میں بھی انسان' تم بھی انسان' تمہیں انسان کی سمجھ نہیں آتی کہ کیا بول رہا ہے۔ تم کہتے ہو' ہمیں تمہاری بات سمجھ نہیں آتی۔ میں کوئی فرشتہ تو نہیں بول رہا ہوں۔

www.SirateMustaqeem.net

اگر فرشتہ ہوتا تو تم اعتراض کرتے کہ ہمیں محسوس نہیں کرتے۔ آئے ہو تو پیکر کا پتہ نہیں چلتا۔ بولتے ہو تو صلصلۃ الجرس کی طرح آواز تو آتی ہے لیکن سمجھ نہیں آتی۔

میرا پیکر تمہارے سامنے ہیں میں بولتا ہوں کہ شہد کی مکھیوں جیسی بھنبھناہٹ کی آواز نہیں آتی بلکہ انسانی آواز میں بولتا ہوں۔

میں فرشتہ یا جن نہیں کہ تمہیں اس سے استفادہ کرنا ممکن نہ ہو۔ میں تمہیں توحید اور راست عمل کی طرف بلا رہا ہوں۔ ان دونوں پر عقلی اور نقلی دلائل دلالت کرتے ہیں۔

امام بیضاوی اَنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لَسْتُ مَلَكًا وَلَا جِنِّيًّا لَا يُمْكِنُكُمُ التَّلَقِّي مِنْهُ وَلَا اَدْعُوْكُمْ اِلٰى مَا تَنْبُوْ عَنْهُ الْعُقُوْلُ وَالْاَسْمَاعُ وَاِنَّمَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى التَّوْحِيْدِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِي الْعَمَلِ وَقَدْ يَدُلُّ عَلَيْهِمَا دَلَائِلُ الْعَقْلِ وَشَوَاهِدُ النَّقْلِ۔

(بیضاوی ۵/۱۰۶ مطبوعہ دار الفکر)

مطلب یہ بنا کہ میں فرشتہ نہیں ہو کہ جس سے تمہیں حاصل کرنا محال ہو۔ میں تو انسان ہوں جو تمہارے سامنے بول رہا ہوں۔ تم میں تو فرشتے سے حاصل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ استعداد و قابلیت ہی نہیں رکھی۔ فرشتے سے وحی حاصل کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ وحی کئی طرح سے آتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَحْيَانًا يَّاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ (بخاری حدیث نمبر ۲)

میرے پاس وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

کبھی وحی اس آواز کی طرح آتی ہے جیسے کسی پتھر پر کوئی زنجیر رگڑے جانے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے تو کبھی وہ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح کی آواز ہوتی ہے۔ اگر انسان کو خود اس آواز یا بھنبھناہٹ کی آواز سمجھنا پڑتی تو کبھی سمجھ نہ میں آتی۔

الم۔ اسے کبھی سمجھ میں نہ آتا کہ اس کا تلفظ کیا ہے؟

ذَالِکَ الْکِتَابُ ۔ اسے یہ کبھی سمجھ میں نہ آتے۔

یہ سرکار کی صلاحیت کا کمال ہے کہ جو گھنٹی یا شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز ہے اس سے کلام الٰہی کو سمجھا اور آگے سمجھایا ۔

فرمایا کہ کیا اب بھی تمہیں سمجھ نہیں آ رہی۔ میں کوئی فرشتہ تو نہیں ہوں جس کی آواز تمہیں سمجھ نہ آ رہی ہو۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ

لہٰذا یہ کیوں کہتے ہو کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی اور ہمارے کانوں میں پردے ہیں

بَیْنِنَا وَ بَیْنِکَ حِجَابٌ۔ (پ ۲۴، سورۃ حم السجدہ، آیت ۵)

آپ اور ہم میں کئی پردے ہیں۔

جن بھی اس فضا میں ہوتے ہیں اور فرشتے بھی موجود ہیں لیکن نہ ہمیں جن نظر آتے ہیں نہ فرشتے کیوں کہ درمیان میں حجاب ہے' پردے ہیں اور پردے بھی ہم سے پوشیدہ ہیں۔

وہ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ آپ کی تبلیغ کا ہم پر کیا اثر ہوگا' آپ کوئی اور مخلوق ہم کوئی اور کیونکہ آپس میں لینے دینے کی کوئی مناسبت ہی نہیں ہے اس لئے ہم فیض کیسے حاصل کریں اور آپ کیسے تقسیم کریں۔ لیکن انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ وہ محبوب ﷺ ہیں:

www.SirateMustaqeem.net

؎ اِدھر مخلوق میں شاغل اُدھر اللہ سے واصل
خواص اس بزرخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

یہ ہے ماقبل اور کہاں یہ بات کہ مدینہ شریف میں کوئی قوم پیدا ہوگئی ہو کہ جنہوں نے کہا ہو کہ ہمارے پیغمبر تو خدا کا نور ہیں اور اللہ نے یہ وحی کی ہو کہ انہیں فرماؤ

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ

یہ نور کی بات نہ کرو اور کہو کہ میں تو بشر ہوں۔

سورج مغرب سے طلوع ہوسکتا ہے مگر خدا کی قسم یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ ایسا شان نزول ہو۔

اس مقام پر اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ میں دوسری بات یہ تھی کہ فرمایا جو کچھ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں وہ ایسی نہیں ہے کہ عقول سے بالاتر ہو اور اس کی سمجھ نہ آئے میں جو کچھ بولتا ہوں اس پر عقلی دلائل بھی موجود ہیں۔

میں جو کہہ رہا ہوں کہ خدا ایک ہے' وہ موجود ہے' وہ زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ وہ بندہ جو عقل اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ تھوڑا سا بھی غور و فکر کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ زمین و آسمان کا نظام خود نہیں چل رہا۔ یہ موسموں کا بدلنا' یہ سورج کا وقت معین پر طلوع و غروب ہونا' یہ ستاروں کی انجمن کا مسکرانا' یہ چاند جیسے خوبصورت گیند کا آسمان جیسی وسیع و عریض گراؤنڈ میں ایک نظم و ضبط کے ساتھ چلتے رہنا۔ یہ سارا نظام کائنات انسانی عقل کو مجبور کرتا ہے کہ وہ خدائے واحد کو مان لے جس کے مقابلے میں کوئی دوسرا خدا نہیں کہ اس نظام کائنات میں گڑبڑ پیدا کر سکے

گویا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' میں انسان ہوں اور جو

www.SirateMustaqeem.net

بات کرتا ہوں وہ انسانی عقل کے مطابق ہے۔ میں جس بات کی دعوت دے رہا ہوں وہ ایسی نہیں کہ اس کو سمجھنے کیلئے کسی ملک (فرشتہ) کی ضرورت ہو یا ملکوتی طاقت کی ضرورت ہو۔ میری دعوت تمہاری عقول سے بالا نہیں ہے''۔

عقول کے مطابق ہے۔ لہذا فرمان ہوا:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ

یعنی اے لوگو! میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ تمہاری عقل سے ماوراء صلاحیتوں کے باوجود تمہیں تمہاری عقل کی رسائی کے مطابق پیغام دے رہا ہوں۔

اس مقصد کی وضاحت کیلئے مزید چند تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

تفسیر قرطبی میں ہے:

ای لَسْتُ بِمَلَكٍ بَلْ اَنَا مِنْ بَنِیْ آدَمَ (قرطبی ۸/۲۰۳)

میں فرشتہ نہیں ہوں (کہ میری باتوں کی تمہیں سمجھ نہ آئے) بلکہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوں۔

تفسیر ابن جریر میں ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے:

قُلْ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ لِهٰؤُلَاءِ الْمُعْرِضِيْنَ عَنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَوْمِكَ اَيُّهَا الْقَوْمُ مَا اَنَا اِلَّا بَشَرٌ مِنْ آدَمَ مَثَلُكُمْ فِي الْجِنْسِ وَالصُّوْرَةِ وَالْهَيْئَةِ لَسْتُ بِمَلَكٍ ۔ (ابن جریر ۱۲/۱۱۶)

اے رسول صلی اللہ علیک وسلم اپنی قوم کے ان لوگوں سے فرما دو جو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اعراض کرنے والے ہیں کہ میں بنی آدم میں سے انسان ہوں۔ جنس، صورت، ہیئت میں تمہاری مثل ہوں، میں فرشتہ نہیں ہوں۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

کشاف میں تو ماقبل کے لحاظ سے معنی کو بالکل واضح کر دیا گیا ہے۔

صاحب کشاف نے سوال کیا "اس آیت اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کا مَا قبل "وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکِنَّۃٍ سے تعلق کیا ہے؟"

جواب میں کہا "قُلْتُ مِنْ حَیْثُ اِنَّہٗ قَالَ لَھُمْ اِنِّیْ لَسْتُ بِمَلَکٍ وَ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" (کشاف ۳/۴۴۳)

تم یہ کیوں کہتے ہو کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان حجاب ہوں کیونکہ میں فرشتہ نہیں ہوں تو تمہاری مثل بشر ہوں۔

تمہاری پردوں والی بات غلط ہے۔

قرآنِ مجید برہانِ رشید کے اسلوب نے کس انداز سے اس آیت کے صحیح مفہوم کو واضح کر دیا۔ جو لوگ یہاں فکری واردات کرتے ہیں ان کے پاس ایسا کوئی شان نزول اور اسلوب موجود ہی نہیں۔

قرآنِ مجید کی آیت "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" پڑھے گا اسے قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکِنَّۃٍ پڑھنا پڑھے گا کہ کیا موقع تھا' بات کیا تھی' ضرورت کیا تھی؟

اسکول میں ایک استاد پڑھاتا ہے۔ کوئی طالب علم استاد سے اپنے گھر کا خرچ مانگے اور وہ استاد کہے میں تو صرف استاد ہوں۔ اب اس کا پس منظر چھوڑ کر یہ بات اس طرح بیان کی جائے کہ وہ کہتا ہے کہ میں کسی کا باپ نہیں' میں کسی کا بیٹا نہیں' میں کسی کا مرزوق نہیں' میں تو صرف استاد ہوں۔ اب اس پس منظر کو دیکھنا پڑے گا کہ وہ کس لحاظ سے کہہ رہا تھا کہ میں صرف استاد ہوں۔ نہ یہ کہ وہ ساری جہات کے لحاظ سے اعلان کر رہا تھا کہ میں اور کچھ بھی نہیں ہوں۔ میں نہ کسی کا باپ ہوں نہ بیٹا۔ میں تو

صرف استاد ہوں۔ جب پس منظر اور اسلوب کو دیکھا جائے گا تو صحیح بات کا پتہ چلے گا سرکار مدینہ جو فرما رہے ہیں کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (میں تو محض بشر ہوں) اس کا پتہ کرنا پڑے گا کہ کس موقع اور کس کے جواب میں فرما رہے ہیں۔

آپ رسول ہیں، ختم المرسلین بھی ہیں، صاحب قرآن بھی ہیں، والشمس اور والضحا بھی ہیں۔ یٰسین اور طٰہٰ بھی ہیں۔ بشیر اور سراج منیر بھی ہیں۔ آپ بے شمار صفات سے متصف ہیں۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں کہ میں صرف بشر ہوں اور کچھ بھی نہیں ہوں۔

لہٰذا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ میں جو حصر کیا کہ میں صرف بشر ہوں تو دیکھنا پڑے گا کہ ماقبل میں بات کیا ہو رہی تھی؟

اب یہ جو بشری لباس کا اظہار فرمایا ہے تو اس سے خالق کائنات نے ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی نفی نہیں کی ہے۔ یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہی نہیں ہے۔ اگر یہ بھی بشر محض ہیں تو دوسرے بشروں کا صلصلۃ الجرس سے ذالک الکتاب سمجھ کیوں نہیں آتا؟

اگر یہ بھی عام بشروں کی طرح محض بشر ہیں تو پھر درمیان میں فرشتے کی کیا ضرورت ہے؟ رسول کی کیا ضرورت ہے؟ ہر بشر وہ آزواز سمجھ لے، وہ بھنبھناہٹ سمجھ لے، یہ سمجھنے کی صلاحیت اور استعداد صرف پیغمبر میں ہوتی ہے۔

وحی کے نزول کے وقت دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے کہ یا تو فرشتہ عبدیت میں آتا ہے یا پیغمبر علیہ السلام ملکوتیت میں چلے جاتے ہیں اور مناسبت قائم ہو جاتی ہے۔ اس طرح فیض حاصل کر کے آگے مخلوق کو تقسیم فرما دیتے ہیں۔

محتشم سامعین حضرات! اسلوب کو ذہن میں رکھئے' یہ صرف اسلوب کے لحاظ سے بحث ہے۔ باقی احادیث' صحابہ کرام کے اقوال' آئمہ لغت کی تصریحات جو آپ کی نورانیت سے متعلق ہیں' وہ ایک مستقل باب ہے۔ پورے قرآن مجید میں آپ کو کوئی مقام ایسا نہیں ملے گا کہ جس سے آپ کی نورانیت کی نفی ثابت ہوتی ہو بلکہ جس کو وہ اپنے دعویٰ میں پیش کریں گے وہیں سے آپ کی نورانیت ثابت ہو جائے گی۔

اس مقام پر تیسرا اہم مرحلہ یہ ہے کہ مفسرین نے اس کو تواضع قرار دیا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اظہار تواضع کیلئے یہ حکم دیا کیونکہ آپ کے معجزات وکمالات ایسے تھے کہ خدشہ تھا کہ لوگ عیسائیوں کی طرح کہیں آپ کو بھی الہ ماننا شروع نہ کر دیں۔ اس لئے اظہار تواضع کیلئے اس بات کو ظاہر کرتے تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میرے ہاتھ پھیرنے سے آنکھیں درست' زخم مندمل' ٹوٹے اعضاء جڑ جاتے ہیں۔ میرے اشارے پر درخت جڑ سے اکھڑ کر دوڑے آتے ہیں۔ چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اور سورج واپس پلٹ آتا ہے۔ جانور میری گواہی دیتے ہیں' کنکریاں میرا کلمہ پڑھنے لگتی ہیں۔ پتھر مجھے سلام عرض کرتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا کہ میں کسی لحاظ سے بھی الہ نہیں ہوں' الہ کا بندہ ہوں۔

اب معترض یہ ہے کہ جب سرکار نے خود اپنے آپ کو بشر کہا' قرآن مجید نے بشر کہا' تو ہمارے بار بار بشر کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ مخالف کیمپ کی سوچ ہے۔ یاد رکھیں کہ ایک لفظ جو بطور عاجزی بولا جاتا ہے۔ اس کا اظہار دوسروں کیلئے درست نہیں۔ آپ ایک بزرگ شخصیت کے پاس گئے' ان سے کہا کہ میرے لئے دعا کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں تو بڑا گنہگار بندہ ہوں ' میں آپ کیلئے کیا دعا

کروں ۔ یہ ان کا تو اظہار عاجزی ہے لیکن آپ سن کر اشتہار چھپوا کر لگوا دیں کہ وہ فلاں گنہگار صاحب آ رہے ہیں ۔تو کیا یہ کہنا جائز ہوگا ؟ کیا عقل اس کی اجازت دیتی ہے؟ کسی کا خود اپنی زبان سے گنہگار کہنا اور ہے اور آپ کا اس کو اخبار بنا لیا اس کا اور مطلب اور حیثیت ہے ۔ جب مفسرین نے اس سے اظہار تواضع مراد لیا ہے جیسا کہ اس آیت کی تفسیر میں قرطبی میں ہے:

قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی التَّوَاضُعَ (قرطبی ۸/۳۰۳)

حسن نے کہا یہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ تواضع ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی ہے۔

تو پھر تواضع کا تقاضا ہے کہ آپ خود تو یہ بولیں مگر ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم بھی بار بار انہیں اس بات کا حوالہ دیں کہ آپ بھی ہمارے ہی جیسے ہیں (معاذ اللہ) اور اصرار کریں کہ بس یہی ان کا مرتبہ ہے اور کچھ بھی نہیں ۔ وہ ہم جیسے ہی ہیں ۔ وہ بس معاذ اللہ ڈاکیے کی طرح ہیں ۔ انہیں کچھ اختیار نہیں، انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ۔ اس طرح کی بکواسات اسی وجہ سے ہیں کہ ان کے مقام کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔

یاد رکھیں کہ یہاں یہ باتیں بڑی قابل غور ہیں۔

جو شخص یہ آیات پڑھتا ہے، اسے کیوں پڑھتا ہے؟ اس پڑھنے کے پیچھے محرک کیا ہے؟ درس دیتا ہے تو اسی موضوع پر دیتا ہے ۔تقریر کرتا ہے تو اسی موضوع پر کرتا ہے۔ جہاں بیٹھتا ہے یہ آیات پڑھتا ہے۔ کیوں یہ کرتا ہے؟

اگر محرک یہ ہو کہ لوگوں کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ وہ انسان تھے یا الہ؟

اس کے جواب میں ضرورت کے تحت یہ بولنا کہ وہ انسان ہیں، بشر ہیں، اس

www.SirateMustaqeem.net

بولنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس کی ضرورت ہے ہی نہیں کیونکہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ وہ فرشتہ یا جن نہیں تھے بلکہ انسان تھے۔ وہ خدا نہیں خدا کے بندے ہیں۔ کسی نے یہ جسارت نہیں کی کہ انہیں الہ یا الہ کا جزو کہے' انہیں خالق کائنات یا خالق کائنات کا بیٹا کہے۔

اگر محرک یہ ہے کہ لوگ انہیں مافوق الفطرت انسان سمجھتے ہیں ہر ایک کے دل پر ان کا ایک بلند و مقام نقش ہے۔ اور ہم نے کوشش کر کے انہیں ایک سطحی انسان ثابت کرنا ہے' وہ بھی ہم جیسے ہیں ' ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔ اس نیت سے اگر کوئی قرآن پاک کی آیات پڑھتا ہے تو میں کہتا ہوں ہو سکتا کہ اسے ایک حرف پر دس نیکیاں ملنے کی بجائے سو گناہ اس کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں۔

ایک محرک یہ ہے کہ جب ایک لفظ ہے تو بولنے میں کیا حرج ہے؟

کوئی لفظ ہوتا ہے لیکن بولا نہیں جاتا۔ کیا یہ سب کا عقیدہ نہیں کہ خنزیروں کا خالق بھی اللہ ہے۔ لیکن کیا کسی نے اللہ کی تعریف کرتے ہوئے کبھی یہ کہا ہے۔

اَحْمَدُکَ یَا خَالِقَ الْخَنَازِیْر

اے خنزیروں کے خالق میں تیری تعریف کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ خنزیروں کا بھی خالق ہے لیکن تعریف تو یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب' میں تیری تعریف کرتا ہوں۔

یاد رکھیں! آیات حق ہیں' پڑھنا بھی حق ہے مگر تلاش کرو محرک کیا ہے؟ اس کے پیچھے سبب کیا ہے؟

اگر ایسا موقع کبھی پیدا ہو جائے کہ کوئی شخص ڈٹا ہوا ہے کہ وہ خدا ہیں' الہ ہیں

www.SirateMustaqeem.net

۔ پھر آپ یہ آیات پڑھیں کہ وہ الٰہ نہیں بلکہ بشر ہیں' انسان ہیں لیکن ایسا کوئی جھگڑا چل ہی نہیں رہا۔ ان کو انسان ماننا یہ ایمان کی شرط اوّل ہے۔ اس کے بغیر دین آ ہی نہیں آ سکتا۔ مگر وہ جو انسان کامل ہیں' اپنی منحوس شخصیتوں کے ساتھ ان کی مماثلت اور ہمسری کرنا' یہ ہرگز ایمان کا تقاضا نہیں ہے۔ یہ گستاخی ہے' توہین ہے۔

اگرچہ ان کا عظمت والا بشر ہونا' ان کی فضیلت ہے لیکن اس کے بیان کا موقع ہونا چاہیئے' انداز ہونا چاہیئے' بیان کے سبب کا پاک ہونا چاہیئے' نیت کا صاف ہونا چاہیئے۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ خنزیروں کا خالق ہے مگر اس کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو رسولوں کا خدا ہے' جو پیغمبروں کا خدا ہے' جو صدیقوں کا خدا ہے' جو شہیدوں کا خدا ہے' جس نے بندۂ مومن کو ایمان دیا' تقویٰ دیا' جو کھانے کو دیتا ہے' پینے کو دیتا ہے۔ جو رب ہے' رحیم ہے۔ اس کی ہزاروں صفات اور بھی ہیں' انہیں ذکر کیا جائے گا۔

آج کے وہ لوگ جو ان آیات کی بار بار رٹ لگاتے ہیں ان کا محرک یہ ہے کہ وہ شیطان سے معاہدہ کر بیٹھے ہیں کہ (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹانا ہے۔ اگر ہم اپنی طرف سے کچھ کہیں گے تو لوگ نہیں مانیں گے۔ قرآن پاک کی آیات کا غلط استعمال کر کے ان کی عظمت کو عام سطح پر عام انسان کے برابر کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن :

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے' نہ مٹے گا یہ چرچا تیرا

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

اب لفظ بشر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کو کم کرنے، گھٹانے کیلئے استعمال کرنا، یہ مفہوم قرآن پر واردات ہے اور حق بیان کرنے کیلئے اسے بیان کرنا یہ قرآن مجید کا اپنا تقاضا ہے۔

میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ ہمیں قرآن وسنت کا صحیح فہم عطا فرمائے اور اسے آگے تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تبرکات عالمی مبلغ اسلام

حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی بی ایڈ/ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ملنے کا پتہ:

فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

مردِ حق آگاہ حضرت میاں غلام اللہ صاحب ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

از: علامہ محمد اشرف آصف جلالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وہ اولیاء کرام ہی ہیں جنہوں نے برصغیر پاک و ہند کے سوئے ہوئے ضمیر کو بیدار کیا اور سرزمین ہند میں سجدوں کی تخم ریزی کی۔ انہیں کی آہ صبحگاہی کے سوز نے انسانی قلوب واذہان کو مسخر کیا اور شبستان ہند کو ایوان صبح بنا دیا۔

واقف رموز طریقت، چراغ بزم نقشبندیت، مظہر فیوض شیر ربانی، ثانی لاثانی حضرت قبلہ میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے ہی عظیم لوگوں میں سے ہوتا ہے۔ آپ ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء کو گہوارہ معرفت شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم شریف حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب کی عمر ابھی پانچ سال ہی تھی کہ والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ آپ کی تمام تر پرورش بردار اکبر شہباز طریقت برہان شریعت حضرت شیر ربانی قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ہوئی۔

آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کر لینے کے بعد طبیہ کالج لاہور سے حکیم حاذق کا کورس کیا۔ ابتداءً ملازمت بھی اختیار کی۔ لیکن حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ان باتوں کو ناپسند کیا۔ وہ آپ کو ایسا معالج بنانا چاہتے تھے جس کی نگاہ سے مردہ دلوں کو حیات نصیب ہو اور غفلت شعاروں کو ذوق طاعت میسر ہو، آپ کو ان کیفیات کا امین بنانا چاہتے تھے جن سے بندے کو قرب ایزدی کی چاشنی ہر وقت محسوس ہوتی ہے۔ وہ آپ کو ایسی ردائے

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

فقر دینا چاہتے تھے جس کے سامنے شہنشاہوں کے تاج ماند پڑ جائیں۔ چنانچہ یوں ہی ہوا حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کے زیر سایہ ایک روحانی کردار کے خدوخال عجیب شان سے ابھرے۔

برگ گل پہ رکھ گئی شبنم کا موتی بادِ صبح
اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ چنانچہ آپ نے حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جانشینی کو اہل بھی بنایا اور خلافت بھی عطا فرمائی۔ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس امانت کی حفاظت اور اس کی برکات کو بانٹنے میں حق ادا کیا۔ کتنے ایسے لوگ تھے جو صراط مستقیم سے ناآشنا زندگی بسر کر رہے تھے۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں راہ حق کا راہی بنا دیا۔ کتنے ایسے افراد تھے جو فسق و فجور میں مبتلا رہتے تھے آپ نے انہیں دولت تقویٰ کے لحاظ سے صاحب نصاب بنا دیا۔ آپ نے قرآن وسنت کا نور پھیلانے کیلئے جامعہ حضرت میاں صاحب قائم کیا۔ جہاں سے گراں قدر علماء کرام تیار ہوئے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا اور مسلمانان برصغیر کی راہنمائی فرمائی۔

۷ ربیع الاوّل شریف ۱۳۷۷ھ، ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو آپ کا وصال ہوا اور حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کے عظیم مشن کو آپ کے بلند ہمت فرزندان نے آگے بڑھایا۔ آپ کے فرزند اکبر حضرت میاں غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے اور آپ کے دوسرے فرزند حضرت میاں جمیل احمد صاحب زید مجدہٗ علالت طبع کے باوجود بہت سے دینی، مسلکی، ملی، تبلیغی، علمی اور روحانی امور کو ایک تحریک کی صورت میں آگے بڑھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

مفہومِ قرآن

بدلنے کی واردات

حصہ پنجم

افادات

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

پی ایچ ڈی بغداد یونیورسٹی

اویسی بک سٹال

0333-8173630

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(قسط نمبر ۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِنَا نَبِيِّ الرَّحْمَةِ
وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ م بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ۔
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَاىَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِىْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ
يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِىْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

www.SirateMustaqeem.net

مَـوْلَایَ صَـلِّ وَ سَـلِّـمْ دَائِـمًـا اَبَـدًا
عَـلٰـی حَبِیْبِکَ خَیْـرِ الْـخَـلْـقِ کُـلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ واتم برھانہ واعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور سرور کائنات ،مفخر موجودات، زینت بزم کائنات، دستگیر جہاں، غمگسار زماں، سید سروراں ، حامیٔ بیکساں، قائد المرسلین، رحمۃ للعالمین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا کروڑوں مرتبہ شکر ہے کہ اس نے ہمیں صحت وعافیت کے ساتھ رمضان المبارک کے عشرہ رحمت میں بندگی کی توفیق بخشی اور آج ہم اس کے فضل وکرم سے عشرۂ مغفرت میں پہنچ چکے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ مغفرت کے اس ماحول میں ہم سب کو مغفرت عطا فرمائے۔ (آمین)

محتشم سامعین حضرات! آج ہمارے خطبہ جمعہ کا موضوع ہے۔

''مفہوم قرآن بدلنے کی واردات''

اس سے قبل اس موضوع کی چار قسطیں پیش کی جا چکی ہیں۔ جن میں سے دو کتابی شکل میں بھی آ چکی ہیں۔ یہ اس سلسلے کی پانچویں قسط ہے۔ موجودہ حالات میں قرآن فہمی کے لحاظ سے یہ تقاریر نہایت اہم ہیں۔

یقیناً آپ کے ذہنوں میں پہلی تقاریر کا خاکہ موجود ہوگا۔ ایک ہے قرآن مجید برہانِ رشید کے الفاظ کا ترجمہ غلط کرنا اور دوسرا ہے ترجمہ صحیح کر کے مفہوم غلط نکالنا۔ اگرچہ ان لوگوں کی ترجمہ کی غلطیوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے لیکن اس سے مفہوم غلط نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کلام کا رُخ تبدیل کرتے ہیں، کلام کے

www.SirateMustaqeem.net

مخاطب میں تبدیلی لاتے ہیں۔ پہلی تقاریر میں بھی کافی مثالیں پیش کی گئی تھیں اور آج کی تقریر میں بھی چند مزید آیات سے ان کی واردات کو ظاہر کیا جائے گا۔

قرآنِ مجید برہانِ رشید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین طبقات کا ذکر جس انداز میں کیا ہے آج کچھ لوگ قرآنِ مجید پڑھ کر ان تینوں طبقات کے درجات قرآن مجید میں جس حیثیت سے موجود ہیں، اس کے برعکس لوگوں کو ان کا غیر تحقیقی تعارف کرواتے ہیں۔ ایک طبقہ مومنین کا، دوسرا مومنین میں سے اولیاء کرام کا اور تیسرا انبیاء و رسل علیہم السلام کا گروہ ہے۔ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انسانیت میں سب سے زیادہ شرافتیں اور عظمتیں عطا فرمائیں۔

قرآنِ مجید برہانِ رشید کی آیات، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آثار اور پوری اُمت مسلمہ کے اسلاف کے اقوال ان شخصیات کا وہ تعارف پیش نہیں کرتے جس طرح کہ ایک مخصوص گروہ اپنے افکار اور آراء کا اظہار کرتا ہے اور دن بدن مزید سختی آتی جارہی ہے۔ ان لوگوں میں کسی قسم کی کوئی شرم وحیاء باقی نہیں رہی کہ سوچیں کہ ہم کن نفوس کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ اتنے بھاری بھاری الزامات اور گندی گالیاں ان شخصیات کو دی جاتی ہیں۔

صحیح العقیدہ مسلمانوں کو کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ معاذ اللہ مشرکین مکہ سے زیادہ شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ تاریخ کے اس نازک موڑ پر ہمارے لئے نہایت ضروری ہوگیا ہے کہ ہم پوری طرح فہم قرآن حاصل کرتے ہوئے خود بھی محفوظ رہے اور اپنے بھائیوں کو بھی اس واردات اور حملے سے محفوظ رکھیں جو کہ قرآن مجید کی آڑ میں مسلمانوں پر کیا جارہا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

محتشم سامعین حضرات! قرآن مجید کی آیات کے مفہوم میں واردات کرنے والوں کے لٹریچر میں جو پاکستان میں اور حجازِ مقدس میں حج کے موقع پر تقسیم کیا جاتا ہے، آپ کو مومنین کے لحاظ سے یہ آیت ملے گی۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ (پ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۱۰۶)

''اور ان میں سے اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے''۔

اس آیت کا ترجمہ تھوڑے سے مترادف الفاظ کے ساتھ ہر ایک نے یہی کیا ہے لیکن جو مفہوم وہ اس سے اخذ کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی رضا کے بالکل برعکس ہے۔ یعنی قرآن مجید نے جن لوگوں کے بارے میں یہ بات کہی ہے وہ لوگ جو مومنین کو مشرک بنانے کے عادی ہیں وہ اس آیت کو ان لوگوں سے ہٹا کر یا ساتھ شامل کر کے مومنین پر بھی چسپاں کر رہے ہیں۔ مومنین کو بھی انہیں میں شامل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہرگز ہرگز اس مقام پر مومنین کو اپنے خطاب کا حصہ نہیں بتایا لیکن مفہوم قرآن پر واردات کرنے والے اس آیت کو اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو تین صدیوں کو چھوڑ کے باقی سارے مومنین پر منطبق کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ان کے علاوہ اُمت مسلمہ کے جتنے افراد بھی ہوئے ہیں ان کا ایمان شرک کے ساتھ ملا ہوا تھا اور ملا ہوا ہے۔ لہٰذا ان کی نماز، روزوں، حج، زکوٰۃ دینے اور جتنے بھی وہ اسلامی شعار سرانجام دیتے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں، وہ بے فائدہ ہیں۔ اس لئے کہ جو ایمان شرک کے ساتھ ملا ہوا ہو اس ایمان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ (پ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۱۰۶)

''اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں''

www.SirateMustaqeem.net

ایمان لاتے ہیں اور ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔لہٰذا ان کے ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ آیت پڑھ کے وہ اسے اہلسنّت و جماعت کے عقائد پر منطبق کرتے ہیں۔اہلسنّت و جماعت کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس پر حاضری دینا۔ آپ پر بصیغہ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ'' درود وسلام پڑھنا، اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا، یہ اور اس طرح کے سارے کام اور عقائد جو کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہیں۔ان کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور اوپر سے یہ آیت پڑھتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۔ (پ۱۳، سورہ یوسف، آیت ۱۰۶)

''ان کی نماز کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ داتا صاحب بھی جاتے ہیں''۔

ان کے حج کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ درِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حاضری دیتے ہیں۔

ان کے سارے اعمال اکارت ہیں کیونکہ یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں۔

ان لوگوں کے ایمان کا جو بھی پاکیزہ منظر نظر آتا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے کہ یہ شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ان کا ایمان شرک کی نظر ہو چکا ہے۔

آخر میں اپنی بات کو فاتحانہ انداز میں اس آیت پر ختم کرتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۔

اب آیئے دیکھیں کہ اس آیت کا حقیقی مطلب کیا ہے؟ اس آیت میں خالق کائنات جل جلالہٗ نے مشرکین مکہ کی ایک پالیسی کا ردّ فرمایا ہے۔ جب مشرکین مکہ سے کوئی بندہ یہ سوال کرتا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ عرش کس نے

بنایا؟ فرش کس نے بنایا؟ تو اس کے جواب میں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کا نام لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ (پ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۱۰۶)

اس ایمان سے وہ ایمان مراد نہیں جو اللہ کی توحید پر ہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ہو، ملائکہ پر ہو، اللہ تعالیٰ کی نازل فرمائی ہوئی کتابوں پر ہو، انبیاء کرام علیہم السلام پر ہو، آخرت کے دن پر ہو، اس ایمان کو یہاں پر شرک کے ساتھ نہیں ملایا گیا۔ یہ اس جزوی ایمان کی بات ہے جو وہ سچ بیان کرتے ہیں کہ جب ان سے پوچھا جاتا:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ

اور اگر تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے

یہ ان کے اس ایمان کا ذکر کیا گیا ہے کہ مشرکین مکہ سے جب یہ سوال کیا جاتا کہ زمین و آسمان کو کس نے پیدا فرمایا؟ تو اس کے جواب میں وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ ہمارے فلاں بُت نے پیدا کیا ہے بلکہ اس کا جواب یہی دیتے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے۔

خالق کائنات جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ کتنے ظالم ہیں کہ میرے زمین و آسمان کے خالق ہونے پر ایمان لاتے ہیں اس کے باوجود میری توحید کے قائل نہیں، سجدے بتوں کو کرتے ہیں۔ میں ان کے اس ماننے کا کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔ یہ ماننا نہ ماننے کی طرح ہے کہ عبادت اوروں کی کرتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔

یہاں پر اللہ، اس کے انبیاء علیہم السلام، آسمانی کتابوں، ملائکہ، روز آخرت

پر ایمان رکھنے والوں کی بات نہیں ہو رہی۔ یہاں پر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی بات نہیں ہو رہی۔ ان پر ایمان ہوتے ہوئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پاک پر حاضر ہونے والوں، بصیغۂ خطاب درود و سلام پڑھنے والوں، داتا صاحب اور دوسرے درباروں پر حاضر ہونے والوں کا تذکرہ نہیں ہو رہا۔

خالق کائنات فرما رہا ہے کہ یہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک میں ہوں، میں ہی رب عرش العظیم ہوں، میں ہی بارش برساتا ہوں، ان کے اس ایمان کی کوئی حیثیت نہیں، اس کا ان کو کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کیونکہ یہ معبود بتوں کو سمجھتے ہیں۔ یہ اللہ کے ساتھ ساتھ بتوں کو بھی معبود مانتے ہیں۔ ان کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ ان معبودوں سے بھی اللہ جیسا معاملہ رکھتے ہیں۔ لہذا یہ شرک کر رہے ہیں۔

کتنی واضح بات تھی اور مفہوم پر واردات کرنے والوں نے معاملہ کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے بار بار قرآن مجید میں اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

سورہ المومنون پ ۱۸، آیت ۸۴ تا ۸۷ میں ہے:

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو، اب کہیں گے کہ اللہ کا، تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے۔ تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا۔ اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے، تم فرماؤ پھر

کیوں نہیں ڈرتے۔

خالق کائنات فرماتا ہے کہ یہ مانتے ہوئے بھی سجدے بتوں کو کرتے ہو۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۔

(پ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۱۰۶)

لہٰذا تمہارا اس طرح کا ایمان ہرگز ہرگز معتبر نہیں۔

اس آیت کا ماقبل دیکھئے!

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝

''اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں''۔

يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا ۔ یہ ان کے پاس سے گزرتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں۔ ہر ہر ذرّے میں خالق کائنات جل جلالہٗ کی توحید کا پیغام لکھا ہے۔ پھول کے ماتھے پر بھی توحید کا پیغام لکھا ہے، شبنم کے اندر بھی توحید کا پیغام لکھا ہے، چلتی ہوائیں بھی توحید کا سبق دیتی ہیں، لہریں اور فضائیں بھی توحید کا نغمہ سناتی ہیں، یہ ان آیات کو دیکھتے ہیں پھر بھی اعراض کرتے ہیں اور ان کو توحید کی سمجھ نہیں آتی۔

اے محبوب! جب یہ توحید سے اعراض کر رہے ہیں تو جو کچھ یہ پہلے کہہ رہے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ ہے۔ عرش عظیم کا مالک اللہ ہے۔ تو ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ یہ پکے مشرک ہیں۔

يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا ۔ اللہ انہیں لوگوں کے بارے میں فرما رہا ہے کہ یہ گزرتے ہیں اور اعراض کرتے ہیں۔

یہ مُعْرِضُوْنَ ہیں' یہ اعراض کرنے والے ہیں۔

جو اعراض کرنے والے ہیں انہیں مومن کس طرح کہا جا سکتا ہے؟

اس آیت یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ میں جن لوگوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ آگے والی آیت میں انہیں لوگوں کے ایمان کا ذکر آ رہا ہے۔ وہ ایمان چند چیزوں کے بارے میں ہے۔ یہاں اس ایمان کا ذکر نہیں جو مومن کا ایمان ہوتا ہے کیونکہ مومن کو اعراض کرنے والا نہیں کہا جاتا۔ قرآنِ مجید فرقان حمید میں آیت کا ماقبل بھی اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہاں ان لوگوں کے جزوی ایمان کی بات ہو رہی ہے۔ جو اعراض کرنے والے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین سے، توحید سے، رسولوں سے، شریعت سے اعراض کرتے ہیں۔ وہ نہ توحید کو مانتے ہیں نہ رسولوں کو۔ وہ نہ آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں نہ ملائکہ کو۔ وہ نہ بعث بعد الموت کو مانتے ہیں نہ روزِ آخرت کو۔ وہ صرف خالق کائنات جل جلالہٗ کو زمین و آسمان کا خالق مانتے ہیں اور اسی طرح کی چند چیزوں کو مان رہے ہیں۔ خالق کائنات فرماتا ہے کہ یہ ماننے والے نہیں بلکہ اعراض کرنے والے ہیں اور انہی لوگوں کو میں مشرک قرار دیتا ہوں۔

محترم سامعین حضرات! یہ آیت اور اسی طرح کی دیگر آیات کو پیش نظر رکھیں تو پتہ چلے گا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے کس ایمان کا ذکر کیا ہے۔ حاشا وکلا، سو فیصد یقین کے ساتھ کہتا ہوں یہ آیت ابوجہل' عتبہ' شیبہ' ایسے لوگوں کے بارے میں نازل کی گئی۔ ہے۔ اس آیت کا تعلق ہرگز کسی مومن سے نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مطہرہ صدیوں سے جس عقیدے پر آ رہی ہے یہ وہی عقیدہ ہے جو آپ نے صفہ بیٹھ کے تقسیم کیا۔

www.SirateMustaqeem.net

مثال نمبر۲: ایک اور آیت بڑی کثرت سے مفہوم قرآن پر واردات کرنے والے پڑھتے اور چسپاں کرتے ہیں۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا (پ۲،سورۃ البقرہ،آیت ۱۶۶)

جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے

قیامت کے دن پیشوا اپنے پیروکاروں سے برأت کا اظہار کریں گے۔

پیشوا لوگ اپنے پیروکاروں سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے یا اللہ عزوجل! ہم نے انہیں نہیں کہا تھا کہ ہماری بات مانو' یہ خود بخود ہمارے پیچھے چل رہے تھے اور پیروکار کہیں گے یا اللہ! ہمیں ایک بار دنیا میں بھیج دے پھر دیکھیں کہ ہم کس طرح ان کے پیچھے جاتے ہیں ہم وہاں ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔

یہ جو حشر کا مکالمہ ہے اس آیت کو مخالف کیمپ کثرت سے تلاوت کرتا ہے اور اس سے غلط مفہوم نکال کے مفہوم قرآن پر واردات کرتے ہیں۔

یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے۔ ابوجہل مشرکین مکہ کا سردار ہے۔ اس کے ماننے والے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی طرف نہیں آتے۔ خالق کائنات نے فرمایا کہ ان کی یہ محبت' سنگت عارضی ہے' کچھ وقت کیلئے ہے۔ جب حشر کی آندھی چلے گی تو یہ ساری سنگتیں ٹوٹ جائیں گی' یہ تانے بانے تار عنکبوت کی طرح ختم ہو جائیں گے۔ آپس میں آج ان کا گہرا تعلق ہے لیکن حشر کے دن یہ ایک دوسرے کو گالیاں دیں گے۔ ابوجہل اور اس جیسے دوسرے سردار اپنے ماننے والوں کو کہیں گے کہ ہم نے کب انہیں مجبور کیا تھا کہ ہماری پیروی کرو' بت پرستی کرو۔ ماننے والے کہیں گے کہ یہ ہمیں مجبور کرتے تھے۔

www.SirateMustaqeem.net

ایسے لوگوں کا یہ منظر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں جو پیش کیا ہے اس کو یہ لوگ موڑ کے انبیاء، اولیاء، مشائخ پر چسپاں کر کے مفہوم قرآن پر واردات کرتے ہیں اور انبیاء اولیاء کے بارے میں گستاخانہ کلمات اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔ حشر کے میدان میں شیخ مرید سے بیزاری کا اظہار کرے گا اور مرید شیخ سے بیزاری کا اظہار کرے گا۔ اس بیزاری کے خودساختہ اظہار کو آیت سے ثابت کیا جارہا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کا مطلب یہ ہے کہ جب ساری سنگتیں ٹوٹ جائیں گی اس وقت بھی یہ بیعت اور عقیدت والا تعلق قائم رہے گا۔

اگر دنیا داروں اور دین والوں سے تعلق رکھنے کا اگر قیامت کے دن کوئی فرق نہیں ہوگا تو پھر کس دن فرق نکلے گا؟ اگر بادشاہوں کے ساتھ تعلق رکھنے والوں اور کسی اللہ کے محبّ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے تعلق کا فرق واضح نہیں ہوگا تو پھر یوم امتیاز کون سا ہوگا؟ اس دن اللہ تعالیٰ واضح کرے گا کہ میرے، میرے انبیاء اور نیک بندوں سے محبت اور تعلق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ، اس کے انبیاء اور اس کے اولیاء کرام سے دشمنی رکھنے والوں سے تعلق جوڑنے والے آپس میں ہی ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوں گے لیکن دوسری طرف جو اللہ تعالیٰ کیلئے آپس میں پیار محبت کا تعلق رکھتے ہوں گے ان کے تعلق کا قرآن مجید اعلان فرمارہا ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔

(پ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۶۷)

''گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار''

طاغوت اور بتوں کو ماننے والی پارٹی اور پارٹی ہے جو ایک دوسرے سے

بیزاری کا اظہار کرے گی۔ ماننے والے کہیں گے کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور وہ کہیں گے کہ ہم نے انہیں نہیں کہا تھا کہ ہماری پیروی کریں۔

اللہ تعالیٰ اور اللہ والوں کو ماننے والی پارٹی اور پارٹی ہے ان کا طاغوت اور بتوں کو ماننے والی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ جو بیزاری کا اظہار کریں گے' جو برأت کریں گے' ایک دوسرے سے نفرت کریں گے۔ وہ اور ہیں۔ دوسری طرف فرمایا:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔

(پ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۶۷)

اے مفہوم قرآن پر واردات کرنے والو! دیکھو تمہاری واردات کو خالق کائنات نے کس طرح بے نقاب کیا ہے۔ پہلی آیت کے رُخ کو نہ بدلو۔

ٹھیک ہے ساری سنگتیں ختم ہو جائیں گی' ساری دوستیوں کے پرکچھے اُڑ جائیں گے۔ ساری دوستیاں دشمنیوں میں بدل جائیں گے۔ لیکن:

اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔

جو متقی ہیں وہ اس دن بھی پیار کریں گے۔

خالق کائنات جل جلالہٗ کو جن لوگوں کا پیار خود مطلوب ہے انہیں معاذ اللہ بیزاری کا اظہار کرنے والوں میں شامل کیا جا رہا ہے۔ بیزاری کا اظہار ابوجہل کرے گا۔ عتبہ' شیبہ کرے گا۔ نمرود' فرعون اور انہیں جیسے دوسرے کریں گے مگر حشر کے میدان میں امام المرسلین' شفیع المذنبین' حامل لوائے حمد' صاحب مقام محمود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیزاری کا اظہار نہیں فرمائیں گے۔ بلکہ فرمایا:

اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۳۴)

www.SirateMustaqeem.net

''اے میرے امتیو! تمہارے چہرے چمک رہے ہوں گے''۔

سرکار کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا' آپ کو مقام محمود عطا ہوگا' آپ اپنی اُمت کو حوضِ کوثر کے جام پلائیں گے۔ آپ شفاعت کر کر کے اپنی امت کو بخشوائیں گے۔ انبیاء بھی اس دن آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ آپ حضرات دیکھیں آپ کے ساتھ جو تعلق ہے وہ ویسا تعلق نہیں جو بیزاری والا ہو بلکہ اس دن تو دونوں طرف سے محبت بڑھ گئی ہوگی۔ محبوب علیہ السلام انا لھا انا لھا فرما رہے ہوں گے اور دیوانے آج بھی کہتے ہیں:

؎ صبا وہ چلے کہ باغ پھلے کہ پھول کھلیں کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثناء میں کھلے رضاؔ کی زبان تمہارے لئے

سارے عظیم لوگ جن سے ہم محبت کرتے ہیں جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ و زبیر' حضرت سعد و سعید' رضی اللہ عنہم' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت غوث اعظم' حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری' حضرت مجدد الف ثانی' حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہم ..... یہ سارے عظیم لوگ و مقبول ہستیاں جن کو ہم مانتے ہیں اور ان کے پیروکار ہیں۔ یہ سب آگے آگے جا رہے ہوں گے اور ہم ان کے پیچھے پیچھے جا رہے ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ انداز کیا ہوگا؟

؎ نُور آنکھوں پہ تو چہروں پہ اُجالے ہوں گے
مُصطفےٰ والوں کے انداز نرالے ہوں گے

یہ تو سارے خوش ہوں گے کہ ان کی وجہ سے ہمیں بھی نور ملا ہے ورنہ ہم اندھیروں میں ڈوب جاتے۔ ہمارا کوئی پرسان حال نہ ہوتا۔

آج دوستی کا قبلہ صحیح کرلو۔ ساری دوستیاں ختم ہو جائیں گی مگر یہ وہ دوستی ہے جس کا جھنڈا اس دن بھی لہراتا رہے گا۔

بلکہ بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث روایت کی ہے:

لَوْ اَنَّ عَبْدَیْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَآخَرُ فِی الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتَ تُحِبُّہٗ فِی

(شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۹۰۲۲، مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۷ کتاب الادب)

اگر دو بندے آپس میں اللہ کیلئے محبت کرتے ہوں۔ ایک ان میں سے مشرق میں ہو دوسرا مغرب میں ہو، اللہ تعالیٰ ضرور انہیں قیامت کے دن جمع کرے گا اور فرمائے گا یہ ہے وہ جس سے تو میرے لئے پیار کرتا تھا۔

ہم بہت سی ذوات سے محبت کرتے ہیں جو اس وقت زمین پر موجود نہیں ہیں، جن کو ہم دیکھ نہیں سکتے اور بہت سے وہ ہیں جو زندہ ہیں مگر دور رہتے ہیں، ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے مگر پیار ان سے اللہ تعالیٰ کیلئے کرتے ہیں۔ یہ تعلق خالق کائنات جل جلالہٗ کو اتنا پسند ہے کہ حشر کے دن محبین اور محبوبوں کو جہاں کہیں بھی ہوں گے، اٹھا کے اکٹھا فرمادے گا اور ملاقات کروادے گا۔

اِدھر تو برأت اور بیزاری کا اظہار ہے:

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا (پ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۶)

''جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے''

www.SirateMustaqeem.net

لیکن اُدھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں:

لَوْ اَنَّ عَبْدَیْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ ۔ (مشکوٰۃ کتاب الآداب کا باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

وہ دو بندے آپس میں محبت کرتے ہیں۔

فِی اللّٰہِ۔ اللہ کیلئے

آپس میں محبت ہے مگر اللہ کیلئے ہے۔

جیسی خالص مرید کی خالص پیر کے ساتھ ہوتی ہے۔

جیسی خالص شاگرد کی خالص استاد کے ساتھ ہوتی ہے۔

جیسی خالص عوام کی خالص مصلح اور مخلص رہبر کے ساتھ ہوتی ہے۔

آپس میں ان کا پیار مالی، مادی نہیں۔

مالی، مادی فوائد سے غبار آلود نہیں۔

ایک دوسرے کو ملتا ہے تو خدا یاد آتا ہے۔

محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔

اللہ دونوں کو قیامت کے دن جمع فرما دے گا۔

یہ خالق کائنات کی طرف سے اہتمام و انتظام ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے ان کی آپس میں محبت کی وجہ سے۔

محبوب علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کو دیکھ نہ سکے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کو دیکھ نہ سکے

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کو دیکھ نہ سکے۔

www.SirateMustaqeem.net

حضرت غوث اعظم، حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہم سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کو دیکھ نہ سکے۔

سرکار فرماتے ہیں اے محبو! اللہ تمہیں محبوبوں سے ملا دے گا۔

جانبین سے محبت یہاں بھی متحقق ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی بعد والے مخلصین سے محبت ہے اور بعد والے حضرات کی ان سے محبت ہے۔

اب دیکھئے، کتنا فرق نکلا۔

محشر میں سارے بکھر جائیں گے، کسی کے جمع ہونے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا، کروڑوں انسان ہیں، اربوں لوگ ہیں لیکن وہ جن کا آپس میں محبت، عقیدت، ارادت، الفت کا تعلق تھا اگرچہ دیکھ بھی نہ سکے ہوں گے۔ خالق کائنات ان کو جمع فرما دے گا اور جمع کر کے ایک بات فرمائے گا۔ حدیث میں ہے خالق کائنات فرمائے گا:

هٰذَا الَّذِیْ كُنْتَ تُحِبُّهٗ فِیَّ

یہ وہ ہے جس سے تو میرے لئے پیار کرتا تھا۔

یہ ہیں وہ نبی علیہ السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جن سے تو میرے لئے پیار کرتا تھا۔

حشر کا میدان یوم عید بن گیا کہ خالق کائنات نے محبین کو محبوبوں سے ملا دیا۔

فِیَّ یعنی اللہ کی وجہ سے اور کوئی تعلق نہیں تھا۔

ایسے لوگوں کی بات ماننے کا حکم بھی خود خدا تعالیٰ جل جلالہٗ نے فرمایا ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (پ ۲۱، سورۃ لقمان، آیت ۱۵)

اور اس کی طرف چل جو میری طرف رجوع لایا۔

www.SirateMustaqeem.net

ایک تھا

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا۔ (پ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۶)

جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے

جن کی اتباع کی گئی وہ بھی بیزار ہوں گے اور اتباع کرنے والے بھی بیزار ہوں گے۔

وہ اتباع اور ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی اجازت کے بغیر ہے۔ اس اتباع کا تو اللہ تعالیٰ نے خود حکم فرمایا ہے۔

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ (پ۲۱، سورۃ لقمان، آیت ۱۵)

اور اس کی طرف چل جو میری طرف رجوع لایا۔

اے میرے بندو میں تمہیں حکم دے رہا ہوں، ان کے پیچھے پیچھے چلو جو میری طرف رجوع کر چکے ہیں، جو میری طرف جھک چکے تھے، وہ میری بارگاہ میں پہنچے ہیں تمہیں بھی پہنچا دیں گے۔

محتشم سامعین حضرات! یہ دوسری آیت تھی جس کے ذریعے یہ لوگ مفہوم قرآن بدل کے واردات کرتے ہیں۔ پوری اُمت کا لٹریچر موجود ہے، کسی ایک مفسر، محدث، فقیہ کا وہ مؤقف نہیں ہے جو ان لوگوں نے آج پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ میرے سامنے درجنوں نہیں سینکڑوں حوالے موجود ہیں۔ میں شرح صدر سے سو فیصد یقین سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ان لوگوں کا اپنا خود ساختہ مفہوم اور نظریہ ہے۔

قرآن وسنت کی آواز وہی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا تھا۔

مثال نمبر ۳: محتشم سامعین حضرات! پھر دیکھئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید برہانِ رشید میں انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کچھ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان الفاظ کو یہ لوگ اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں۔ ترجمہ کی بھی بہت سے مقامات پر غلطی کرتے ہیں لیکن مفہوم تو بہت زیادہ غلط پیش کرتے ہیں۔ یہ پیغمبر کے منصب کو تمام لوگوں کے برابر لانے کی مذموم کوششیں کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کا لفظ امّی ہے، عصیٰ ہے، غوی ہے اور ربنا ظلمنا ..... بیان کرتے ہوئے وہ منصب نبوت کو عام لیول پر لے آتے ہیں۔ میں یہ صرف چند باتیں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

اب دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۔ (پ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۲۱)

اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔

اب اس آیت کا ترجمہ کرتے اور مفہوم بدلتے ہوئے وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، اس عصیٰ کی آڑ میں کہہ جاتے ہیں۔

حج کے موقع پر جو مولوی محمد جونا گڑھی کا ترجمہ تقسیم کیا جا رہا ہے۔

وہ ملاحظہ ہو۔

''آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی بس بہک گیا''

میں پہلے لغوی معنی بیان کرتا ہوں۔

عَصٰى ..... معصیت سے بنا ہے، عصیان سے بنا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

ہم ترجمہ کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی۔

یہ لغزش ہے کیونکہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ نَسِیَ، کہ وہ بھول گئے۔

نَسِیَ کا لفظ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر بولا ہے تو پتہ لگ گیا کہ عصیٰ کا مطلب کیا ہے۔

عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ

ان سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی۔

اب عصیٰ کا معنی معصیت، عصیان اور گناہ لینا اور پھر یہ کہنا کہ اللہ کے پیغمبروں سے بھی یوں ہو جاتا ہے، وہ بھی یہ کر لیتے ہیں۔ اس کے پیچھے مذموم مقصد یہ ہے کہ لوگ انہیں اپنے جیسا سمجھیں، انہیں عظیم نہ سمجھیں۔ جب خود غلطی کرتے ہیں تو کہتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے بھی تو یوں کر دیا تھا۔ اس انداز میں تقابل کرتے ہیں اور دلیل پیش کرتے ہیں۔

عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ

محترم سامعین حضرات! اب میں قرآنِ مجید فرقان حمید کی ایک آیت پیش کر کے واضح کرتا ہوں کہ عصیٰ کا یہاں معنی وہ نہیں جو عرف عام میں ہم معصیت، عصیان اور گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہر جگہ عصیٰ کا معنی معصیت ہے تو پھر قرآن مجید کی آیت

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا

(پ ۲۹، سورۃ جن، آیت ۲۳)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانیں بے شک ان کیلئے جہنم کی آگ

ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

میں عصیٰ کا معنی کیا ہوگا؟

جو معصیت کرے گا اس کیلئے جہنم کی آگ ہے۔

اگر عصیان، معصیت والا معنی ہوتا تو پھر یہ آیت

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا

حضرت آدم علیہ السلام کو جہنم کی طرف منسوب کر دے گی۔

جبکہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ یہاں معمولی سی لغزش یا معمولی سی کمی مراد ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے اجتہاد کے اندر معمولی سی لغزش ہوگئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے عصیٰ سے تعبیر فرمایا اور دوسری آیت سے وضاحت فرمادی کہ اسے اپنے گناہوں جیسا نہ سمجھنا یہ تو محض ایک چھوٹی سی بھول ہے۔

آپ عاصی ہیں تو جو عاصی ہوتا ہے اس کی جزا قرآن مجید جہنم بیان کر رہا ہے۔ لہذا عام معصیت اور گناہ کا معنی مراد لینا غلط ہے۔

دوسری طرف غویٰ کا معنی گمراہ ہو گئے کیا جائے تو یہ بھی درست نہیں۔ غاوی کی سزا قرآنِ مجید میں جہنم لکھی ہے۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ۔ (پ ۱۹، سورۃ الشعراء آیت ۹۱)

اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کیلئے

غاوین کیلئے تو جہنم ہے اور حضرت آدم علیہ السلام جنتیں بانٹنے والے ہیں۔

مذکورہ دونوں آیات نے واضح کر دیا کہ عصیٰ اور غویٰ دونوں کا معنی اور ہیں۔ بریلی

www.SirateMustaqeem.net

شریف سے امام اہلسنت کی آواز گونجی

وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی (پ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۲۱)

اور آدم (علیہ السلام) سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے سمجھا کہ شاید اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے ہر ہر درخت سے منع نہیں فرمایا بلکہ ایک معین درخت سے منع فرمایا، اسی نوع کے باقی دوسرے درختوں سے کھانا جائز ہے۔ اس کی وجہ سے جو مطلوب تھا اس کو نہ پا سکے۔ حقیقت میں تو ان کا اس طرح کا کوئی ارادہ یا خیال نہیں تھا۔ خالق کائنات نے فرمایا کہ وہ تلاش مطلوب میں نکلے تھے مگر مطلوب کو پانے میں منزل تک نہیں پہنچے، مطلوب پانے میں پیچھے رہ گئے نہ یہ کہ معاذ اللہ وہ گمراہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی بارگاہ سے دور ہو گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں سونا اور ریشم تھا۔ منبر پر بیٹھے تھے فرمایا:

هٰذَانِ حَرَامَانِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ (قرطبی ۱/۱/۲۹۰)

یہ دونوں میری اُمت پر حرام ہیں۔

اب اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں جو میں نے ہاتھ میں پکڑے ہیں خاص یہ ہی حرام ہیں، اس نوع کی باقی ساری چیزیں جائز ہیں۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا سارا سونا ریشم حرام ہے۔ یعنی مطلقاً جنس سونا اور جنس ریشم حرام ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

صحیح مطلب دوسرا تھا لیکن

هٰذَانِ حَرَامَانِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ۔

سے چونکہ یہ مقصد بھی نکل سکتا تھا کہ جو زیور/ ریشم میرے ہاتھ میں ہیں وہ حرام ہیں۔ باقی حرام نہیں۔

ایک فرد سے ممانعت ہوتی ہے اور ایک نوع سے ممانعت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ممانعت نوع سے کر رکھی تھی لیکن حضرت آدم علیہ السلام فرد کی سمجھ رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے معین درخت کو چھوڑ کر دوسرے درخت کا ارادہ کر لیا۔ خالق کائنات نے فرمایا:

عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی

جو حقیقی مراد تھی وہ نہ پا سکے۔

اب اس کو سامنے رکھ کے معاذ اللہ ہر طرح کی قباحتیں ان کی طرف منسوب کی جائیں، یہ مقام نبوت کے خلاف بہت بڑی بغاوت اور سرکشی ہے۔ ان کے بارے میں الفاظ ایسے ضرور ہیں لیکن مطلب اور ہے۔ اب دیکھیں:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا۔ (پ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۲۳)

''اے رب ہمارے، ہم نے اپنا آپ بُرا کیا''۔

اب ظلم کا معنی وہ نہیں جو عام لوگوں کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

اگر وہ ہوتا تو پھر خدا تعالیٰ کا اعلان ہے:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ (پ ۱۲، سورۃ ھود، آیت ۱۸)

''ظالموں پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے''۔

www.SirateMustaqeem.net

اگر ظلم کی متعارف نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کرو گے تو لعنت کی نسبت آپ کی طرف آجائے گی اور یہ کتنی بڑی جسارت ہوگی۔

ظلمنا عربی زبان میں کسی کا حصہ کم کرنا ہے۔یعنی ہمارا حصہ جو رب کے ہاں ہمارا تھا اس میں ہم کمی کر بیٹھے ہیں۔

اگر ظلم کا عرف عام کا معنی کیا جائے تو پھر ہر ظالم کہے گا۔اگر ہم نے ظلم کیا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام بھی تو ظلم کر بیٹھے تھے اور یہ بہت بڑی گستاخی ہوگی۔

اگر چہ ظلم کا لفظ آیا ہے مگر:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (پ۱۲،سورۃ ھود،آیت ۱۸)

یہ آیت بتا رہی ہے کہ "رَبَّنَا ظَلَمْنَا" کے مقام سے گزرو تو ہزار ادب سے گزرو۔کبھی بھی اپنے ظلم کو ان کی بات کی طرف نہ لے جاؤ۔اس واسطے کہ ان کا مقام و مرتبہ بہت اونچا ہے۔ان سے لغزش سے ان کے اللہ کے ہاں حصے میں کمی ہوئی' نقصان ہوا اور انہوں نے اس کمی کا اس مقام پر بیان کیا ہے۔

محتشم سامعین حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انبیاء کرام علیہم السلام کا عام انسانوں سے جدا مقام و مرتبہ واضح کیا ہے۔

کسی کی یہ جرأت نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑے۔

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (پ۵،سورۃ النساء،آیت ۱۰۹)

تو ان کی طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن

کوئی کتنا بڑا تاجور کیوں نہ ہو' کتنا بڑا حکمران کیوں نہ ہو' اس میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑ سکے' نہ قیامت کے دن نہ اس سے پہلے' لیکن یہی جھگڑا کرنا جو

www.SirateMustaqeem.net

اوروں کیلئے کتنا مذموم ہے۔اللہ نے اپنوں کیلئے ثابت کر دیا۔کس طرح؟ فرمایا:

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ○ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ○ (پ۱۲،سورۃ ھود، آیت ۷۴،۷۵)

پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوشخبری ملی' ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا' بے شک ابراہیم تحمل والا' بہت آہیں کرنے والا' رجوع لانے والا ہے۔

فرشتے آئے ہوئے تھے۔جس وقت فرشتوں نے یہ بتایا کہ ہم تو قوم لوط کو عذاب دینے کیلئے آئے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُجَادِلُنَا وہ ابراہیم ہم سے جھگڑا کرتا ہے۔

اے اللہ تو فرماتا ہے:

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

کون اللہ سے جھگڑا کر سکتا ہے۔

یا اللہ! تو خود فرماتا ہے کہ کون کسی کے بارے میں مجھ سے جھگڑ سکتا ہے۔تو نے تو اتنی سختی سے فرمایا ہے اور اِدھر خود فرماتا ہے:

يُجَادِلُنَا وہ ہم سے جھگڑتے ہیں۔

فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ لوط علیہ السلام کی قوم کے بارے میں

اے اللہ! تو نے وہاں تو جھگڑنے کی نفی کر دی تھی اور جھگڑنے والا تیری بارگاہ سے دھتکارا ہوا ہوتا ہے۔لیکن یہاں جھگڑا حضرت ابراہیم علیہ السلام کر رہے ہیں۔ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

www.SirateMustaqeem.net

اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ۔ (پ ۱۲، سورۃ ھود، آیت ۷۵)

میں ان کو جھگڑالو نہیں کہتا حلیم کہتا ہوں' آہیں بھرنے والا کہتا ہوں' میری طرف متوجہ رہنے والا کہتا ہوں۔

یجادلون یہاں بھی موجود ہے لیکن ساتھ ہی ان ابراھیم لحلیم بھی ہے

یجادلون لفظ وہی ہے جس کی مذمت کی تھی مگر یہ مقام نبوت ہے۔

لوگو! اپنوں کے جھگڑوں کو جھگڑا نہ سمجھو' یہ جھگڑا بھی حکمتوں بھرا ہے۔

لوگو! ان کے جھگڑنے کو مقام نبوت کے خلاف نہ سمجھو' معمولی سا مقام و مرتبہ کم نہ سمجھنا لہذا فوراً تین صفتیں بیان فرمادیں۔

حَلِیْمٌ ..... یہ ابراہیم تو بڑا تحمل والا' حوصلے والا ہے۔

اَوَّاهٌ ..... یہ تو میری محبت میں بڑی آہیں بھرنے والا ہے۔

مُنِیْبٌ ..... یہ تو میری طرف رجوع کرنے والا ہے۔

چونکہ یہ میرے خلیل ہیں۔ یہ جھگڑتے ہیں پھر بھی میں ان کو حلیم کہتا ہوں۔ دیکھیں۔ قرآن مجید برہانِ رشید نے کتنا واضح فرق رکھا ہے۔ انبیاء کرام کو دیکھو تو اور طرح اور دوسروں کو دیکھو تو اور طرح۔ آج مفہوم پر واردات کرنے والے کیمپ کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ جہاں بھی ان کا منصب بیان کرے گا' دنیا ہو یا حشر کا میدان ہو۔ انہیں رنجیدہ' مایوس' مجبور قسم کے لوگ بنا کے پیش کرتے ہیں۔ حشر کے میدان کا جب نقشہ بیان کرتے ہیں تو بھی انبیاء و رسل علیہم السلام کا مقام اس طرح بیان کرتے ہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حشر کے دن ان کو ساری گھبراہٹوں سے محفوظ فرمایا ہے۔ وہ ہی نہیں ان کے ماننے والے بھی محفوظ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (پ ۱۷، سورہ انبیاء، آیت ۱۰۳)

انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ

وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُوْنَ

وہ اس دن اس فضا سے بالکل محفوظ رہیں گے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ○

''اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اُٹھایا جائے گا''۔

جس ذات کو اللہ سلام کہہ رہا ہو انہیں ڈر کس طرح آ سکتا ہے؟ وہ کانپ کس طرح سکتا ہے؟ انہیں اپنے انجام کے بارے میں تشویش کس طرح ہو سکتی ہے؟ وہ اور لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کانپ رہے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا سلام استقبال میں پیش کیا جا رہا ہوگا۔

یہ بات یاد رکھیں کہ ایک ہے اللہ کے عذاب کا خوف اور ایک ہے اللہ کے رُعب وجلال کا خوف' ان لوگوں نے ان دونوں کو ملا دیا ہے۔

حشر میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام ومرتبہ ہے ہی' یہ دنیا میں بھی سرکار کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں آخرت کا پتہ ہی نہیں تھا کہ معاذ اللہ میرے ساتھ کیا ہوگا؟ ظلم کیا ان لوگوں نے جنہوں نے انبیاء کرام کو اس طرح کا ڈرتا بنا دیا کہ معاذ اللہ انہیں حشر میں اپنے بارے میں پتہ نہیں ہوگا۔ وہ عذاب سے ڈرتے ہوں گے کہ اب ہمارا کیا بنتا ہے؟

www.SirateMustaqeem.net

اللہ تعالیٰ کی آیات نے واضح فرما دیا کہ پیغمبر حشر میں اُٹھیں گے تو انہیں عذاب کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ بلکہ جن کی وہ شفاعت فرمائیں گے وہ بھی جنتی بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ .....محبوب سجدے سے سر تو اُٹھاؤ۔

قُلْ تُسْمَعْ .....بات کیجئے بات سنی جائے گی۔

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ .....سفارش کیجئے سفارش مانی جائے گی۔

سَلْ تُعْطَهْ.....سوال کرو آپ کو جو مانگو گے دیا جائے گا۔

(بخاری رقم الحدیث ۷۴۴۰)

خالق کائنات جل جلالہٗ اس انداز میں ان مقدس نفوس سے گفتگو فرمائے گا۔ لیکن یہ لوگ اس طرح پیش کرتے ہیں کہ جس طرح یہ عام لوگ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مقام نبوت کو واضح فرما دیا۔ محبوب علیہ السلام تو لواء الحمد کے ساتھ مقام محمود پر ہوں گے۔ سارے انبیاء کرام علیہم السلام بھی آنکھیں اُٹھا کے رشک سے دیکھ رہے ہوں گے۔

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (پ ۲۵، سورۃ زخرف، آیت ۸۶)

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے' ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

مشرک اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے۔ قیامت کے دن شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے مگر کچھ لوگ مالک بھی ہوں گے۔

www.SirateMustaqeem.net

اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

جنہیں میں نے نبوت دی وہ شفاعت کے مالک ہوں گے۔

جنہیں میں نے اپنا قرب دیا ہے وہ شفاعت کے مالک ہوں گے۔

وہ اپنی جان پہچان والوں کو بھی جنت دے رہے ہوں گے۔

امام نسائی نے اپنی سنن میں "کتاب الایمان وشرائعہ" کے باب "زیادۃ الایمان" میں روایت کیا ہے۔

مَا مُجَادِلَةُ اَحَدِكُمْ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهٗ فِي الدُّنْيَا بِاَشَدُّ مُجَادِلَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِيْ اِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ اُدْخِلُوْا النَّارَ۔

تم میں سے کسی کا اپنے حق کے بارے میں جھگڑا اتنا سخت نہیں ہوگا جتنا مومن اپنے ان بھائیوں کے بارے میں کریں گے۔ جنہیں جہنم میں بھیج دیا گیا ہوگا۔

فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَ يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَحُجُّوْنَ مَعَنَا فَاَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ۔

کہیں گے اے اللہ ہمارے یہ بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے تو نے انہیں دوزخ میں داخل کر دیا ہے۔

فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ قَالَ فَيَاْتُوْنَهُمْ فَيَعْرِفُوْنَ بِصُوَرِهِمْ فَمِنْهُمْ مِنْ اَخَذَتْهُ النَّارُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَمِنْهُمْ مِنْ اَخَذَتْهُ اِلٰى كَعْبَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ.....الخ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جاؤ جنہیں تم پہچانتے ہو انہیں دوزخ سے نکال لو۔ وہ ان کے پاس آئیں گے پس انہیں ان شکلوں سے پہچان لیں گے۔ کسی کو آدھی پنڈلیوں تک آگ لگ چکی ہے کسی کو ٹخنوں تک لگی ہوگی۔ پس وہ انہیں جہنم سے نکال لیں گے۔

www.SirateMustaqeem.net

قُلْ لَا اَمْلِكُ والی آیت پڑھنے والو! اس مقام پر غور کرو۔

خالق کائنات نے تو ان کو جنت دینے کا وارث بنا دیا ہے۔

محتشم سامعین حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید برہانِ رشید میں اپنے انبیاء ورسل علیہم السلام اور اولیاء کرام کا جو مقام بیان کیا ہے آج قرآنِ مجید کی آیات کے مفہوم پر واردات کر کے ان کو اس مقام سے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

وہ قرآن جو مشرکین کو چیلنج کرتا ہے کہ اے مشرکو! جن کو تم پوجتے ہو وہ مکھی کا پر نہیں بنا سکتے۔ وہی قرآن اللہ کے پیغمبر کا پورا پرندہ بنانے کا اعلان کر رہا ہے۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ۔

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔

فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ بن جاتی ہے اللہ کے اذن سے

قرآنِ مجید نے ثابت کر دیا کہ وہ پارٹی اور ہے جو مکھی کا پر نہیں بنا سکتی اور یہ وہ ہیں کہ اللہ کے اذن سے پورا پرندہ بنا لیتے ہیں۔

اور حشر میں.....فرمایا:

اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ۔

ان کی مدد کتنی ہوگی اے مشرکو! تمہیں کل پتہ چل جائے گا کہ کن کے معاون کمزور تھے اور کن کے معاون زبردست تھے۔

فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا

(پ ۱۶، سورۃ مریم، آیت ۷۵)

www.SirateMustaqeem.net

تو اب جان لیں گے کہ کس کا بُرا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور

اے مشرکین! کل پتہ چل جائے گا۔ پہلے اسی آیت میں لکھا:

حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَۃَ۔

(سورہ مریم، آیت ۷۵)

یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے وہ چیز جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے یا تو عذاب یا قیامت۔

جب ہمارا تمہارا بدر کے میدان میں یا حشر کے میدان میں ٹکراؤ ہو گا تو تمہیں یا تو دنیا میں عذاب ملے گا یا حشر کے میدان میں۔ آج بھی دو فوجیں ہیں، اُس وقت بھی دو ہوں گی۔ آج اِدھر میرے محبوب کے غلام اور فرشتے ہیں اور اُدھر مشرکو تم ہو۔ جنگ میں پتہ چل جائے گا کہ مددگار طاقتور کس کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے مددگار بنائے ہی نہیں بلکہ ان کی طاقت پر فخر بھی فرمایا ہے۔

اے میرے محبوب! اعلان کر دو۔ مشرکو! تمہارا مددگار شیطان ہے اور میرے مومنوں کے ساتھ فرشتے ہیں۔

اللہ نے خود مددگار بنائے اور مشرکین اور مومنین کے مددگاروں کا مقابلہ بھی کروایا۔

مَنْ ھُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا (پارہ ۱۶، سورۃ مریم، آیت ۷۵)

کس کا بُرا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور

اضعف، ضعیف سے اسم تفضیل ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

زیادہ کمزور کون ہے؟ مشرک کمزور ہیں یا مومن کمزور ہیں؟

جندا کے معنی اعوان، مددگاروں کے لحاظ سے

حشر کا میدان ہوگا۔ مومن کو ولی ہاتھ سے پکڑ کے جنت میں لے جا رہا ہوگا اور کافر کا شیطان خود بھاگ چکا ہوگا۔

اچھے مددگار کس کے ہیں خالق کائنات نے خود اس بات کو واضح فرما دیا:

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا۔

(پ ۲۹، سورۃ الجن، آیت ۲۴)

اب جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی گنتی کم۔

یعنی ناصر کس کا اچھا ہے۔ جُند کس کا اچھا ہے۔ مددگار کس کا اچھا ہے۔

اصل میں مدد ساری اللہ کی ہے لیکن اگر اللہ کی طرف سے کوئی مددگار ہے تو وہ مددگار بھی اللہ کا ہی ہے۔ اللہ خود اس کی تعریف بھی فرما رہا ہے اور اس کی برتری بھی بیان فرما رہا ہے۔ کافر اپنے مددگاروں کے بارے میں بڑے اونچے اونچے خیال رکھتے تھے اور آج بھی وہ لوگ جو دوسرے کیمپ میں ہیں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ شیطان بڑا طاقتور ہے۔

مشرق میں بیٹھے مغرب والوں کو گمراہ کر لیتا ہے اور ادھر ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی، ولی، غوث، ابدال مشرق میں بیٹھے مغرب والوں کو بچا لیتے ہیں۔

شیطان کی طاقت کا اعلان کرنے والو! وہ سارا شیطانی جُند ختم ہو جائے گا۔

اور رحمان کی طاقت والوں کا جھنڈا حشر میں بھی لہرا رہا ہوگا۔

اللہ نے اپنے مومنوں کے مددگاروں کا مرتبہ بیان فرمایا ہے۔ دنیا میں

www.SirateMustaqeem.net

میدان جنگ ہو یا آخرت میں حشر کا میدان ہو۔ اور واضح فرمایا کہ جنہیں میں نے مدد کرنے کی طاقت دی ہے وہ کمزور نہیں سب سے زبردست ہیں۔

محتشم سامعین حضرات! آپ شاید کچھ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ دونوں نظریوں میں اتنا زیادہ فرق کیوں ہے۔ آخر وہ بھی تو قرآن پڑھتے ہیں۔ آپ کو تعجب ہے کہ ایک نوجوان ہے' داڑھی رکھی ہوئی ہے' ہاتھ میں قرآن ہے' متقی بنا ہوا ہے۔ نمازی' تہجد گزار ہے۔ درس قرآن وحدیث دیتا ہے اور تم کہتے ہو کہ یہ شیطان کے کام کر رہا ہے اور قرآن مجید کے مفہوم پر واردات کر رہا ہے۔ دیکھیں۔ میں اس کے جواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو گواہیاں پیش کر رہا ہوں۔ دونوں بخاری شریف میں موجود ہیں۔

بخاری شریف کتاب اِسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّيْنَ کے باب قَتْلُ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ

آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی' آئے گی۔

حُدَّاثُ الْاَسْنَانِ .....نوعمر

سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ

عقل کے کورے ہوں گے' بے وقوف ہوں گے۔

www.SirateMustaqeem.net

يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ ۔

وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش کریں گے، سید المرسلین کی حدیثیں پیش کریں گے

لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ

ان کا ایمان حلق سے اوپر اوپر ہوگا۔

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

وہ اسلام سے یوں خالی نکلیں گے جیسے تیر شکار سے خالی نکلتا ہے۔

(بخاری ج ۲، ص ۷۵۶)

ان کا ماٹو کیا ہوگا؟

قرآن پڑھیں گے یا حدیث پڑھیں گے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ ۔

نعرے بڑے حسین ہوں گے۔

کہیں گے ہم صرف قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں۔

ان کی یہ نشانیاں بیان کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رزلٹ بیان کیا۔ دیکھ لیجئے پہلے صورت حال کیا ہے؟

ہاتھ میں اللہ کا قرآن ہے لیکن اللہ کے محبوب علیہ السلام سے دل میں پیار نہیں۔ ہاتھ میں اللہ کا قرآن ہے لیکن اللہ کے اولیاء سے پیار نہیں۔

سرکار ﷺ رزلٹ کیا بیان فرماتے ہیں:

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

فرمایا: دین سے یوں خالی ہوں گے جیسے تیر جب شکار کو لگ کے باہر نکلتا ہے تو نہ

اس کے ساتھ گوشت ہوتا ہے نہ خون۔ بالکل خالی نکل جاتا ہے' ایسے ہی یہ لوگ دین سے خالی نکل جائیں گے۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اور یہ عیسائیوں' یہودیوں' بُت پرستوں' مجوسیوں کی بات نہیں۔

يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِهِ الْبَرِيَّةِ۔

بظاہر بڑے اللہ والے ہیں۔ ہاتھ میں قرآن ہے یا حدیث کی کتاب ہے لیکن دولت ایمان نہیں۔

بخاری شریف کے اسی باب میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے:

اَسَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

يَخْرُجُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔

اس اُمت میں سے ایک قوم آئے گی۔

کیسی ہوگی؟ فرمایا:

تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ اَوْ حَنَاجِرَهُمْ۔

جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن کریم کو پڑھیں گے لیکن یہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا یا ان کے نرخرے سے

اور ایک حدیث میں ہے:

www.SirateMustaqeem.net

تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَ صِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَ عَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ ۔

تم اپنی نماز ان کی نماز کے مقابلے میں حقیر جانو گے' تم اپنا روزہ ان کے روزہ کے مقابلہ میں حقیر جانو گے' تم اپنا عمل ان کے عمل کے مقابلے میں حقیر جانو گے دیکھیں:۔

یہ قوم کتنے چلّے کاٹ رہی ہے۔ کہاں کہاں جا رہی ہے۔ کتنے جہاد کیمپ لگا رہے ہیں۔ عبادت اتنی کہ دن رات عبادتیں' وظیفے' دعائیں' تلاوت کر رہے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تو فرشتے ہیں۔ درس قرآن ہو رہا ہے۔ درس حدیث ہو رہا ہے۔ یہ ہو رہا ہے' وہ ہو رہا ہے۔

میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ صرف باتیں معیار حق نہیں ہیں۔

تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ ۔

تمہیں اپنی نمازیں ان کی نمازوں سے حقیر نظر آئیں گی۔

تَحْقِرُوْنَ صِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ ۔

تمہیں اپنے روزے ان کے روزوں سے حقیر نظر آئیں گے۔

وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ ۔

اپنا عمل بھی تمہیں ان سے تھوڑا نظر آئے گا۔

کہو گے ہم تو دنیادار ہیں۔ یہ بڑے دین دار ہیں۔

کس حد تک دین کا کام رہے ہیں۔ دین کے نام پر یہ کام کر رہے ہیں وہ کام کر رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں محبوب علیہ السلام کی آنکھوں سے چھپی ہوئی نہیں

www.SirateMustaqeem.net

تھیں۔قربان جائیں آپ کی نظر پر کہ کہاں کہاں تک دیکھ لیا تھا۔

تیری نظر خار زار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی
اجاڑ نیندوں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی
میرے ذہن کے فلک پر جو سوال چمکا تو میں نے دیکھا
تیرے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی

آج کوئی آدمی جب ان معاملات پر سوچتا ہے تو یہ باتیں اس کے سامنے آتی ہیں اور پھر وہ ایک پریشانی سی محسوس کرتا ہے۔

اے پریشان اُمتی! تیری اس پریشانی کو میرے محبوب علیہ السلام نے اس وقت محسوس کرلیا تھا اور ان تین چیزوں کا حوالہ دے کر:

نماز.....نماز کے مقابلے میں

روزہ.....روزہ کے مقابلے میں

اور عمل.....عمل کے مقابلے میں

لیکن رزلٹ کیا ہوگا؟

يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ (بخاری ۲/۷۵۶)

وہ قرآن پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔

يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ قرآن پڑھیں گے۔

قرآن ہاتھ میں ہوگا۔روزانہ قرآن سے توحید کا درس دیں گے۔توحید کی آیات پڑھ کے اللہ کے بندوں پر شرک کے تیر پھینکے جارہے ہیں۔

میرے محبوب علیہ السلام نے اس شیطانی گروہ کی واردات کو آج سے

صدیوں پہلے بے نقاب کر دیا تھا۔

يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ ۔

قرأت، تجوید، ترتیل، تفہیم وتدریس سب کچھ ہو رہا ہے۔

مگر محبوب علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ۔

یہ حلق سے اوپر اوپر ہے۔ نیچے نہیں اُتر رہا۔ اگر صحیح مطلب ہو تو پھر نیچے جائے، جب بات ہی غلط ہے پھر نیچے کس طرح جائے۔

ان کا حشر کیا ہوگا؟ ان کا نتیجہ کیا ہے؟

محبوب علیہ السلام نے فرمایا:

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ ۔

وہ دین سے اس طرح خالی نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔

جب شکار کو تیر مارا جاتا ہے تو وہ بالکل خالی باہر نکلتا ہے اس کے ساتھ شکار کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ایسے ہی یہ دین کی پوری چادر لپیٹ لینے والے اور دین کیلئے سب کچھ کرنے والے دین سے بالکل خالی ہاتھ نکل جائیں گے۔

کسی کے ہاتھ میں قرآن ہونا، اس کو معیار حق نہ سمجھا جائے۔

محض کسی کی ظاہری طور پر خوبصورت نماز، روزہ، عمل کو معیار حق نہ سمجھا جائے۔ یہ محض گلابی یا کلابی تقویٰ ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ کتا بھی جب پیشاب کرتا ہے تو اپنی ٹانگ اُٹھا لیتا ہے۔ کیا اس کو چھینٹوں سے زیادہ خطرہ ہے اور اسے اپنے کتا ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔ وہ

ٹانگ اُٹھا کے پیشاب کر رہا ہے' یہ ظاہری پرہیز اس نے بھی اختیار کر رکھی ہے۔ لیکن اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایسے ہی میرے محبوب علیہ السلام نے ان لوگوں کے جعلی تقویٰ کا پردہ چاک فرمادیا کہ جب تک ایمان صحیح نہ ہوگا ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

مفہوم قرآن پر واردات کرنے والے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے دل نہیں جھکائیں گے' اس وقت تک قرآنِ مجید فرقانِ مجید کا صحیح فہم حاصل نہیں ہوسکتا۔

سرکار نے ارشاد فرمایا کہ یہ دین سے یوں خالی نکلیں گے جیسے تیر شکار سے خالی نکلتا ہے۔ اے میری ملت کے سپوتو! میں نے آپ کے سامنے ان واردات کرنے والوں کی بہت سی وارداتوں کو پانچ قسطیں پیش کر کے بے نقاب کر دیا ہے۔ ان کو سنیں' مطالعہ کریں۔ یاد کریں اور آگے پہنچائیں۔

خدا کی قسم! اگر ایک بندہ بھی آپ کی کوشش سے راہِ راست پر آ گیا تو یہ دنیا و مافیہا سے آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ یہ آج کے دور کا بہت بڑا جہاد ہے۔ سو شہیدوں سے زیادہ ثواب کمانے والی بات ہے۔ اس لئے ان چیزوں کو پیش نظر رکھ کے اور سمجھ کے آگے پہنچائیں۔ جہاں کہیں کوئی شخص اس پر کوئی اعتراض کرے میں جواب کا ذمہ دار ہوں۔ میں اپنی ہر بات کو اللہ کے فضل و کرم سے قرآن و حدیث سے ثابت کروں گا اب آگے پہنچانا آپ کا کام ہے۔ یہ ایک امانت ہے۔

مسلک اہلسنت حرا کا نور ہے' صفہ کا سرور ہے' یہ خاک حجاز کا پیغام ہے۔ یہ میرے محبوب علیہ السلام اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قربانیوں کا سبق ہے۔ یہ کربلا کی اُٹھتی ہوئی دُھول کا پیغام ہے۔ کائنات کی ساری صداقتوں کا

سبق ہے۔ میں نے جو کچھ پیش کیا یہ اپنی طرف سے نہیں گڑھا بلکہ بالواسطہ صحابہ سے حاصل کیا ہے۔ یہ کائنات کی صداقتیں ہیں اس واسطے میرا یہ پیغام ہے۔

یہ زمین بھی سُنی ہے وہ آسمان بھی سُنی ہے
جلوۂ خورشید سنی ، کہکشاں بھی سنی ہے
قطرۂ شبنم سنی ، باغبان بھی سنی ہے
لفظ کی تاثیر سنی ، داستان بھی سنی ہے
مایۂ ملت بھی سنی ، نگہباں بھی سنی ہے
اہلسنّت کے جیالو! باندھ لو اگر تم کمر
نظر آئے گا تمہیں سارا جہاں ہی سنی ہے

کتنے دُکھ کی بات ہے کہ ان واردات کرنے والوں نے پیٹرو ڈالر کے زور پر اندھیرے کو سویرا بنا کر پیش کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ ایمان کا ایک جذبہ ان ڈالروں کے مقابلے میں کافی ہے۔ اُٹھو اور اپنے مسلک کا پیغام عام کردو۔ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ اللہ نے اپنی راہ کو جن لوگوں کے نام لگایا

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔

انہیں اللہ کا غیر اور مخالف ثابت کیا جارہا ہے۔

صراط مستقیم کو اللہ نے صراط اللہ نہیں کہا، ان بندوں کا راستہ کہا ہے۔

جن کے راستے کو اللہ اپنا راستہ فرمائے یہ دن رات قرآن مجید کی آیات کے مفہوم کو بدل بدل کر ان کے خلاف سرکشی کر رہے ہیں۔ لوگوں کو قرآن مجید کی آیات پڑھ پڑھ کے گمراہ کیا جارہا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

اسلام کے مرکز حجاز شریف میں باطل عقیدے والے حکمران مسلط ہیں۔ ان کی نحوست کی وجہ سے سارے عالم اسلام میں انتشار پھیل رہا ہے۔ یہ حج کے موقع پر نفرتوں کے بیج بوتے ہیں۔ جو قرآن مجید خادم الحرمین فہد کی طرف سے حاجیوں کو دیا جا رہا ہے۔ میں نے اس کے بہت سے مقامات کو دیکھا جہاں انہوں نے اللہ والوں کو بُت قرار دیا ہے۔ ایسا خادم الحرمین نہیں خائن الحرمین ہوتا ہے۔ وہ حرمین کے پیغام میں خیانت کر رہا ہے۔ اس لئے بیدار رہ کر ان ایمان کے چوروں سے اپنے ایمان کو بچاؤ۔

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں وہاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

یہ آزمائش اور ابتلاء کا دور ہے۔ ہوشیار ہو کر رہیے اور ان ایمان کے لٹیروں سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھئے اور اس پیغام کو آگے پہنچایئے۔

وَآخِرُ دَعْوَنَا اَنِ الرَّبِ الْعَالَمِيْنَ

www.SirateMustaqeem.net

☆☆==========☆☆

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

آفتاب علم غروب ہوا

رنج کتنا بھی کریں انکا زمانے والے
جانے والے تو نہیں لوٹ کے آنے والے
اب کوئی شکل نہ پرچھائیں نہ آواز کوئی
خواب ہی ہوگئے تعبیر بتانے والے

۲۱ فروری اتوار کو بندہ ناچیز جب جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الا سلام داروغہ والا لاہور میں اسباق سے فارغ ہوا۔ تو بخار کی وجہ سے طبیعت پر گرانی سی محسوس ہو رہی تھی چنانچہ میں نے کمرہ کا دروازہ بند کیا اور نماز ظہر تک آرام کرنے کا ارادہ کیا اتنے میں دروازے پر کسی نے دستک دی بندہ نے دروازہ کھولا تو مفتی محمد اشرف صاحب نقشبندی کا ایک شاگرد کھڑا تھا۔ وہ ایک ایسی خبر دینے آیا تھا جو ہر دردمند دل کو نڈھال کر دینے والی تھی کہنے لگا کہ حضرت علامہ بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یکسر سوچ نے پٹا کھایا، خیالات ماضی کی طرف لپکے غم والم کے سائے پھیلنے لگے۔ نصف النہار میں غروب آفتاب کی خبر یقیناً بڑی وحشت ناک تھی۔

اس عالم امکان میں کاروان وجود کے راہیوں کو یقیناً ایک دن راہ عدم پے چلنا پڑتا ہے روزانہ ہی ہجر وفراق کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لیکن ہر کسی کی جدائی کی نوعیت اور انداز جدا ہوتا ہے۔ کسی کی جدائی کا غم اپنے افراد خانہ کو نڈھال کرتا ہے تو کسی کا فراق اہل محلہ یا اہل شہر محسوس کرتے ہیں لیکن کچھ جدا ہونے والوں کے وجود سے پورے کارواں کی محبتیں وابستہ ہوتی ہیں۔ جب وہ عالم وجود سے رحلت کرتے ہیں تو پورے کارواں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ حضرت بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سانحہ ارتحال ضمیر انسانی میں سرایت کر جانے والا ایک صدمہ ہے۔ کسی شخصیت کے دائرہ مقبولیت کی وسعت اور اسکے آثار حیات کو اسی معیار سے پرکھا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی ولادت پر خوشی کی لہر کا حدود اربعہ کیا تھا اور پھر غم وصال کا دائرہ کیا ہے۔ ولادت پے خوشی ایک تعلق

www.SirateMustaqeem.net

رکھنے والے چند افراد کو تھی لیکن آج قبلہ استاد محترم کی وفات سے ایک جہاں افسردہ ہے۔

آج مسند تدریس افسردہ ہے اس کی زینت نہ رہی ہے۔

آج انداز تدریس افسردہ ہے۔اس کا جوبن نہ رہا ہے۔

آج علمی میدان نوحہ کناں ہے کہ اس کا شاہ سوار نہ رہا۔

اقلیم منطق بے چین ہے کہ اس کا تاجدار نہ رہا۔آج درس نظامی کو صدمہ ہے کہ اس کا علمبردار نہ رہا

آج خیرآبادی سلسلہ پے سکتہ ہے کہ اس کا عظیم سپوت نہ رہا۔

آج دانش کدے غم کی چادر اوڑھے ہیں آج درسگاہیں اشک باری کر رہی ہیں

آج مدرس کی آنکھ بھی نمناک ہے آج مفتی بھی سراپا غم ہے۔آج شیخ الحدیث بھی پھوٹ پھوٹ کے رو رہا ہے۔عجب عالم طاری ہے۔اور کوئی عجیب نہیں ایسے نفوس کے لئے فضا کا جگنو بھی تڑپتا ہے اور پانی کی مچھلی بھی عرش عظیم پے بھی ہلچل ہوتی ہے اور چیونٹیوں کے سوراخوں میں بھی صف ماتم بچھتی ہے۔

تقریباً ساڑھے تین بجے رات کا وقت ہوگا۔جب ہماری بس کٹھے والی پہاڑی پر رینگتی ہوئی اوپر چڑھ رہی تھی مولانا ارشاد احمد جلالی میرے ساتھ والی سیٹ پر تھے میرے آگے مفتی محمد اشرف صاحب نقشبندی بیٹھے تھے نو دس طالب علم بھی ساتھ تھے حضرت کی نماز جنازہ میں شریک ہونا تھا کچھ دوست سو چکے تھے میری آنکھ شیشے سے دور دراز تک جھانک رہی تھی فضا میں تیرتی ہوئی نگاہ کبھی ان ڈھلوانوں میں جلنے والے قمقموں کو دیکھتی جنہیں ہم نیچے چھوڑ آئے تھے اور کبھی پہاڑوں کی بلند و بالا چوٹیوں کی طرف اٹھتی۔اب دل کی دھڑکنیں پہلے سے تیز ہو رہی تھی۔قبلہ استاد گرامی کے دیس کے قرب کا احساس بڑھتا جا رہا تھا خیال بار بار سنگلاخ چٹانوں سے کہہ رہا تھا کہ تجھ میں کیسے درشہوار نے جنم لیا۔

اب آنکھوں سے بہنے والے آنسو داڑھی کو تر کرتے جا رہے تھے۔بار بار یہ خیال آتا کہ قبلہ استاد محترم بتایا کرتے تھے کہ جب میرا پہلا بیٹا فدا محمد فوت ہوا تھا تو گولڑہ شریف سے میرے حضرت صاحب تشریف لائے رات کو پہاڑیوں میں راستہ نہیں ملتا تھا تو ان کے ساتھیوں نے اذانیں پڑھیں خیال آتا کہ آج ہم اس خاموش پہاڑی سلسلے کو عبور کرتے ہوئے حضرت کے دیہات کے اسی راستے میں ہیں کبھی یہ خیال آتا کہ پہلے جب ان راہوں سے گذر کر حضرت کی

www.SirateMustaqeem.net

بارگاہ میں حاضری ہوتی تو آپ پوچھتے تھے کس راستے سے آئے ہو کیسے آئے ہو کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی آج کون پوچھے گا۔

ہمارے ساتھ حضرت استاذ محترم رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے نواسہ قاری محمد بشیر صاحب بھی تھے جو داروغہ والا میں ایک مسجد میں امام ہیں ہم پانچ بجے پدھراڑ اترے اور تقریبا ایک گھنٹہ چلنے کے بعد ڈھوک دھمن حضرت کے گاؤں میں پہنچے اور نماز فجر ادا کی ۔آج اس اجڑے دیار میں کچھ اور ہی کیفیت ہے۔ ہوا ٹھنڈی تو ہے ہی مگر دکھی بھی ہے رات کا اندھیرا جاتو رہا ہے مگر بادل نخواستہ شاید جنازہ میں وہ بھی شرکت چاہتا ہے بہر حال سورج کی کرنیں تو آخری دیدار کے لئے پہنچ آئی ہیں۔ پچاس سال تک اس چراغ علم وحکمت سے نکہت ونور پانے والے پروانے بھی دور دور سے آرہے ہیں۔آخری آرام گاہ تیار ہو رہی ہے۔سرزمین دھمن تو نے بالاخر اپنی امانت واپس لے ہی لی' اے زمین تو کتنی عظیم ہے۔تیرے سپوت نے سینکڑوں ذھن منور کیے 'ہزاروں دلوں میں اجالا کیا۔

ہزاورں آنکھوں کو دیکھنا سکھایا۔ہزاروں زبانوں کو بولنا سکھایا' کہاں کہاں تک اس کی تجلی نہ گئی کدھر کدھر اسکا فیض نہ پہنچا' میں قبر شریف کے لئے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہا تھا وقفے وقفے کے بعد جھانک کے دیکھتا اور خیال کرتا کہ وہ ہمالہ علم اتنی سی جگہ میں کیسے سمائے گا میں نے بار بار اس گڑھے کو دیکھا جسے تھوڑی دیر بعد روضہ من ریاض الجنتہ بن جانا تھا۔ دل خاک تربت سے مخاطب تھا کہ اے خاک مزار تجھ میں وہ آنے والے ہیں جن کی یاد دلوں میں باقی ہے۔جن کے افکار کئی ذھنوں میں محفوظ ہیں' جن کے معارف کئی سینوں کی سوغات ہیں' جن کا انداز ان کے شاگرد اپنائے ہوئے ہیں۔جن کی بہت سے امانتیں ہمارے پاس ہیں آج وہ خود تیری امانت بن کے آرہے ہیں۔

اب بھیڑ ہے جم غفیر ہے علماء بھی ہیں عوام بھی' فضلاء بھی ہیں خطبا بھی۔مشائخ بھی ہیں مریدین بھی ۔حضرت کو غسل دے دیا گیا اوہ اچانک ایک شور سا اٹھتا ہے۔حضرت کی چارپائی باہر لائی جارہی ہے۔حضرت آج اپنے پہلے گھر کو چھوڑ رہے ہیں۔یہ نہ پوچھو افراد خانہ کا غم کیسا ہے' یہ نہ پوچھو آج بھائی فدا حسن پے کیا بیت رہی ہے۔

ذرا کان لگا کر دھلیز خانہ کا نالہ تو سنو۔حضرت کے بند دار المطالعہ کی آہیں کیسی دل دوز ہیں۔ایک

www.SirateMustaqeem.net

ایک اینٹ کی چیخ و پکار دل ھلا دینے والی ہے۔ بیٹھک کے رونگٹے کھڑے ہیں' مسجد کی حالت بھی عجیب ہے۔لو دیکھو چار پائی باہر آئی ہے۔جگر ہلا دینے والی آہیں ہیں۔فدا حسنؔ تم اکیلے ہی نہیں ہم بھی ایسے ہی ہیں یہ سایہ صرف تمہارے سر ہی سے ہی نہیں ہمارے سر سے بھی اٹھ گیا ہے سارے اہلسنت تمہارے ساتھ غم میں برابر شریک ہیں۔اب ہر کندھا چار پائی کے نیچے آنا چاہتا تھا۔ہر ہاتھ چار پائی سے مس کرنے کے لئے تڑپ رہا تھا اور ہر آنکھ دیدار کی ایک جھلک کے لئے بے تاب تھی۔

ایک نورانی چہرہ ہے، سفید داڑھی ہے، حسن محو تبسم ہے، چہرے پے پارسائی کا پہرہ ہے۔نصف صدی کی تدریس آج کے چاند کا ہالہ ہے۔۸۳ سالہ زندگی کا روشن کردار بھی ساتھ ساتھ ہے۔ ایک نسبی بیٹا ہے، ہزاروں نسبت روحانی کے بیٹے ہیں۔ سب چہرے کی زیارت چاہتے ہیں۔

مسجد کے میناروں نے تو اوپر سے دیکھ لیا' دائیں بائیں کے کہساروں کی بلندی بھی آج ان کے کام آ گئی۔ہم کافی اپنے سروں کو اونچا کر رہے ہیں مگر ابھی نہیں.... بالآخر دھکوں کے بھنور سے گذرتا ہوا میں بھی قریب جا پہنچتا ہوں۔آنکھیں چہرے تک پہنچتی ہیں تو ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نظر آتا ہے۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ایک آنکھیں چہرے پے جمنے کی کوشش کرتی ہیں مگر قدم زمیں پے نہیں جمتے۔پھر میں مزید آگے بڑھتا ہوں میرا ہاتھ چار پائی کو جا لگتا ہے۔کلمہ طیبہ کا ورد ہو رہا ہے کچھ دیر تک چار پائی کے ساتھ چلنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔درمیان میں ایسا موقعہ بھی ملتا ہے۔اپنا ہاتھ حضرت کی مبارک داڑھی سے مس کرتا ہوں۔اور گلاب کے پھول کی کلی چہرے سے لگا کر اٹھا لیتا ہے۔

اب عوام و خواص کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا' عوام سے زیادہ خواص نظر آ رہے تھے حضرت کی

نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے صفیں بنائی جانے لگیں۔اب کتاب ماضی کا اور ورق کھل کر میرے سامنے آ گیا جس نے احساس غم کو اور بڑھا دیا یہ ورق ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ کا تھا جب میرے مرشد دل جنید زمان امام العرفا حافظ الحدیث حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالی علیہ کا سفر آخرت ہوا تھا۔وہ لمحے بھی بڑے درد والم کے تھے۔

اب صفیں بن گئی ہیں حضرت خواجہ حمید الدین صاحب سیالوی اپنے استاد گرامی کا جنازہ پڑھانے والے ہیں۔آج اس جنازے میں شرکت کرنے والوں کے مقدر بھی بڑے نرالے ہیں۔ایک جہاں کے استاد کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا یقیناً کفارۂ سیآت بن جائے گا۔

حضرت بندیالوی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔قلب سے مزید دعائیں مانگی جا رہی ہیں پھر زیارت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔اس کے بعد آپ کا جسد اطہر پروانوں کے ہجوم میں جائے مزار پے لایا جاتا ہے۔قصیدہ بردہ کے اشعار پڑھے جا رہے ہیں۔حضرت کا جسد اطہر چارپائی سے تابوت میں منتقل کیا جاتا ہے۔

صاحبزادہ فدا حسن اور مولانا نذر حسین صاحب ساتھ ساتھ ہیں اب صندوق بند کر دیا گیا ہے۔لو اب عرصہ دیدار ختم ہو گیا۔جن کے چہرہ انور کے سامنے تین سال مسلسل حاضری رہی پھر گاہے بگاہے زیارت کا سلسلہ رہا۔پچاس سے زائد مرتبہ جن کی خواب میں زیارت ہوئی اب صرف یہی خواب والا رابطہ ہی باقی رہ گیا۔

لو اب تابوت شریف زمین میں اتار دیا گیا ہے۔سوز و گداز اور سسکیوں کی کیفیت میں قبر پر پتھر کے سلیب رکھے جا رہے ہیں۔پھر مٹی ڈالنا شروع کی جاتی فرمان الٰہی۔

منها خلقنا کم وفیها نعید کم یاد آ رہا ہے۔

احساس ایک بار خاک مرقد سے مخاطب ہوتا ہے۔

اے خاک مزار جو تجھ میں جلوہ گر ہوئے ٹھیک ہے کہ خاکی انسان ہیں۔

مگر یہ ایک عام انسان نہیں۔محدث بھی تھے مفسر بھی، فقیہ بھی تھے متکلم بھی، محقق تھے مدقق بھی، مفتی بھی مدرس بھی، مصلح بھی تھے مبلغ بھی، مفکر بھی تھے مصنف بھی، عالم بھی تھے عامل بھی۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

اے خاک مزار ہم نے تجھے سروں کا سایہ دیا اے خاک مزار ہم نے تجھے جوھر گراں مایہ دیا۔ اے خاک تو ان کے لئے حشر تک رحمتوں کا سایہ بنی رہے۔

اے استاذ محترم۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا

اللّٰھم ان استاذنا عطا محمد فی ذمتک وحبل جوارک فقه من فتنة القبر وعذاب النار وانت اهل الوفاء والحق ۔ اللّٰھم اغفر له وارحمه انک انت الغفور الرحیم ۔

عنقریب شائع ہونے والی کتاب

فحش گانوں کا عذاب

افادات

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف۔ فاضل بغداد یونیورسٹی)

ناشر:

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ